انه لقول فصل وما هو بالهزل

اہل سنت کے مذہب کا احقاق اور شیعہ مذہب کا ابطال انہیں کی تفسیرون اور حدیثون

سے اور انہیں کے قول ائمہ و کتبہائے مجتہدین ہر زمانہ سے رسالہ موسومہ

مؤلفہ نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علیخان صاحب بہادر

منیر نواز جنگ معتمد پولٹکل و فنانس سرکار عالی ریاست حیدرآباد دکن

پہلے حصہ فضائل صحابہ کا دوسرا جزو مطبع مصطفائی لکھنؤ مین چھپا

اعلام

ناظرین انصاف بین پر پوشیدہ نہین کہ یہ کتاب مستطاب
کاشف الحق و الصواب من تصانیف نکتہ سنج دقیقہ یاب حکمت و دانش
مآب عمدۃ اولی الالباب جناب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید
محمد **مہدی علیخان** صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولٹیکل و فنانس سرکار عالی
ریاستِ حیدرآباد دکن کہ جسکے تین حصے ہین چنانچہ پہلے حصۂ **آیات بینات** کا
جزو اوّل باجازت مصنف ۱۳۰۱ ہجری مین قبل اسکے رجسٹری کراکے چھپوایا تھا اور قیمت اوسکی اگرچہ آٹھ آنہ
رکھی تھی کثرتِ شائقین سے ایسا ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا کہ اب پھر نوبت طبع کی ہوگی بالفعل اوسی پہلے حصے کا دوسرا
جزو جسمین بیان فضائل صحابہ کا تمام ہوا اور پہلا حصہ کامل ہوگیا احقر نے بحصول اجازت ثانی کتاب کا بل مصنف ممدوح
کے نہایت اہتمام سے صحت و صفائی کے ساتھ عمدہ او صاف کاغذ پر رجسٹری کراکے مطبع مصطفائی مین
باہتمام جناب معلی القاب والا مناقب محمد **عبد الواحد خان** صاحب دام ظلالہم خوشخط چھپوایا اور باوجود
اس عمدگی کے قیمت اسکی کم رکھی انشاء اللہ تعالی باقی کے حصے بھی اسیطرح بشرط دستیابی
بتدریج یکے بعد دیگرے بعنوان شایستہ چھپکر ملاحظہ ناظرین مین آئینگے امید کہ
کوئی صاحب بغیر اجازت مصنف علام کے اسکو نہ چھپوائین قصداً نفع کے
لالچ مین نقصان نہ اوٹھائین والا ہمین کیا اگر خلاف قانون کرینگے
تو خود اونھین کو لینے کے دینے پڑینگے ع بر رسولان بلاغ باشد و بس

الراقم
محمد عبد الواحد خان عفی عنہ

جو کہ حضرات شیعہ دلی عداوت صحابہ سے رکھتے ہین اس لیے اونکی فضیلت کا کسی طرح پر اقرار نہین کرتے اور کیا
خدا کے کلام کو کیا رسول کی حدیث کو کیا ائمہ کے اقوال کو جہانتک ہو سکتا ہی تحریف لفظی و معنوی کرکے چاہتے ہین
کہ اونکی بزرگی ثابت نہو مگر بہ فحوای آیت وَيَأْبَى اللّٰهُ اِلَّا اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ خدا اپنے دوستون کی
بزرگیون کو دشمنونکی زبان سے ظاہر کر دیتا ہی اور بمقتضای (الفضل ما شهدت به الاعداء) اوس سے اونکی فضیلت کو
ثابت کرتا ہی چنانچہ ہمنے اپنی اس کتاب مین اسکا التزام کیا ہی کہ اپنی کتاب کے اس حصے کو صحابہ کے فضائل سے بروایات
امامیہ بھر دینگے اور شیعون ہی کی کتابون سے اتنی سندین لا دینگے کہ آخرکار وہ سنتے سنتے اور دیکھتے دیکھتے تھک
جاوین اور کلمہ شہادت مین ہمارے شریک ہو جاوین اور پھر اپنے فضلا اور مجتہدین کے انصاف کی داد دین کہ باوجود
موجود ہونے ایسی روایتون اور حدیثون کے اونھون نے فضائل صحابہ سے کیسا انکار کیا ہی اور جس مجتہد نے سنیونکی کتابون کے
جواب لکھے ہین اوس مین تعصب کو کتنا دخل دیا ہی خصوصا پچھلے مجتہدین نے کہ سوای گالیون کے حقیقت مین کسی بات
کا کچھ بھی جواب نہین دیا اور جاہلونکی سی باتون سے اپنی کتابونکو بھر دیا ہی اگر کسی کو شک ہو وہ مولوی دلدار علی صاحب
کی تالیفات کو دیکھے کہ وقت تحریر جواب کے کیسے عامی بنگئے ہین اور خلاف شان علما کے بات بات پر گالیان
دی ہین مگر حقیقت مین یہ قصور اونکے مجتہد ہونے اور تقدس کا نہین ہی بلکہ یہ قصور اوس تہذیب کا ہی جو عمر بھر پاک لوگون
کی شان مین کہا کیے اور رات دن لعنت لعنت کہتے رہے جس نے موافق حدیث کے اونھین پر رجعت کی
تھے بہت سی کتابین اس فن مین شیعون اور سنیونکی دیکھین اور میری نظر سے بہت سے رسالے علم
کلام کے گذرے اور اکثر لوگون کے کلام مین شوخی بھی پائی لیکن وہ خوبی جو تالیفات مین جناب قبلہ و کعبہ
مولوی سید دلدار علی صاحب کے ہی وہ کسی مین نہ دیکھی حضرت کی دابِ تالیف کیا ہی کہ اول تو دل بھر کے مولف
کو جسکا جواب لکھتے ہین گالیان دینا پھر اوس پر تبرا کرنا بعدہ بہت کچھ تعریف اپنے تبحر اور فضیلت اور
تقدس کی فرمانا اور خود ہی اپنی زبان سے اپنی تالیف کی نسبت یہ کہنا کہ {گمان فقیر چنین ست کہ درین
جزو زمان چشم روزگار نظیر این کتاب نہ دیدہ باشد و گوش چرخ برین نشنیدہ} جب اس سے فارغ ہونگے
تب خارج از بحث گفتگو کرینگے اور ورق کے ورق اون باتون کے لکھنے سے رنگین کر دینگے جنکو اوس
بحث سے کسی طرحکا کچھ بھی تعلق نہین ہی صوفیونکی برائیان بیان کرنے لگین گے اولیاء اللہ کی شان مین جو
دل چاہیگا فرما دینگے جب اس سے نجات پاوینگے اور مولف کتاب کے کلام کے نقض کیطرف متوجہ ہونگے
تب کسی معتزلی یا کسی شیعی یا کسی گمنام کو فاضل سنی قرار دیکر اوسکے اقوال کو معارضے مین پیش کرینگے جسکو
شک ہو وہ ذرا ذوالفقار اور صوارم وغیرہ کو اوٹھا کر دیکھے اور غور کرے کہ فقیر کے کلام کی تصدیق ہوتی
ہی یا نہین ذوالفقار مین صوفیونکو گالی دینے کا کیا موقع تھا اور اون لوگونکی شعرون اور مثنوی کی بیتون کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوکہ ہم بحث نکاح کو حضرت ام کلثوم کی نہایت تفصیل کے ساتھ لکھ چکے اس لیے اب ہم پھر فضائل صحابہ لکھنا شروع کرتے ہین لیکن جسقدر فضائل ازروی کتب معتبرۂ شیعہ کے ابتک ہمنے لکھے اونسے قدرت خدا کی نظر آتی ہے کہ باوجودیکہ حضرات شیعہ حد سے زیادہ دشمنی صحابہ سے رکھتے ہین اور پھر بھی اونھین کی کتابون مین اس کثرت سے فضائل صحابہ کی روایتین موجود ہین اور جبتک کہ لفظ بلفظ اوسکی نقل نکیجاوے اور کتاب کھول کر نہ دکھلائی جاوے تب تک حضرت امامیہ اوسکا اقرار ہی نہین کرتے اور جہانتک ہوسکتا ہے انکار ہی کرتے رہتے ہین چنانچہ جناب سلطان العلما مولوی سید دلدار علیصاحب اپنی صوارم مین فرماتے ہین کہ { اما احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ و فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ ورقا ورقا بہ نیت تفحص بمطالعہ درآرند مظنون آنست کہ زیادہ از سہ چہار حدیث کہ صحیح یا درست نداشتہ باشد دست بہم ندہد اما احادیث مثالب آنہا پس بلا اغراق این ست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد } لیکن اس قول کی تصدیق ہماری اس چھوٹی سی کتاب سے ہوتی ہے کہ بلا مبالغہ سو روایت سے زیادہ فضائل صحابہ مین بروایت کتب معتبرۂ شیعہ کے پہلے ہی حصہ مین موجود ہین چنانچہ کچھ تو ابتک ہم لکھ چکے اور کچھ اب لکھتے ہین حضرات شیعہ کو اگر سو تک گنتی آتی ہو تو وہ شمار کرلین کہ سو سے زیادہ روایتین فضیلت مین صحابہ کی موجود ہین یا نہین اور پھر اگر حضرات شیعہ انصاف کرین تو اپنے علما کے جوابات پہ بھی خیال فرماوین اور خدا کو حاضر و ناظر جانکر عقل کی ترازو مین ہماری تقریر کو اور اونکے جواب کو تولین اور اپنے تئین اہل عقل سمجھ کر حق حق فرماوین کہ کسکا پلہ بھاری ہے اور کسکا ہلکا اور بغض و عناد کا تو کچھ علاج ہی نہین ہے

نفیریست بروزیافت وشبهات موہمه وہذیانات ملمعۂ او دلهای عوام مومنین بر انقبض ساخت جہال سنیان
راسر بااوج مباہات رسید وآن صحیفۂ ملعونه بلاشبهه عصای کوری این کوربا طنان گردید واحقر دریناب حیران
خود رجوع می نمود نظر باینکه مثل کتاب نهایة العقول امام سنیان راجواب گفته واز سرتاپا منتقض و باطل ساخته
هرگز به نقض کلام نافرجام ناصب عداوت اہلبیت که از اول تا آخر آثار غباوت وغوایت ازان پیدا وامارات
بغض وعداوت عترت رسول ظاهر وهویدا راضی نمی گردید وطرف گفتگو شدن باچنین جاہل مدبر عار دانسته
هرگز بر خود نمی پسندید چون حال برین منوال مشاهده نمود دم دل خود را مخاطب ساخته گفتم که این مجادله ومعارضه
که ترا باچنین جاہل غبی پیش آمده لیس اول قارورة کسرت فی الاسلام وطرف گفتگو شدن تو بامثال چنین
نادرستان لیس باعجب من مجادلة الانبیاء الکرام والاوصیاء العظام مع معاصریهم من الکفرة والفجرة
اللیام چرا نظر نمی نمائی ونگاه التفات نمی فرمائی بحال جناب حضرت ابراهیم وحضرت موسیٰ وجناب
ہارون علیه السلام که باآن علوم وکمالات مبتلا گردیدند به مجادله نمودن بانمرود مردود وفرعون ملعون
که از کمال جهل وغباوت باوجود ظهور آثار مخلوقیت وبلوح امارات افتقار دعوی خدائی میکردند و
هم چنین نگاه کن به طرف جناب سید المرسلین صلعم که بالاتفاق افضل واکمل خلائق ست چگونه مبتلا
گردید به مجادله جہال مشرکین قوم خود که بسبب فرط جہالت جمادات چندرا که خود می تراشیدند عبادت
وپرستش می نمودند وهم چنین اندکے از خواب غفلت بیدار شو وچشم بکشا وببین جناب باب مدینه
علم رسول که بالاتفاق اعلم ناس بود وبعد رسول خدا صلعم چه قسم مبتلا گردید به معارضه ومجادله چندناکسان
منافقین قریش وهرگاه حقیقت حال برین منوال باشد ناچار عنان التفات عالی خود را به نقض کردن
کلام مورد ملام او منعطف باید ساخت وبه استیصال ہذیانات بیهودۂ او همت والانهمت خود
را باید گماشت انتهی بلفظه ملخصًا } غرضکه یه چند سطرین قبله وکعبه کے تقدس ورتهذیب اور اجتهاد
اور وقار کی نمونه ہین باقی کو اسی پر قیاس کرنا چاہیے لیکن ہم اس سے بحث نہین کرتے اور اسکے
جواب مین ہم جاہل ورعامی بنکر گالی کا جواب گالی سے نہین دیتے ہان حضرت کی لن ترانیون اور
خودستائی پر کبھی کبھی یه خیال کرتے ہین که اگر کاش قبله وکعبه جواب بھی ایسے ہی دیتے جیسی گالیان دی ہین
اور شاه صاحب کے اعتراضات کو بھی ایسی خوبی سے رد کرتے جس خوبی سے اپنی تعریف فرماتے ہین
تو یه تعریف بجا بھی ہوتی اور اس تہذیب اور شائستگی پر بھی خاک پڑجاتی یعنی یه عیب بھی کچھ چھپ جاتا لیکن افسوس
ہے کہ کسی مسئلے کے جواب مین حضرت نے اپنے وقار طبیعت کے جوہر نه دکھلائے اور کسی عقیدے کے
اثبات مین اپنے اجتهاد اور تبحر کو ظاہر نفرمایا وہی پرانی باتین جو اونکے پیشوا لکھتے آئے ہین لکھکر سکوت

نقل کرنے سے جنکو علمای کلام اپنے مناظرے مین آنکھ اوٹھاکر بھی نہین دیکھتے اور اپنے کسی اصولی فروعی مسئلے پر اونکو سند نہین لاتے کیا حاصل تھا بجز اسکے کہ کتاب کو بڑھاوین اور اپنے رسالے کو ایسی پوچ باتون کے لکھنے سے موٹا کرین اور کیا نتیجہ نکلتا ہی صوارم کو دیکھیے کہ اوسکا کیا حال ہی کوئی ورق اور کوئی صفحہ اوسکا ایسا نہین ہی کہ جسمین مغلطات نہون سطرین کی سطرین گالیون اور لعنت سے سیاہ ہین اور صفحے کے صفحے پوچ اور بیہودہ باتون سے بھرے ہوے ہین اور جہان حضرت سند اور دلیل لائے ہین وہان اکثر اپنے استاد اور پیر ابن ابی الحدید معتزلی شیعی کے اقوال مردودہ کو نقل کیا ہی کہ اگر کوئی بیچارہ جاہل سنی اتنا بڑا نام جسمین دس حرف سے بھی زیادہ ہین سنے اور عربی زبان مین بڑی لمبی چوڑی عبارت اوسکی دیکھے اور سراسر مخالف اپنے مذہب کے اور مطابق حضرات شیعہ کے پاوے تو اوسکو حیرت ہووے اور یہ خیال کرے کہ شاید یہ کوئی بڑا عالم اور فاضل سنیونکا ہی اور اسکا کلام بھی مستند بین العلما ہی دھوکے مین آکر اون مسائل مین شک کرنے لگے حالانکہ جناب قبلہ و کعبہ نے یہ خیال نفرمایا کہ جو ادنی درجے کے طالبعلم ہین اور کتب مین شرح عقائد اور شرح مواقف پڑھتے ہین وہ بھی اس امر سے بخوبی واقف ہین کہ ابن ابی الحدید معتزلی ہی اور اپنے اعتزال کے ساتھہ تشیع کو ملای ہوے ہی اوسکے کلام کو اہل سنت کے معارضے مین پیش کرنا بعینہ ایسا ہی جیسا کہ حضرت زرارہ اور ہشام ابن حکم کے قولونکا حوالہ دینا اس لیے کہ سنیونکے نزدیک دونو برابر ہین اور بمقتضای الکفر ملة واحدة کے بوجہ ترک سنت کے ابن ابی الحدید اور زرارہ ایک دوسرے کے بھائی ہین اور باوجودیکہ حضرت کی کتاب صوارم اونہی کے اقوال مردودہ سے بھری ہوئی ہی پھر اوس کتاب پر آپ کو اسقدر ناز ہی کہ اوسکی خوبیون کے بیان کرنیکے لیے الفاظ ہی ہین اوسکی تعریف لکھتے لکھتے کاغذ مین جگہ نہین رہی اور صرف اپنی کتاب ہی پر ناز نہین کرتے بلکہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کیطرف مقابل بننے پر بھی اپنا عار سمجھتے ہین اور اسپر بھی افسوس ظاہر کرتے جاتے ہین چنانچہ خطبے مین صوارم کے فرماتے ہین کہ جب مینے امام رازی کی کتاب نہایة العقول کا جواب لکھہ لیا تو پھر مجھے دوسرے کے جواب لکھنے کی خواہش نہین رہی { چہ معلوم ست پیدا و ظاہر ست و ہویدا کہ چون شاہ باز طبیعت بصید سیمرغ مضامین عالیہ خوگرفتہ باشد دیگر مخالیب ہمت خود را بخون کرکس کندیدہ نیالاید و سیکلہ افکار را بحبالۂ خود در آوردہ باشد نگاہ التفات بطرف عجوزہ شوہا نفرماید لیکن ازانجا کہ روزگار ناہموار نمی گذارد کہ ارباب ہمم عالیہ از دست سفلۂ ناس و بخیردان حق ناشناس نجات یافتہ دمی باستراحت بگذرانند وابالسہ و شیاطین نمیشود کہ از اضلال بنی آدم دمی تغافل نمایند قبل ازین تقریباً پنج شش سال باب دوازدہم ازکتاب بعضی فی وحی الاذناب در نقض مذہب عترت جناب رسالت مآب دیدن بلکہ بالفعل محل آفات

نوحہ و بکا کرنا زندگی بھر واجب ہوتا ہے —

مین نے جو کچھ کہا اسکا ثبوت خود جناب والا کی تالیفات اور جوابات سے ہوتا ہے چنانچہ مین اپنی اس کتاب مین انشاء اللہ تعالیٰ اونکی ساری تالیفات سے جو بجواب تحفہ کے ہین بحث کرونگا اور کیا ذوالفقار اور کیا صوارم اور کیا حسام سب اونکی تلوارون کے وار اونھین کے ہاتھ سے اونھین کے منہ پر مارونگا اور جو کچھ اونھون نے ان کتابون مین لکھا ہے اوسکو جس بحث کے متعلق ہے بالاستیعاب نقل کر کے اوسکی خوبیان اونکی پیروی کرنیوالون پر ظاہر کرونگا تاکہ مخالف بھی شہادت دینے لگین اور زبان سے نہین مگر دلمین تو ضرور سنیون کا کلمہ پڑھنے لگین اور وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا کا شور آسمان تک پہونچا وین —

وہاں اشرع فی بیان الکتب فی صددہ

جو کچھ مین نے ابتک لکھا یہ بیان مین فضائل صحابہ کے تھا کہ جسکو مین نے نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور خود شیعون ہی کی کتابون سے اوسکو ثابت کیا اور جو کچھ جواب اونکے عالمون نے دیے ہین اونکو موقع موقع پر نقل کیا اب مین اون اقوال کو شیعون کے بیان کرتا ہون جو تمام آیات اور احادیث فضائل صحابہ سے دیتے ہین اور اسی کے ضمن مین بہت کچھ روایتین اونکے فضائل کی بھی موقع بموقع لکھتا جاؤنگا

جواب شیعون کا بہ نسبت آیات فضیلت صحابہ کے

جو آیات قرآن مجید کی شان مین صحابہ کے ہین اور جنمین سے چند آیتون کو اوپر مین نے بیان کیا ہے اونکی بہ نسبت شیعون کیطرف سے عام جواب یہ ہے —

جو آیتین مہاجرین کی شان مین اور اونکی بزرگی مین خدا نے نازل کی ہین اور اپنی رضامندی کا اظہار اونکی بہ نسبت فرمایا ہے اوس سے حضرات شیعہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہجرت کی صحت مین اور اوسپر مستحق ثواب ہونے مین ایمان اور صحت نیت شرط ہے چنانچہ تقلید اپنے بزرگونکی جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ بھی ذوالفقار مین اوس مقام پر جہان کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے آیہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ کا ذکر کیا ہے فرماتے ہین { بس باید دانست کہ باتفاق اہل اسلام در صحت ہجرت و ترتب ثواب بران ایمان شرط است و از اینجاست کہ دلیل پیمبر خدا کہ درین ہجرت شریک ابوبکر بود مشرک بود چنانچہ در کتاب طبقات واقدی تصریح بآن واقع شدہ مقبول الہجرت نخواہد بود زیراکہ باتفاق ایمان بشرط صحت عبادت است وہمچنین باتفاق فریقین شرط ترتب ثواب بر ہجرت صحت نیت است چنانچہ دلالت میکند بران حدیث متفق علیہ

اختیار کیا اور انھین قصّے کہانیون کو جو لیشت در پشت سے سنتے آتے تھے نقل کر کے کتاب کو ختم کیا پس ہمکو افسوس اسی بات پر آتا ہی کہ حضرت نے اپنے آپ کو انبیا اولو العزم کے ساتھ مشابہ بھی بنایا اور حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور حضرت سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کا عہدہ بھی اپنے ذمے لیا اور سید الاوصیا باب مدینۃ العلم کی نیابت کا بھی دعوی کیا اور ہدایت خلق کی کی اور ایک منافق جاہل کا مثل مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کے جنکی کم علمی اور بے بضاعتی اور جہالت سے نہ ہندوستان بلکہ عرب اور عجم کے لوگ بھی واقف ہین طرف مقابل بننا نہایت مجبوری سے گوارا کیا اور ایسے بڑے کارونک کو صرف شیعیان پاک کے دین و ایمان کی خاطر سے اختیار کیا مگر افسوس ہی کچھ کر کے نہ دکھلایا اور جتنا دعوی کیا تھا اوسے پورا نہ کیا اور اپنے آپ کو اون علما کے زمرے مین داخل کیا جنکی صفت جناب امیر علیہ السّلام اپنے ایک خطبے مین کرتے ہین

وَاِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى رَجُلٌ قَمَشَ عِلْمًا غَارٌّ فِيْ اَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ سَمَّاهُ اَشْبَاهُ النَّاسِ وَاَرَاذِلُهُمْ عَالِمًا وَلَمْ يَعِشْ فِي الْعِلْمِ يَوْمًا سَالِمًا بَكَّرَ فَاسْتَكْثَرَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ حَتّٰى اِذَا ارْتَوٰى مِنْ مَاءٍ اٰجِنٍ وَاَكْثَرَ مِنْ غَيْرِ طَائِلٍ جَلَسَ لِلنَّاسِ مُفْتِيًا لِتَخْلِيْصِ مَا الْتَبَسَ عَلٰى غَيْرِهِ فَاِنْ نَزَلَتْ بِهِ اِحْدَى الْمُبْهَمَاتِ هَيَّاَ لَهَا مِنْ رَأْيِهِ حَشْوًا رَثًّا فَهُوَ مِنْ قَطْعِ الشُّبُهَاتِ فِيْ مِثْلِ نَسْجِ الْعَنْكَبُوْتِ لَا يَدْرِيْ اَخْطَأَ اَمْ اَصَابَ رَكَّابُ جَهَالَاتٍ خَبَّاطُ عَشَوَاتٍ لَا يَعْتَذِرُ مِمَّا لَا يَعْلَمُ فَيَسْلَمَ وَلَا يَعَضُّ عَلَى الْعِلْمِ بِضِرْسٍ قَاطِعٍ فَيَغْنَمَ تَبْكِيْ مِنْهُ الدِّمَاءُ وَتَسْتَحِلُّ بِقَضَائِهِ الْفُرُوْجُ الْحَرَامُ لَا مَلِيٌّ وَاللّٰهِ بِاِصْدَارِ مَا وَرَدَ عَلَيْهِ وَلَا هُوَ اَهْلٌ لِمَا فُوِّضَ اِلَيْهِ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ حَلَّتْ عَلَيْهِمُ الْمَثُلَاتُ وَحَقَّتْ عَلَيْهِمُ النِّيَاحَةُ وَالْبُكَاءُ اَيَّامَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

یعنی سب خلق سے زیادہ تر دشمن خدا کے نزدیک وہ آدمی ہی جو ادھر اودھر سے علم کو جمع کر کے فتنہ و فساد کی تاریکی مین جلد جلد دوڑتا ہی اور جسکو ایسے لوگ جو آدمیون کی صورت رکھتے ہین اور حقیقت مین انسانیت سے بے بہرہ ہوتے ہین عالم فاضل کہنے لگتے ہین حالانکہ وہ ایک دن بھی علم سے سروکار نہین رکھتا صبح ہوئی اور اوس چیز کے جمع کرنے پر متوجہ ہوا جسکی قلت بہتر ہی اوسکی کثرت سے یعنی مال یہانتک کہ جب سڑے نجس پانی سے پیٹ بھر لیا وہ مفتی بنکر بیٹھا اور اپنی پوچ بحرانی سے مشکلات اور شبہات کے حل کرنے پر آمادہ ہوا جسکی رای اونکے حل کرنے مین وہی قوت رکھتی ہی جو کہ مکڑی کے جالے کو ہوتی ہی یہ بھی نہین جانتا کہ خود اوسنے خطا کی یا صحت وہ اندھون کے موافق چلتا ہی اور ہر بات مین بے بصیرت ہوتا ہی اپنی لاعلمی کا عذر نہین کرتا تاکہ آفت سے بچ جاوے اور علم کو مضبوطی سے نہین پکڑتا تاکہ فائدہ پاوے اوسکے فتوے سے ناحق خون بہائے جاتے ہین جو کہ اوسی کو روتے ہین اور اوسکے حکم سے بہت سی حرام فرجین حلال ہو جاتی ہین نہ وہ اوس لائق ہوتا ہی جو اوس سے پوچھا جاتا ہی نہ وہ اوس کام کی اہلیت رکھتا ہی جو اوسکے سپرد کیا جاتا ہی پس وہ اوسین ہی جسپر عذاب حلال ہوتا ہی اور جسپر

قبلہ وکعبہ کو چاہیے تھا کہ شان نزول اس حدیث کا احادیث کی شرحون مین دیکھتے اور اسبات کو دریافت فرماتے
کہ یہ حدیث کس کے حق مین اور کسکے لئے حضرت نے فرمائی ہی اور مہربانی کرکے اوسی مین لکھ دیتے تاکہ ہم بھی انکی
دیانت کی داد دیتے اور اونکو اہل عدل کہتے مگر وہ اوسے کیون لکھتے اس لیے کہ اوس سے تو اونکا مطلب ہی
ہاتھ سے جاتا ہی چونکہ حضرت نے اوسکو نہین لکھا اس لیے مین شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے اوسے لکھتا ہون
(واضح ہو کہ ایک شخص مدینے مین آیا تھا ایک عورت کی طلب کے لیے جسکا نام ام قیس تھا اوسکے حق مین یہ حدیث
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی چنانچہ اوسکو مہاجر ام قیس کہتے تھے کہ اوس نے ہجرت عورت کے پیچھے
کی تھی) اب ای حضرات شیعہ اپنے قبلہ وکعبہ کی تقدس اور دیانت کی داد دو اور جو کچھ اونھون نے لن ترانیان
فرمائی ہین اوسپر غور کرو چنانچہ خود حضرت صوارم مین نسبت شاہ صاحب قدس اللہ سرہ کے فرماتے ہین
{کہ ع می باید انسان ہر گاہ شعور داشتہ باشد ارادہ تصنیف و تالیف نہ نماید یا دامیکہ قابلیت آن بہم نرساند بجملہ
بامتحان رسیدہ کہ ناصب عداوت اہل بیت ہر گاہ مسئلہ علمیہ کہ اندک وقتی داشتہ باشد در اثنای تحریر آن دست
و پا گم می کند از انجملہ است این مقام کہ دران کمال انتشار و پراگندگی بکار بردہ لیکن نفہمید
کہ ہر گاہ آتش قہر الہی را مورد و مستوقد گردید ہمہ تر و خشک او خواہد رسید و بباد فنا
خواہد داد و ہیچ حیلہ و مکر دران وقت مفید نخواہد افتاد انتہی بلفظہ ملخصا} اب کوئی
مومن منصف انصاف کرے کہ یہ مضمون خود جناب قبلہ وکعبہ پر اس روایت مین
کتنا صادق ہی کہ اونھون نے کلام کو کتنا منتشر کیا ہی اور دھوکہ دینے کے لیے بیچ مین
کی حدیث کا ذکر فرمایا ہی مہاجرین کو اوس سے کچھ بھی تعلق نہین ہی حقیقت مین
قبلہ وکعبہ نے سچ فرمایا {کہ می باید انسان ہر گاہ شعور داشتہ باشد ارادہ تصنیف و
تالیف نہ نماید یا دامیکہ قابلیت آن بہم نرساند} دوسرے یہ فرمانا حضرت کا کہ ك {باتفاق
اہل اسلام در صحت ہجرت و ترتب ثواب بران ایمان شرط است} یہ بیان بھی سچ اور بالکل
ٹھیک ہی نہ اسکے لیے کسی آیت کی سند لانے کی حاجت ہی نہ کسی حدیث کی نقل کرنیکی ضرورت ہی لیکن
یہ فرمانا کہ {پس ك تا دامیکہ بارا علم بہ صحت نیت ابی بکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیت متیقن
نمیشود} مین ہمکو جرح ہی چند طرح سے اول جناب صاحب تحفہ قدس اللہ سرہ نے اس آیت کو صرف
شان مین حضرت صدیق اکبر ہی کے نہین فرمایا بلکہ سب مہاجرین کے فضائل مین اسکو نقل کیا ہی پس
حضرت نے سب کا ذکر تو چھوڑ دیا صرف نام حضرت صدیق اکبر ہی کا لکھا یہ خلاف داب مناظرہ کے ہی
اگر شاہ صاحب اس آیت کو خاص نسبت صدیق اکبر کے بیان کرتے تو اونکو بھی جواب مین اونھین کے نام کی

انما الاعمال بالنیات ولکل امرء مانوی ومن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ الخ وہمہ اینہا دراوائل صحیح بخاری وغیرہ مسطور ست پس یادمیکہ مارا علم بہ صحت نیت ابی بکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ متیقن نشود و تا متیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد} اور نیز اسی کتاب مین ایک دوسرے مقام پر جہان کہ مولانا صاحب نے آیہ للفقراء المہاجرین الذین اخرجوا من دیارہم کا ذکر کیا تھا مجتہد صاحب فرماتے ہین {کہ بر فرض تسلیم فضیلت ہجرت وامثال آن از اعمال مشروط ست بر ایمان بہ اجماع واتفاق اہل اسلام و درستی نیت چنانچہ بخاری در صحیح خود از لیث روایت نمودہ است کہ گفت شنیدم عمر خطاب را کہ بر منبر می گفت کہ شنیدم رسول خدا را کہ میفرمود انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فہجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا اوالی امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ واین ہر دو فیما نحن فیہ در معرض عدم تسلیم ست} اور پھر ایک مقام پر فرماتے ہین کہ ایضا {احتجاج باین آیت موقوف ست کہ بہ ثبوت رسد کہ ہجرت ابو بکر باجازت حضرت نبوی واقع شدہ وشیعہ این را قبول ندارند} اور پھر ایک جگہہ اسی کتاب مین لکھتے ہین {کہ ہجرت ونصرت ممدوح امری ست کہ تعلق بہ صحت نیت دارد وآن امری ست باطنی} اب مین اس قول کو چند طرح سے رد کرتا ہون۔

اول جو سند احادیث بخاری کی قبلہ وکعبہ لائے ہین اوس سے سوای اظہار فضیلت کے اور کچھہ فائدہ نہین ہے اس لیے کہ ہر عمل مین نیت شرط ہے اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے اہل مذہب متفق ہین کسی کا یہ عقیدہ نہین ہے کہ کوئی عمل بغیر نیت کے مقبول ہے تو اس حدیث کے نقل کرنے سے بجز بڑھانے حجم کتاب کے کیا فائدہ ہان شاید مجتہد صاحب کی یہ غرض ہو کہ اس حدیث کو سنکر بعض جہلا شبہہ مین پڑجاوین اور یہ وسوسہ کرنے لگین کہ یہ حدیث اونہین ہجرت کرنے والونکی نسبت ہے جو کہ پیغمبر صاحب کے ساتھہ یا آگے پیچھے چند روز کے ہجرت کر کے مکہ سے مدینے کو آئے اور جنکی شان مین خدا نے آیتین نازل کی ہین تو اگر وہ سب کے سب مستحق ثواب ہوتے تو پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا ایسی حدیث نہ فرماتے اور صحت نیت کی شرط ترتب ثواب پر نہ کرتے پس ظاہر ہوتا ہے کہ شاید بعض اصحاب ایسے بھی تھے کہ جنکی نیت ہجرت مین بخیر نتھی تو یہ شبہہ اونکے اس تدلیس سے کسی کو نہین ہو سکتا اس لیے کہ سب جانتے ہین کہ ہجرت ختم نہین ہو گی اور پیغمبر صاحب کے قیامت تک جاری رہیگی اور سب لوگ مثل مہاجرین اولین کے خاص خدا اور رسول ہی کے لیے ہجرت نہ کرینگے بلکہ بعض بعض دنیا اور عورتون کے پیچھے اپنے گھر چھوڑ جاوینگے جیسا کہ آجکل زمانے مین ہم لوگ اپنی آنکھہ سے دیکھتے ہین کہ کوئی عورت کے پیچھے اپنا وطن چھوڑ دیتا ہے کوئی رنڈی کی خاطر سے مسلمان ہو جاتا ہے یعنی مسلمانون کے ساتھہ کھانے پینے لگتا ہے تو اس حدیث کا مضمون اونہین لوگون کے حق مین صادق ہوگا۔ علاوہ اسکے جناب

من السماء جانتے ہین چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین مین فرماتے ہین {کہ اما آنکہ تکفیر ابوبکر و عمر بہ شیعہ نسبت نمودہ اند
سخنی ست بی اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست و مذہب ایشان ہمین ست کہ مخالفان علی فاسق اند و محاربان
او کافر اند} اسکا جواب جب مجتہد صاحب نے کچھہ نہ دیکھا اور قاضی نور اللہ شوستری کے امامیہ ہونے سے انکار کرنا خلاف ایمان
جانا تو دوسری طرح سے اس قول کو باطل کرنا چاہا چنانچہ اسکے جواب مین ذو الفقار مین فرماتے ہین {کہ پوشیدہ نماند کہ این
کلام بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل قادح مقصود ما و مفید مطلوب اونیست زیرا کہ سابق گذشتہ کہ فاسق در مقابلہ مومن
اطلاق شدہ} اب کوئی اس دھوکہ دینے کو خیال کرے کہ قاضی نور اللہ سا مؤلف اور مجالس المومنین کی سی مشہور کتاب
بھی جناب علامی فہامی فرماتے ہین {کہ بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل} گویا ان لفظون مین اسکا بھی
انکار کرتے ہین مگر صاف انکار کرنے سے کچھہ تقدس کا لحاظ فرماتے ہین اگر حضرت کو دیانت کا دعوی تھا تو چاہیے تھا
کہ ایسا دھوکہ نہ دیتے اور مجالس المومنین کی اصل عبارت کو جسمین کچھہ تحریف نہوئی ہوتی نقل کر دیتے چنانچہ بجز اسکے کہ
شاہ صاحب لکھتے ہین {کہ نسبت تکفیر بجناب شیخین کہ اہل سنت و جماعت بہ شیعہ نمودہ اند سخنی ست بے اصل کہ
در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست} اور بلفظہ عبارت مجالس المومنین کی وہ ہی جو اوپر ہمنے نقل کی
اگر کسی کو شک ہو وہ مجالس المومنین کو دیکھہ لے اور مجتہد صاحب کے {بر تقدیر صحت و صدور آن از فاضل}
لکھنے پر داد دے اور سب سے زیادہ مجھے یہ حیرت ہی کہ ایسے مجتہد فاضل نے {بر تقدیر صحت} اس عبارت کی نسبت
کیونکر فرمایا اس لیے کہ مجالس المومنین مین نہایت شد و مد سے ملا نور اللہ شوستری نے تکفیر حضرات شیخین سے
انکار کیا ہی اور صرف انھین چند لفظون سے اپنے انکار کو ثابت نہین کیا بلکہ بہت لنبی چوڑی تقریر کی ہی چنانچہ
مجلس سوم مین فرماتے ہین {کہ از ایراد این مقدمہ دفع توہمی ست کہ در اوہام عامہ استقرار یافتہ کہ شیعہ امامیہ
تکفیر جمیع یا اکثر صحابہ می نمایند و این معنی را مستبعد یافتہ عوام مذہب خود را بہ تقریر آن از مذہب حق تنفر نمودہ
از راہ بردہ اند و چہ گونہ چنین باشد و حال آنکہ افضل المحققین خواجہ نصیر الدین طوسی در کتاب تجرید فرمودہ
کہ محاربوا علی کفرۃ و مخالفوہ فسقۃ و ظاہر ست کہ اکثر صحابہ با آنحضرت محاربہ نہ کردہ اند بلکہ بہ قوت کثرت خیل و حشم
بے نیت استعمال سیف و علم در مقام مخالفت در آمدہ باستقلال غصب منصب عزت رسول متعال نمودہ اند انتہی
بلفظہ} غرضکہ اس عبارت سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ قاضی نور اللہ شوستری نے بدلیل قطعی تکفیر سے اون
صحابہ کے جنھون نے حضرت علی سے لڑائی نہین کی بلکہ صرف مخالفت کی ہی انکار کیا ہی اس لیے کہ وہ خود
لکھتے ہین کہ اس مقدمے کے لکھنے سے ہماری غرض یہ ہی کہ جو وہم سنیونکو ہی کہ شیعہ امامیہ سب صحابہ کو کافر کہتے
ہین اور اسی سے عوام کو فریب دیکر وہ شیعون کے مذہب کی برائی اونکے دلمین بیدا کر کے امامیہ مذہب سے
اونکو نفرت دلاتے ہین حالانکہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ ہم امامیہ مذہب کے لوگ سب اصحاب کو کافر کہین حالانکہ

له عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۵۲ سطر ۱۴

۲ ایضاً صفحہ ۳۸۳ سطر ۲۲ ۱۲ منہ

قید کرنی مناسب تھی وَاِذْ لَیُسَ فَلَیْسَ دوسرے اگر یہ خیال اس کے کہ حضرت صدیق اکبر مہاجرین مین بھی اول درجہ رکھتے ہین اور اونکی نسبت اس قضیہ کی ابطال سے اورون کے قضیہ کا بطلان خود اسی دلیل سے ہوگا حضرت قبلہ وکعبہ نے اونکا نام لکھا ہی تو خیر ہم اوس سے بحث نہین کرتے اوسی کا جواب دیتے ہین کہ آپ کو صحت نیت کا علم کیونکر ہوئے اور کسطرح آپ اوس علم کو حاصل کیا چاہتے ہین اگر یہ خیال کرکے {کہ آن امریست باطنی} سوای خدا کے دوسرا نہین جانتا تو ہم تسلیم کرتے ہین اور آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہین یقین ہی کہ خدا نے اب آپکو اسکا حال قبر مین بتلادیا ہوگا اور ابوبکر صدیق کی صحت نیت کا حال آپ پر کھل گیا ہوگا اور اگر آپ نیت کا حال اونکے اعمال سے جو وقت ہجرت کے اونھون نے کیے دریافت کیا چاہتے ہین تو اپنے ہی علما کے اقوال سے دریافت کر لیجیے اور پیغمبر خدا کا اونکے گھر جانا اور اپنے ساتھ لیکر غار کو چلنا اور راہ مین ابوبکر صدیق کا حضرت کو دوش پر چڑھانا اور اپنے گھر سے کھانا پہونچانا ان سب باتون کا اپنی ہی کتابون سے ثبوت دیکھ لیجیے کہ اسکو ہم نہایت تفصیل کے ساتھ آیہ غار کی تفسیر مین بیان کر چکے ہین جسکو دیکھنا ہو اس کتاب کے چند ورق الٹ کر دیکھ لے۔ اگر کوئی شخص اتنی محنت گوارا کرے اور چند ورق الٹ کر اوس ساری بحث کو جسپر حقیقت مین یہ مضمون صادق ہی {کہ درین جزو زمان چشم روزگار نظیر این بحث یعنی فضیلت صدیق اکبر از آیۂ غار ندیدہ باشد و گوش چرخ برین نشنیدہ} تو اوسکے لیے اس مقام پر بھی ہم ایک روایت لکھتے ہین جسے صاحب تحفہ نے ملا عبداللہ کی کتاب اظہار الحق سے نقل کیا ہی کہ وہ خود اپنے ہم مذہبون کے اس انکار کو لوچ اور بیہودہ کہتا ہی کما قال کہ {جواب گفتن این سخن بارتکاب آنکہ در سبق ہجرت و نصرت ایمان شرط ست و آن شخص یعنی ابوبکر معاذاللہ ہیچ وقت ایمان نہ داشتہ چنین فعل از سوح ناخوشی با امیر المومنین از انصاف دور ست} مجتہد صاحب قبلہ اپنی ذوالفقار[1] مین اس روایت کی نسبت فرماتے ہین {کہ بر معلوم ست کہ یا ملا عبداللہ از امامیہ نبودہ و یا انکہ جامع کلمات این مزخرفات از پیش خود داخل نمودہ و یا مراد او از ایمان درین مقام اسلام ست و معلوم ست کہ خلیفہ اول از اول امر از ایمان بہرہ نداشت باتفاق من علماء الامامیہ} اس جواب مین تین امر مجتہد صاحب نے لکھے ہین اول انکار کرنا ملا عبداللہ مشہدی کے امامیہ ہونے سے جسپر ہم ابھی زیادہ بحث نہین کرتے اگر مجتہد صاحب اپنے سارے علما کے امامیہ ہونے سے منکر ہو جاوین ہمارا کچھ حرج نہین ہی اگرچہ سارے علما نے ملا عبداللہ کے امامیہ ہونے پر بہت کچھ ثبوت دیا ہی مگر ہم مجتہد صاحب ہی کی باتکو مانتے ہین اور اوسکے امامیہ ہونے کا ثبوت دینا لغو سمجھتے ہین لیکن افسوس ہی کہ صرف اس لیے مجتہد صاحب نے اوسکے امامیہ ہونے سے انکار کیا ہی کہ وہ صحابہ کے ایمان کا قائل ہی تو اسکا ثبوت اون علمای امامیہ کے اقوال سے بھی ہوتا ہی جو کہ مجتہد صاحب کے پیشوا ہین اور جنکے قول کو کالوحی المنزل

[1] عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۵ سطر ۱۹ ۱۲ منہ

ونشان بھی نہین ہی پاکہ جناب قبلہ وکعبہ کی باتکو سنین جوکہ نہایت مضبوطی سے فرماتے ہین کہ ہمارے علمانے اونکے
کفر کو بدلائل بسیار اور اخبار بے شمار سے ثابت کیا ہی۔ ای حضرات حال ہی تمھارے علما کا کہ خود ہی اپنی ایک بات پر
قایم نہین رہتے اور ایک دوسرے کے کلام کو نقض کرتا ہی اور سبب اسکا یہ ہی کہ جہان جیسا موقع ہوتا ہی وہان ویسی ہی بات
کہنے لگتے ہین اور۔ ہر سخنی موقع۔ اور ہر نکتہ مقامی دارد۔ پر عمل کرتے ہین جہان دیکھا کہ صحابہ کی تکفیر کہنے کا موقع
ہی وہان ایسی ہی ہوم عام سے اونپر کفر کا اطلاق کرینگے کہ امام اول سے لیکر امام آخر تک کی زبان سے اونکا کفر ثابت
کرینگے اور جہان دیکھا کہ اوس سے اصول دین کے برہم ہوے جاتے ہین اور اسلام ہی ہاتھہ سے جاتا ہی وہان اس زور
شور سے انکار کرینگے کہ کانون پر ہاتھہ دھرینگے اوسکو سنیونکی تہمت اور افترا کہینگے اور تمام اپنے علما کو نسبت سے
تکفیر صحابہ کی بری کرینگے عجب حال ہی ان حضرات کا کہ انکے اقوال اور روایات اور جوابات کو دیکھکر عقل حیران ہی
اور مجتہد صاحب صرف تکفیر شیخین رضی اللہ تعالی عنہ پر قناعت نہین فرماتے اور اسی پر کفر کا دامن نہین چھوڑتے
بلکہ یہانتک کفر کے پیچھے پڑے ہین کہ ایک مقام پر صاف فرماتے ہین کہ {قال الصادق علیہ السلام مَن شَکَّ
فِی کُفرِ اَعدَائِنَا فَھُوَ کَافِرٌ۔ یعنی ہر کہ در کفر اعدای ما شک کند کافرست} ای حضرات شیعہ اس عبارت پر غور کرو
اور اپنے مجتہد صاحب کے اس ارشاد کو سنو اور بیچارہ محقق نصیر الدین طوسی اور قاضی نور اللہ شوستری وغیرہ اپنے
مذہب کے علمای اعلام پر شوق ذوق سے تبرا بھیجو اور اونکو کافر کہو اس لیے کہ اونکو کفر مین مخالفین علی مرتضی کے
شک ہی وہ ہر کہ در کفر شان شک کند کافرست۔ افسوس ہی کہ جب مجتہد صاحب نے کتاب تالیف کی تھی اور اپنے
اجتہاد کا نقارہ بجایا تھا اور یہ حدیث امام صادق علیہ السلام کی لکھی تھی دونون بیچارے محقق اور قاضی مر مٹ
چکے تھے ورنہ ضرور وہ اس ارشاد کو قبلہ وکعبہ کے سنکر اونھین کو کافر کہتے اور۔ ہر کہ ایشان را کافر گوید کافرست
کہکے ہم سنیون کا ساتھ دیتے اس مقام پر مین جناب مجتہد صاحب کی دیانت کو اور بھی ثابت کرتا ہون اور
اونکے تبحر اور تقدس کو ظاہر کرتا ہون کہ حضرت نے قاضی نور اللہ شوستری کی تکذیب ہی وہ ایت مین نہین کی ہی بلکہ
اور مقامات پر بھی در پردہ توبہ توبہ در پردہ کیسا صاف اور صریح احمق بنایا ہی یا اپنی دانشمندی کو ظاہر فرمایا ہی
چنانچہ صاحب تحفہ قدس اللہ سرہ اسی باب دوازدہم مین ایک مقام پر لکھتے ہین کہ {قاضی نور اللہ شوستری
در مجالس المومنین خود آوردہ کہ مفہوم تشیع آنست کہ خلیفہ بلا فصل بعد از حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مرتضی علی ست ولعن وسب در و معتبر نیست میگنجد کہ نام حضرات خلفاء ثلثہ بر زبان شیعہ جاری شود واگر جاہلان
شیعہ حکم بوجوب لعن کردند سخن ایشان معتبر نیست و انچہ خبث و فحش در مادہ ام المومنین عایشہ نسبت
بشیعہ میکنند حاشا ثم حاشا کہ واقع باشد چہ نسبت فحش بکافہ آدمیان حرامست چہ جای حرم حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم وبعد از ان متصل ہمین کلام گفتہ است کہ این ضعیف حدیثی در کتاب حدیث از کتب شیعہ دیدہ

ف عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۳۶ سطر ۱۲ ۱۳ مسنہ

افضل المحققین خواجہ نصیر الدین نے تجرید مین صاف لکھا ہی کہ علی کے مخالف فاسق ہین اور لڑنے والے کافر اور پھر قاضی نور اللہ شوستری اسی پر قناعت نہین کرتے بلکہ اس قول کو لکھکر آپ اپنے دعوی عدم تکفیر اصحاب کے ثبوت مین یہ لکھتے ہین کہ یہ ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب نے حضرت علی کے ساتھ لڑائی نہین کی بلکہ بغیر لڑائی کے خلافت کو غصب کر لیا پس باوجود ایسی مدلل تحریر کے جو قاضی نور اللہ شوستری نے کی ہی جناب مجتہد صاحب اول تو { بر تقدیر صحت } فرماتے ہین تاکہ عوام کو شبہہ ہو کہ یہ روایت ہی مجالس المومنین مین نہ ہوگی اور بر تقدیر صحت فرماکر اوسکے یہ معنی لکھتے ہین کہ { قادح مقصود ما و مفید مطلوب ایشان نیست زیراکہ سابق گذشتہ کہ فاسق در مقابلہ مومن اطلاق شدہ } یعنی اس سے کچھ ہمارے مطلب مین قدح اور شاہ صاحب کے دعوی کو فائدہ نہین ہوتا اس لیے کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ فاسق بمقابلہ مومن کے آیا ہی جسکے معنی کافر کے ہوتے ہین سبحان اللہ سبحان اللہ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

کیا فہم و ذکا خدا نے حضرت کو دیا تھا کہ اپنے دعوی تکفیر صحابہ کو قاضی نور اللہ شوستری کے دعوی عدم تکفیر سے ملاتے ہین اور پھر کیا شوخی اور بیباکی ہی کہ فرماتے ہین کہ ہمارا اون کا مطلب ایک ہی درحقیقت وجود و عدم اور اسلام و کفر کو ایک سمجھنا حضرت کی فہم و فراست سے کچھ بعید نہین ہی آپکی سمجھ پر خیال کر کے ہم بھی کہتے ہین کہ بیشک جو آپ فرماتے ہین وہی درست و بجا ہی شاہ صاحب جاہل اور نادان تھے جنھون نے قاضی نور اللہ شوستری کی عبارت کو عدم تکفیر صحابہ پر محمول کیا ای حضرات امامیہ یہ حال ہی تمھارے مجتہدین و علماء کے علم و فضل کا غرضکہ ثابت ہوا کہ قاضی نور اللہ شوستری اور محقق نصیر الدین طوسی عدم تکفیر صحابہ کے معتقد ہین اور سوای محاربین کے کسی کو کافر نہ جانتے تھے اب سنیے کہ مجتہد صاحب کیا فرماتے ہین جناب قبلہ و کعبہ اپنی ذو الفقار مین فرماتے ہین کہ { استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانیدہ کہ اصحاب تواز اول امر مومن اند و این ازجملہ ممتنعات و محالات است علمای ایشان بدلائل بسیار و اخبار بے شمار کفر و نفاق پیشوایان شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند و ہرگاہ حقیقت حال چنین باشد پس کلام تو از محل اعتبار ساقط باشد } اب ای حضرات شیعہ تمکو اپنے دین و ایمان کی قسم ہی اور تمکو اپنے غفران مآب کے تقدس اور اجتہاد کی قسم ہی کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت کو کہ { اما آنکہ تکفیر ابوبکر و عمر بہ شیعہ نسبت نمودہ است سخنی ست بے اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست } جناب قبلہ و کعبہ کی اس عبارت سے کہ { علمای ایشان بدلائل بسیار و اخبار بے شمار کفر و نفاق پیشوایان شمارا در کتب خود باثبات رسانیدہ اند } ملاؤ اور ذرا کلمہ حق زبان پر لاؤ اور اتنا فرمادو کہ انمین سے کون صاحب سچے ہین اور کون صاحب جھوٹے اور ہم بیچارے جاہل سنی قاضی نور اللہ شوستری کے قول کو مانین جو کہ نہایت زور شور سے فرماتے ہین کہ یہ بات ایسی بے اصل ہی کہ ہماری کتابون مین اصول کی اسکا اثر

عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۳ ہجری صفحہ ۱۵ سطر ۱۲ مین

ذو الفقار صفحہ ۱۹ سطر ۱۱ مین

اونکے مقلدین سے پوچھتا ہون کہ بھائیو شاید میری سمجھ کی غلطی ہی جو مین دونون مضمونونکو مخالف پاتا ہون کوئی بھی مجھے یہ سمجھادے کہ قاضی نور اللہ شوستری کی اس عبارت کا کہ {مفہوم تشیع آنست کہ خلیفہ بلا فصل بعد از حضرت مرتضی علی ست و سب و لعن در و معتبر نیست} مضمون کیونکر اس عبارت سے مجتہد صاحب کے مطابق ہی کہ {اما تبرا و بیزاری از اعدای دین واجب} اور نیز قاضی نور اللہ صاحب کے اس فقرہ کو کہ {اگر جاہلان شیعہ حکم بہ وجوب لعن کردند سخن الشیان معتبر نیست} کس طرح قبلہ و کعبہ کے اس فقرہ سے مطابق ہی کہ {گوئیم حسب اتفاق اگر از زبان ہیچ گویند قباحت نباشد لیکن اگر گناہ دانستہ نگوید البتہ گناہگار بلکہ بہ نسبت ناکثین و قاسطین و مارقین اگر گناہ دانستہ نگوید از ایمان بیرون می شود} یعنی قاضی صاحب کی تقریر کا یہ مطلب سمجھتا ہون کہ اونکے نزدیک سب و لعن تشیع کے لیے معتبر اور ضرور نہین ہی اور حکم بہ وجوب لعن جاہلونکی بات ہی اور مجتہد صاحب کے قول سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک سب و لعن تشیع کے لیے ضرور ہی بلکہ جو تبرا نکرے وہ مومن نہین ہی اور پھر باوجود ایسی مخالفت مضمون کے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {عبارات الیشان ہرگز بہ آنچہ فقیر گفتہ مخالفت ندارد} اب اسپر کیا کہا جاوے حقیقت مین جو کچھ ناز و افتخار ذو الفقار کی تالیف پر حضرت کو ہوا ہی وہ بجا ہی اگر حضرت خود اوسکی تعریف اپنی زبان سے نہ کرتے اور بقول صائب شعر

ثنای خود بخود کردن نمی زیبد ترا صائب		چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد

خود ستائی سے احتیاط کرتی تب بھی جب کہ خود کتاب حضرت کی بزبان حال سے حضرت کی ثنا و صفت کرتی اور اب تو خدا کے فضل سے حضرت کی ستایش کی تصدیق ہوتی ہی اور جو کچھ خود بدولت نے اپنے شہلے و اپنی کتاب کی نسبت فرمایا ہی اوسکا ثبوت ہوتا جاتا ہی دیکھو حضرات امامیہ وہ کتاب ذو الفقار ہی جسمین حکیمانہ تقریرین بھری ہوئی ہین اور جسکی نسبت حضرت نے صوارم مین فرمایا ہی کہ جب باب دوازدہم تحفہ کا ہمنے ملاحظہ فرمایا تو بخیال اسکے کہ ایک جاہل عامی آدمی کیطرف مقابل بننا موجب عار و ننگ ہی دل جواب لکھنے پر متوجہ نہوا مگر یہ خیال کرکے کہ بڑے بڑے پیغمبرون اور اماموںکو ہمارے نے مجبور کردیا ہی اور اونکو کافرون اور جاہلون کا جواب دینا پڑا ہی مینے اوسکا جواب لکھا {چنانچہ بحمد اللہ تعالی در ہمان اوان سعادت توامان در عرصہ دہ بست روز بصرف قلیلی از اوقات بہ نقض آن بیہودہ خستم و بیہودہ گوئی اورا بہ بیان واضح بر ہر کس و ناکس ظاہر و لائح ساختم و رسالہ مذکورہ را باسم ذو الفقار اختصاص دادہ مع جلد کتاب عماد الاسلام پیش آن ناصب مولف کتاب تحفہ اثنا عشریہ مرسل داشتم تا شاید از خواب غفلت بیدار شود و از مستی جہل مرکب ہوشیار گردد و للہ الحجۃ البالغۃ کہ مدت پنج شش سال منقضی گشتہ کہ آن رسالہ در اطراف بلاد شائع و منتشر گردیدہ و از نظر بسیارے از فضلای سنیان گذشتہ نظر بہ متانت و استحکام کلام کہ در اثنای نقض شبہات

عبارت ذو الفقار مطبوعہ ... لودیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۷ سطر ۹

ایضاً صفحہ ۱۱ سطر ۱

ایضاً صفحہ ۱۲ سطر ۲۲

عبارت صوارم مطبوعہ ... ۱۲۱۸ھ صفحہ ۳ سطر ۱۱

بایمضمون کہ عایشہ در خدمت امیر از حرب توبہ کردہ ہر چند قصہ حرب متواتر ست وحکایت توبہ خبر واحد اما بنابرین طعن کردن در حق وی جائز نیست} اب ذرا گوش ہوش مجتہد صاحب کے کلام سنے پر متوجہ کیجیے کہ حضرت ذوالفقار مین بجواب اسکے کیا ارشاد فرماتے ہین کہ {اما آنچہ از سید نور اللہ شوستری نوشتہ پس البتہ در نقل تدلیس وتلبیس نمودہ بالجملہ سب وشتم البتہ نزدیک امامیہ در حق ہیچکس از کفار ومسلم جائز نیست اما تبرا وبیزاری از اعدای دین واجب ولازم کو بحسب اتفاق اگر از زبان ہیچ گوید قباحت نباشد لیکن اگر گناہ دانستہ نگوید البتہ گنہگار بلکہ نسبت ناکثین وقاسطین ومارقین اگر گناہ دانستہ نگوید از ایمان بیرون می شود چراکہ درین صورت منکر ضروری مذہب امامیہ شدہ} ذرا اہل انصاف غور فرمائین کہ یہ تدلیس وتلبیس صاحب تحفہ کے حق مین نسبت کرنا بجا ہی یا جناب مجتہد صاحب کی شان مین زیبا ہی کہ صاحب تحفہ تو صاف صاف قاضی نور اللہ شوستری کے کلام کو بیان کرتے جاتے ہین اور مجتہد صاحب مجالس المومنین اوٹھا کر بلاحظہ نہین فرماتے اور صرف اپنی تدلیس وتلبیس کے ظاہر کرنے کے بلامقابلہ کتاب کے اونپر تدلیس کی تہمت کرتے ہین ای حضرات امامیہ اپنے مجتہد صاحب کی تدلیس کے کیا اب بھی قایل نہوگے اور اونکے اجتہاد مین اسطرحکی برائیون سے بھی کچھہ شک نکروگے خیال کرو کہ مجالس المومنین ملا عبد اللہ کی اظہار الحق نہین ہی کہ جو نہ ملے یا اوسکے انکار کرنے سے پیچھا چھوٹ جاوے یا وہ کتاب ایسی نادر الوجود نہین ہی کہ مجتہد کے پاس نہوتی اور قبلہ وکعبہ کا کتب خانہ اوس سے خالی ہوتا تو اگر شاہصاحب نے اپنی طرف سے اونکی نسبت کچھہ تہمت کی تھی اور جو قاضی صاحب نے نہ لکھا تھا اور نہ کہا تھا وہ اونکی طرف منسوب کیا تھا تو کیا مشکل تھا کہ مجالس المومنین کو اوٹھا لیتے اور اصل عبارت اوسکی صاف صاف نقل کر دیتے یہ عجیب قسم کی تدلیس ہی کہ کتاب تو نہین دیکھتے نادیدہ ودانستہ اوس سے اغماض کرتے ہین اور صاحب تحفہ کو برا بھلا کہتے ہین بے شک یہ بیروہی اونکی تو ضرور ہی کہ اونہون نے ایسی روایت جو مخالف عقیدہ امامیہ کے ہی ایسے عالم کی کتاب سے نکال دی جو رکن اعظم شیعونکا ہی اور جسنے جان بھی اپنی اس مذہب پر قربان کر دی ہی لیکن اس اجمال پر کفایت کرنے کا یہ سبب ہی کہ اگر صاف لکھین تو کیا لکھین کیونکہ اگر اصل عبارت کو نقل کرین اگر کچھہ فرق ہو یا کچھہ اپنی طرف سے شاہصاحب نے ملا دیا ہو تو اوسے لکھین اور اگر اوسکا صاف صاف اقرار کرین تو پھر جواب مین کیا خاک بلا لکھین اسلیے شیطان الطاق کے وتیرے پر چلے اور ہم آوار اور ہم انکار کر کے پہلو بچا گئے مگر افسوس ہی کہ اسی عبارت کے بعد دو لفظ ایسی حضرت کے قلم سے نکل گئی ہین کہ اوس سے تصدیق اوس مضمونکی ہوتی ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ {مراد سید نور اللہ ہرگاہ گفتہ باشد اگر گفتہ باشد ہمین ست وعبارت ایشان ہرگز بانچہ فقیر گفتہ مخالفت ندارد} اس عبارت کو دیکھکر بے ساختہ دل چاہتا ہی کہ جناب غفران مآب کی شان مین کچھہ لکھون مگر سوای این گل دیگر شگفت کے کچھہ نہین لکھتا اور یہی کہلے

۱ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری صفحہ ۳۶ سطر ۱۰ سے ۱۴ مین

۲ ایضاً صفحہ ۳۷ سطر ۱۲ و ۲۱ مین

مذہب اہل اسلام روایات متضمن جسم بودن خدا و مکانی بودن او تعالی شانہ مروی شدہ باشد لاکن چون مخالف ضروری
دین ہست محل اعتبار نباشد پس چنین روایت ہم بشیعیان ضرر نخواہد رسانید زیرا کہ اگر روایت تو بیرا صحیح
می بود جناب ایمہ از و تبرا می نمودند و معلوم ست کہ جناب صادق علیہ السلام بعد ہر نماز عبادت دانستہ از و و از غیر او کہ اعدای
دین می بودند تبرا می فرمودند} اس قول مین بھی حضرت نے دیانت کو کام فرمایا کہ صرف اس خیال سے کہ سید نور اللہ بڑے
مجاہد تھے اور آخر تشیع کی بدولت شہید بھی ہو گئے وہ کیونکر ایسی روایت لکھین گے اس روایت کو صاف قبول نہ کیا
لیکن الحمد للہ کہ اوس سے انکار بھی نہ فرمایا اور مجالس المومنین سے نقل کر کے اوسمین کچھ تعریف شاہ صاحب کی ثابت کی
بس ہم حضرت کے خیال کو صرف وسوسۂ شیطانی سمجھتے ہین اور جو کچھ بہ نسبت منقول ہونے روایات جسم اور مکان باریتعالی
کے حضرت نے لکھا اوسمین بھی تدلیس کو دخل دیا یعنی فرماتے ہین کہ مذہب اہل اسلام مین ایسی روایتین ہین تا کہ لوگونکو
دھوکہ ہو کہ شاید سنیون کے یہان ایسی روایتین ہین حالانکہ اس تعجب سے بیچارے سنی محروم ہین یہ دولت صرف
حضرات شیعہ کے قدما اور علما کے حصے مین ہے اس لیے بجاے اہل اسلام کے اہل تشیع لکھنا چاہیے تھا تا کہ لوگ
دھوکے مین نہ پڑتے اور سمجھ جاتے کہ جب باریتعالی کی جسمیت اور مکانی کی روایتین مذہب تشیع مین موجود ہین اور
اوس سے باوجودیکہ اوسکے اعتقاد رکھنے والے اور اون روایتونکو احادیث ایمہ مین نقل کرنے والے علما شیعہ تھے
اور صرف علما نہ تھے بلکہ نائب ایمہ اور نہ فقط نائب ایمہ بلکہ جان اور جگر ایمہ کے کہ اوسکو ہم خاص ایک بحث
مین ثابت کرینگے اور پھر اون روایتون سے متاخرین امامیہ منکر ہو نگے تو پھر کیا تعجب ہے کہ حضرت عایشہ کی روایت
توبہ کے اگلے مقر تھے اور اب پچھلے منکر ہین علاوہ برین اس قول کو مجتہد صاحب کے دیکھنا چاہیے کہ وہ معاذ اللہ معاذ اللہ
حضرت امام جعفر صادق کی نسبت تبرا کرنے کی تہمت کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ وہ ہر نماز کے بعد عبادت
سمجھکر حضرت عایشہ اور خلفا پر تبرا کرتے تھے حالانکہ قاضی نور اللہ شوستری اوسکے وجوب کو جاہلونکیطرف
نسبت کرتے ہین اور اوسکو تشیع کے مفہوم مین معتبر نہین جانتے دیکھو نور اللہ شوستری نے کچھہ ایمان کا پاس
کیا اور کہا کہ {نسبت فحش بہ کافہ آدمیان حرام ست چہ جای حرم حضرت پیغمبر خدا} اور مجتہد صاحب
اوسی کو امام کیطرف منسوب کرتے ہین وحاشا جنابہم عن ذلک۔

حقیقت مین مجتہد صاحب درپردہ قاضی نور اللہ کو جھٹلاتے ہین اور ایسی لفظ لکھنے پر جس سے وجوب تبرا
ثابت نہو خفا ہوتے ہین مگر تقدیر کے لکھے کو امکان نہین دھونا جو کچھ وہ لکھ گئے سو لکھ گئے جف القلم بما ہو کائن
اب بات بنانے اور نوحہ و بکا کرنے سے کیا ہوتا ہے سچ لکھا ہے منشی سبحان علیخان صاحب نے مولوی نور الدین کے
خط مین کہ {الحق مشکل ست کہ علمای ما وقت تحریر کار بدور اندیشی حفظ از اعتراض حریف بہ بعض جا نکردہ اند۔}
اور ایک خط مین جناب منشی صاحب موصوف ان لفظون سے اپنا افسوس ظاہر کرتے ہین کہ غضب کہ

وکشف عیوب مموہات اوبلا ارتکاب تکلفات وتعسفات مذکور ساختہ ام ہیچکس چہ آن ناصب عداوت اہل بیت
مصنف کتاب مذبور چہ غیر او از فضلای مذہب مسطور مجال این نیافتہ اند کہ بہ نقض آن پردازند ودر جواب آن
چیزی برنگارند و بمقتضای آنکہ الحق یعلو ولا یعلی انتہی بلفظہ ملخصاً } حقیقت مین جو کچھہ حضرت نے اوس ذوالفقار کی نسبت فرمایا وہ
سب بجا اور درست ہے عبارت بھی اوس کتاب کی فصاحت اور متانت سے بھری ہوئی دلائل بھی اوسکے
سب حکیمانہ دیانت اور امانت اوسکی سطر سطر سے عیان اور تکلف اور تعسف کا تو ذکر ہی نہین ہے جو کچھہ
حضرت نے لکھا ہے صاف صاف سچ سچ بیان کردیا ہے اور اپنی فضیلت اور تبحر کو بخوبی ظاہر کردیا ہے مگر قصور اتنا ہو گیا
کہ اوسکے لکھنے مین جلدی بہت کی تھی اور صرف دس بیس روز مین اوسکو ختم کردیا تھا حالانکہ ایسی کتاب کو
سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیے تھا اور فضیحت اور رسوائی کا خیال بھی کرنا لازم تھا اگر صوارم کیطرح پانچ چھہ برس
مین اوسکو بھی لکھتے اور کسی ایرانی سے عبارت بھی اوسکی درست کرا لیتے تو شاید عبارت بھی درست
ہو جاتی تقریر مین بیہودگی بھی کم ہوتی تب البتہ جسطرح صوارم کا جواب ایک بیچارہ ملتانی نے لکھدیا
اور حضرت کی متانت کو سفاہت سے مرادف ہونا ثابت کرکے اوس جواب کا نام تنبیہ السفیہ
رکھدیا تو مجتہد صاحب کے حقین کوئی طالب علم اوٹھہ کر جواب لکھہ دیتا اور بندگان والا کی خدمت مین تحفہ
بھیجدیتا حضرت نے اوس کتاب کی تالیف مین جلدی کو کام فرمایا اور شیخ سعدی کے اس مصرعہ پر جسے
لڑکے بھی جانتے ہین خیال نہ کیا ع کہ تعجیل کار شیاطین بود ۞ مین جب ذوالفقار اور صوارم کو مطالعہ
کرتا اور حضرت کی گالیون اور فحش اور خودستائی کو دیکھتا تو اپنے دلمین کہتا کہ جناب والا نے جسقدر
عرصہ اپنی اوقات عزیزہ کا گالیون اور فحش مین صرف کیا ہے بہتر ہوتا کہ جوابات کے سوچنے اور تامل اور
غور کرکے لکھنے مین صرف کرتے مگر آخر اوسکا جواب خود ہی حضرت کے قول سے جو اونھون نے صوارم مین
لکھا ہے مین نے پالیا کہ میری سخت گوئی اور طعن وتشنیع پر کوئی اعتراض نہ کرے اس لیے کہ شاہ صاحب
اسکے بادی ہین اور پھر ہم تو شیعہ ہین {[1] اگر از ینجانب نظر بانکہ شیوہ شیعیان تبرا نمودن ست از
اعدای دین زیادہ از انچہ نوشتہ اند بہ عمل آید مستبعد نباشد } اب مین پھر شروع کرتا ہون جناب قبلہ وکعبہ کے
جواب کو جو قاضی نور اللہ شوستری کی تقریر کا دیا ہے کہ {[2] اما آنچہ از سید نور اللہ نقل نمودہ کہ این ضعیف
حدیثی در کتاب حدیث از کتب شیعہ دیدہ باینمضمون کہ عائشہ در خدمت امیر علیہ السلام از حرب توبہ کردہ الخ
اقول ہرچند ازین قبیل سخنان ہرگز بہ مسلک جناب سید نور اللہ شوستری نمی زیبد کہ آنچہ ایشان در تصرف
حدیث امامیہ بدل جہد نمودہ اند وجہاد بسنان قلم وسیف زبان کہ افضل از جہاد سیف وسنان باشد
کردہ اند اظہر من الشمس ست واگر بہ حسب اتفاق روایتی باینمضمون بنظر ایشان رسیدہ باشد ہرگاہ در

[1] عبارت صوارم مطبوعہ مطبع ... کلکتہ سنہ ۱۲۱۶ھ صفحہ ۵ سطر ۱۳ ... مین

[2] عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ... صفحہ ... سطر ۲۲-۲۳

احکام اسلام بر آنہا جاری میشود مگر در دار آخرت مخلد بنار خواہند بود) اس معنی پر مثل مضمون المعنی فی بطن الشاعر
بلکہ مقولہ توجیہ القول مالا یرضی بہ قائلہ کا یاد آتا ہی اب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ حضرت مجتہد صاحب
قبلہ آگے چلکر فرماتے ہین کہ اکثر اوقات استعمال فسق در خصوص معنی خروج عن طاعۃ اللہ مع الایمان میشود
و ازین لازم نمی آید کہ ہر جا کہ لفظ فاسق مستعمل شود ہمین معنی مراد باشد کیف و جناب حق سبحانہ تعالی میفرماید
وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیَاتٍ بَیِّنَاتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِہَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ یا فَاُولٰئِکَ ہُمُ الْفَاسِقُوْنَ و ظاہرست
کہ او سبحانہ تقدس و تعالی درینجا لفظ فاسق بر مرتد اطلاق کردہ و امثال این آیات در کلام مجید بسیارست و ازین
مبرہن می شود کہ این متعصب کلام محقق علیہ الرحمہ را درین مقام محض بسبیل تدلیس و مغالطہ ذکر نمودہ و بہ
کلام سفاہت نظام خود آن را دلیل شمردہ و حالانکہ کلام محقق علیہ الرحمہ در غایت جودت و متانت ہست)
اس ساری تقریر کا جسمین حضرت نے بہت بحث کرکے دو چار آیتین بھی لکھی ہین یہی مطلب ہی کہ لفظ
فاسق کبھی معنی مرتد اور کافر کے لیے استعمال کیا جاتا ہی سو ہم تسلیم کرتے ہین لیکن قرینہ اور سیاق عبارت کا ہونا
ضرور ہی کہ وہ آیات قرآنی مین موجود اور کلام محقق طوسی مین مفقود بلکہ کلام طوسی مین کسیطرح پر لفظ فاسق سے
کافر کے معنی لینا درست ہی نہین ہو سکتا بلکہ مطلب ہی اوسکا فوت ہوا جاتا ہی اس لیے کہ اگر وہ کسی موقع و
محل پر صرف اتنا کہتے کہ مخالفوہ فسقۃ اور اسکے مقابل مین محاربوہ کفرۃ نفرماتے تو گنجایش اسکی ہوتی کہ مراد
فاسق سے کافر ہی لیکن جبکہ وہ دو فریق کا حال بیان کرتے ہین اور دونو کے احکام کو بھی جدا جدا ذکر
کرتے ہین تو بحالت اتحاد معنی محمول کے تو اس مقام پر اتحاد معنی موضوع مین ضرور لازم ہی پس جب اونھون نے
دو فریق قایم کیے ایک وہ جنھون نے حضرت علی سے مخالفت کی دوسرے وہ جنھون نے اونسے لڑائی کی اور
اون دونو کی نسبت دو حکم قایم کیے مخالف کو فاسق قرار دیا اور محارب کو کافر تو اگر یہان فاسق کے معنی
کافر کے لیے جاوین تو مطلب ہی فوت ہوتا ہی بلکہ یہ جملہ ہی خبط ہوا جاتا ہی اور محقق طوسی سے علاما کا کلام
وہ بھی تجرید سی کتاب کا جو باعتبار الفاظ معنی کے نہایت ہی متین ہی مہمل ہوتا ہی اس لیے اگر مراد اوسکی
فاسق سے کافر تھی تو بجای مخالفوہ فسقۃ و محاربوہ کفرۃ کے اتنا ہی کہدیتے کہ مخالفوہ کفرۃ تا کہ محارب بھی
اوسمین آجاتے یا اگر بہت تصریح کرتے تو مخالفوہ و محاربوہ کفرۃ فرماتے یا اگر کفر ہی پر اونکو قناعت ٹھی
اور تعبیر لفظ فسق سے اونکو صبر آتا تو یہ کہتے کہ مخالفوہ و محاربوہ کفرہ فسقۃ پس محقق کا ان سب عبارتونکو
چھوڑنا اور پھر جملے کے جداگانہ موضوع کے لیے جدا ہی محمول لانا صاف اسپر دلالت کرتا ہی کہ دونو کے
معنی علیحدہ علیحدہ ہین اور مجتہد صاحب جو اون دونو کے ایک معنی بیان کرتے ہین یہ صرف خوش فہمی حضرت
کی ہی قطع نظر اسکے مجتہد صاحب کو قاضی نور اللہ شوستری کے قول پر بھی غور کرنا چاہیے تھا کہ وہ صاف

متعصبین جفا پیشہ راحق تعالیٰ فی اللہ عدل خود جشاند کہ ازین تعصبات میدان مناظرہ بسیار تنگ شدہ
وتناقض اخبار رگ جان ما می خراشد} آور پھر لکھتے ہین کہ حقیقۃ الحال اینکہ بندہ پیشتر یافتہ بوادید اختلاف مضامین
احادیث وقصور فہم امثال ما ہیچ مدانان از اسرار تفسیر اکثر آیات مصحف مجید مروی بطرق فرقہ محقہ اثنا عشریہ خود می لرزید
کہ اگر مخالف دست تشبث بذیل این مرویات می زد تفصے مشکل خواہد بود بجان بوش آمدہ} الحاصل جو کچھ ہمنے لکھا اس سے
بخوبی ثابت ہوا کہ قاضی نور اللہ شوستری کے نزدیک مخالفان علی مرتضیٰ کافر نہین ہین بلکہ فاسق ہین اور وہ
اپنے اس قول پر محقق نصیر الدین طوسی کے قول کو سند لاتے ہین جو کہ اونھون نے تجرید مین کہا ہے کہ {مخالفوہ فسقۃ
ومحاربوہ کفرۃ} اب ہم تفصیل اوس جواب کی مجتہد صاحب کے بیان کرتے ہین جو اونھون نے ذوالفقار مین دیا ہے اور
جسمین حضرت نے اپنی وقاد طبیعت کے جوہر دکھائے ہین فرماتے ہین کہ {بر تقدیر مطلب عبارت محقق طوسی
علیہ الرحمہ چیزی باشد کہ مذہب قاصر اورسیدہ وجہ استحقاق لعن الشان منحصر در محاربہ حضرت امیر المؤمنین نیست
چہ بر تو سابق برین ظاہر گشتہ وہم عنقریب واضح خواہد شد کہ ہر کہ منکر یکی از اصول دین یا منکر یکی از ضروریات دین
ویا مذہب باشد ملعون ست گو محارب نباشد و محقق طوسی علیہ الرحمہ نگفتہ کہ کُلَّ مَن لَا یَکُوْنَ مُحَارِبًا لَا یَکُوْنَ
مَلْعُوْنًا کافرًا لِجَوَازِ اَنْ تَکُوْنَ الْمَحْمُوْلُ الخ} اس حکیمانہ تقریر کے شروع مین جو لفظ بر تقدیر کا ہے اوس پر غور کرنا چاہیے
کہ اوس سے پایا جاتا ہے کہ مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ کا مطلب جو شاہ صاحب سمجھے ہین وہ گویا غلط سمجھے ہین اوسکا یہ
مطلب نہین ہے کہ مخالفان علی فاسق ہین اور محاربان علی کافر معلوم نہین کہ پھر اوسکا مطلب کیا ہے اور ان لفظون
کے اور کیا معنی ہین اگر شاہ صاحب نے اس کے معنی سمجھنے مین غلطی کی اور خطبہ شقشقیہ کیطرح بغیر قاموس
اور صحاح جوہری کے دیکھنے کے اوسکا مطلب سوا ہی مجتہد صاحب کے دوسرا نہین سمجھ سکتا تو جو کچھ قاضی
نور اللہ شوستری اسکا مطلب سمجھے ہین اور اونھون نے فارسی مین اوسکو بیان کیا ہے وہ بھی تو یہی ہے جنانچہ
بلفظہ نقل اوسکی اوپر ہم لکھ چکے ہین بس معلوم نہین کہ باوجود ایسے سلاست الفاظ اور صراحت معنی کے
لفظ بر تقدیر مجتہد صاحب کے قلم سے کیونکر نکلا ہے اب مجتہد صاحب کے معنی سنیے کہ وہ جو کچھ اسکا مطلب سمجھے
ہین اوسکو خود ہی بیان کرتے ہین کہ {اما قولہ ان مخالفوہ فسقۃ فمعناہ انہ لا بد من ان یکون مخالفہ
فاسقا لانہ لا یکون الا فاسقا فانہ من ضروریات مذہبنا ان بعض انواع مخالفۃ ینجر الی الکفر والکفر مستلزم
للفسق} کہ معنی اسکے یہ ہین کہ ضرور ہے کہ مخالف علی فاسق ہون نہ یہ کہ مخالف اونکا نہو گا مگر فاسق
اس لیے کہ ہمارے مذہب کی ضروریات سے ہے کہ بعض اقسام مخالفت علی مرتضیٰ کے منجر بہ کفر مستلزم فسق
ہوتے ہین اور بعد اسکے فرماتے ہین کہ {ہم می تواند شد کہ مراد محقق این باشد کہ مخالف علی ابن ابیطالب
علیہ السلام باد امیکہ منکر یکے از ضروریات دین نباشد مسلم فاسق ست چنانچہ سائر مخالفین اعنی فردار دنیا

سلہ مکاتیب سجاد علی صاحب کے صفحہ ۱۲۱ سطر ۱۴ مین دیکھو ۱۲ منہ

سلہ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۴۸ سطر ۱۹ ۱۲ منہ

سلہ ایضاً صفحہ ۴۸ سطر ۲۳ ۱۲ منہ

سلہ ایضاً صفحہ ۴۹ سطر ۴ ۱۲ منہ

نہ خیال کیے ہونگے اور اگر وہ زندگی مین اپنے کلام کے ایسے معنی سنتا تو معنی بنانیوالے کے سر پر
بٹکتا صاف یہ کہدیتے کہ گو نصیر الدین طوسی یا قاضی نور اللہ شوستری نے یہ لکھا ہی مگر چونکہ مخالف احادیث
امامیہ اور جمہور علماء امامیہ کے ہی اس لیے اونسے غلطی ہوئی ہی ہم اوسے تسلیم نہی کرتے پس جس طرح ہم ملا عبد اللہ
کے کلام نہ ماننے سے مجتہد صاحب پروا ورگیر نہین کرتے اسی طرح اسکو سنکر چپ ہو جاتے اور حقیقت
مین یہ امر بیجا نہین ہی اس لیے کہ یہ کچھ ضرور نہین ہی کہ اہل مذہب کو ہر مجتہد اور ہر عالم کے سب قولون اور
باتونکا ماننا ضرور ہی خصوصًا وہ بات جو کہ صرف اپنی رای سے کسی نے لکھی ہو یا کہی ہو بلکہ قرآن و
حدیث کا ماننا ضرور ہی پس اگر مذہب شیعہ کے عالم ہون یا سنیون کے جسکا کلام مطابق قرآن و حدیث کے
ہو گا اوس کلام کو ماننا اوس مذہب والے کو ضرور ہی ورنہ کچھ ضرور نہین چنانچہ ہم صرف علامہ طوسی کے
اسی قول پر تکیہ کرکے نہین بیٹھے بلکہ جس راہ پر مجتہد صاحب چلین چلنے کو حاضر ہین اور جسکو جمہور کا
مذہب کہین اور جسپر اپنے اجتہاد کا مدار رکھین اوسی پر جرح کرنے کو مستعد ہین شعر

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	میبرد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

جناب قبلہ و کعبہ شروع کتاب مین فرماتے ہین کہ ﴿[۵۱] پوشیدہ و مخفی نماند کہ این عبارت ناصب کہ او درینجا
الزام نمودہ کہ بہ آنچہ درین اجزا بر شیعیان احتجاج نماید در عدم استحقاق لعن اصحاب ثلثہ و احزاب آنہا
از اصول مقررہ پیش شیعہ باشد و اصلا قول اہل سنت را در ان دخل نہ دہد پس بدانکہ از جملہ اصول مقررہ
پیش شیعۂ اثنا عشریہ اصول دین ست کہ عبارت از توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد باشد پس شکی
نیست کہ امامیہ منکر یکی از اصول مذکورہ را مومن نمیدانند و او را از جملہ ملاعین می انگارند آرے منکر امامت
را با وجود اقرار او بتوحید و نبوت و معاد کافر نمیدانند یعنی احکام کفار را در دنیا برانہا جاری نمی سازند﴾ اور
پھر ایک مقام پر یہ بھی لکھتے ہین کہ ﴿[۵۲] از کلام بعضے معلوم می شود کہ کفر واقعی ایشان اجماعی میدانند﴾
بعد اسکے فرماتے ہین کہ ﴿[۵۳] ہرگاہ این دانستہ شد پس بنا برین می گوئیم کہ منشأ تبرا از اصحاب ثلثہ
و عائشہ و حفصہ و طلحہ و زبیر و معاویہ و احزاب آنہا مخالفت ہر یکی از اصول معتبرہ مقررہ نزدیک شیعۂ
امامیہ ہست چہ باتفاق معلوم ست کہ ایشان و تبعہ ایشان بامامت ائمہ اثنا عشریہ قائل نبودند و نیستند
بہ نحویکہ شیعہ قائل اند و این نیز ثابت ست کہ ائمہ علیہم السلام از انہا تبرا فرمودہ اند و رعیت خود را حکم نمودہ اند کہ
تبرا از انہا نمایند و حکم بہ نفاق انہا بکنند﴾ اور حضرت والا مقدمہ چہارم کے جواب مین فرماتے ہین کہ ﴿[۵۴] نباید دانست
کہ تنازع عامہ با خاصہ بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام
مرد مقاومت نمی تواند کرد مصداق این حرف این ست تطویلات بلا طائل کہ بکار بردہ یکحرف

[۵۱] عبارت دوم لفظ ... مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودہیانہ سنہ ۱۲۶۸ ہجری صفحہ ۱۰ سطر ۲ ۱۲منہ
[۵۲] ایضا صفحہ ۱۱ سطر ۳ ۱۲منہ
[۵۳] ایضا صفحہ ۱۱ سطر ۶ ۱۲منہ
[۵۴] ایضا صفحہ ۲۳ سطر ۱۹ ۱۲منہ

تکفیر سے شیخین کی انکار کرتا ہی اور کہتا ہی کہ {نسبت تکفیر حضرت شیخین کہ اہل سنت وجماعت بشیعہ نمودہ اند سخنی ست بی اصل کہ در کتب اصول ایشان ازان اثری نیست} اور اپنے اس قول کے ثبوت مین نصیر الدین طوسی کے اسی قول کو سند لبیان کرتا ہی کما یقول {چنانچہ نصیر الدین طوسی در تجرید آوردہ مخالفوہ فسقۃ ومحاربوہ کفرۃ} تو اگر معنی فاسق کے کافر کے لیے جاوین تو ساری تحریر قاضی نور اللہ شوستری کی گوز شتر ہو جاوے اور ترہات مجانین مین داخل سمجھی جاوے اگر اسپر بھی مجتہد صاحب کے ذہن مبارک مین نہ آیا تھا تو قاضی نور اللہ شوستری کی اگلی عبارت کو دیکھیے کہ وہ کہتا ہی {بمقتضای حدیث حربک حربی وسلمک سلمی وقعت ظاہر کہ حضرت شیخین با امیر المومنین علیہ السلام حرب نہ نمودہ اند} کہ اس سے کیسا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہان مراد فاسق سے کافر نہین ہی بلکہ خروج عن طاعۃ اللہ مع الایمان مراد ہی آب اگر اسپر بھی مقلدین مجتہد صاحب کے اونکے اجتہاد کے رتبے پر خیال کر کے اونکو سفینہ کہین تو اونکی سمجھ پر افسوس نکرین ذو الفقار کی متانت اور استحکام کا دعوی ہی کرتے جاوین تو اونکے حق مین سوا اسکے کیا کہیے شعر

ہیچ آدابے و ترتیبے مجو ہرچہ میخواہد دل تنگت بگو

اور اگر فقط مجتہد صاحب کو لفظ فاسق کے اطلاق سے یہ معنی مرتد یا کافر کے جو قرآن مجید مین ہین شبہہ ہوا ہی تو ہم پوچھتے ہین کہ کیا جہان لفظ فاسق بولا جاوے گا مراد اوس سے کافر ہوگا اگر یہ ہی تو ہم اونسے استفتا کرتے ہین کہ ایک مجتہد نے شراب پی ہی یا زنا کیا ہی یا عمداً نماز نہین پڑھی ہی وہ کافر ہی یا فاسق اگر جواب دینگے کہ فاسق ہی تو ہم کہینگے کہ مجتہد کافر ہو گیا اس لیے کہ خدا نے قرآن مجید مین فرمایا ہی وَمَا یَکْفُرُ بِہَا اِلَّا الْفَاسِقُوْنَ قسم ہی اوس خدا کی جسنے مجھے پیدا کیا ہی کہ مین مبالغے سے نہین کہتا ہون اور مطلق تعصب کو دخل نہین دیتا کہ جو تقریر مجتہد صاحب نے اس مقولۂ طوسی کی کی ہی وہ ایسی پوچ و لچر اور سفاہت سے بھری ہوئی ہی کہ حضرت تو مجتہد اور علامہ اور فخر العلما اور سلطان العلما ہین اونکی نسبت کیا کہون چھوٹا منہ بڑی بات ہی لیکن اگر کسی شخص عامی کے قلم سے نکلی ہوتی تو مین دو حرف بھی اوسکے جواب مین نہ لکھتا اور اوسکی تردید مین ایک بھی اپنی عمر عزیز کا ضائع نہ کرتا کیونکہ یہ تقریر ایسی پوچ لچر ہی کہ اوسکے تردید مین جو کاغذ صرف ہوا اوسکی قیمت بھی وصول نہین ہوئی بار خدایا یہ کیسے مجتہد تھے اور اونکی فضیلت اور تبحر پر شیعون کو کیسا ناز تھا اور کیسے پاک باحیا تھے کہ ایسی تقریرون پر ناز کرتے تھے اور ایسی بیہودہ باتون کے لکھنے پر جامے سے نکلے جاتے تھے استغفر اللہ استغفر اللہ آب مین اس امر سے بحث کرتا ہون کہ جو کچھ مجتہد صاحب نے فرمایا ہی کہ سارے ضروریات دین مین سے کسی کا بھی منکر ہو وہ کافر ہی پس اس سے مقولہ محقق طوسی کے کچھ معنی نہ بدل جاوینگے اور جو کچھ اوس نے فرمایا ہی اوسمین فرق نہو گا اس لیے مجتہد صاحب کو چاہیے تھا کہ بجاے اسکے کہ گڑھ گڑھ کے اوسکے کلام کے معنی بناتے اور اوسکی لفظون سے وہ معنی نکالتے جو اوسنے خواب مین بھی

ف۱ ترجمہ اسکا صفحہ ۱۱ مین دیکھو ۱۲ منہ

ف۲ اسکا ترجمہ صفحہ ۱۹ مین دیکھو ۱۲ منہ

زمانے مین ائمہ اثنا عشر کہان تھے اور سوای حضرت علی کے اور بہت آخری زمانے مین سوای حسنین کے
تو امام پیدا تک نہوے تھے اور بعد اون سب لوگون کے مرنے کے اونکا ظہور ہوا تھا تو اگر وہ ائمہ اثنا عشر پر
ایمان نہ لائے تو یہ قصور اونکا ہی یا معاذ اللہ معاذ اللہ خدا کا کہ کیون اوس نے سب اماموں کو اون کے
سامنے پیدا نہ کر دیا سبحان اللہ کیا عقل و دانش ہی حضرت قبلہ و کعبہ کی کہ لکھنے کے وقت لفظون کا خیال بھی
نہین فرماتے اور اپنے کمال کے نشے مین ایسے مدہوش ہو جاتے ہین کہ پھر نظر ثانی بھی نہین فرماتے اے
مومنین خدا کے لیے انصاف کرو کہ اللہ جل شانہ تو فرماتا ہی کہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کہ خدا طاقت
بشری سے خارج کسی امر کی کسی کو تکلیف نہین دیتا اور جناب قبلہ و کعبہ صحابہ رسول کو اس حکم سے بھی مستثنی
کرتے ہین اور اونکو اس وجہ سے کافر بتلاتے ہین کہ {ایشان بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نہ بودند} آفرین ایسی
سمجھ پر شاباش ایسے فہم پر۔

دوسرے اگر مجتہد صاحب کا یہ مطلب ہو کہ ائمہ اثنا عشر سے مراد صرف ذات علی مرتضی ہی اس لیے کہ اونکی
امامت کا اقرار اوس وقت مین گویا ائمہ اثنا عشر کی امامت کا اقرار تھا اور اوس سے صحابہ منکر تھے خیر ہم اس عذر کو
بھی قبول کرتے ہین اور ایسی لوچ توجیہ کو بھی مانتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ جب خدا نے مہاجرین و انصار
کی شانمین آیتین نازل کین اور جب اونکی ہجرت اور نصرت اور جہاد پر اونکی ثنا و صفت کی کبھی فرمایا
کہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ کبھی ارشاد کیا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
کبھی فرمایا کہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ کبھی کہا کہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ
تو اوس وقت مین جب کہ یہ آیتین نازل ہوئین کیا سوای توحید اور نبوت کے امامت بھی اصول دین سے
تھی اور علی مرتضی کی امامت کا منکر کافر کہلاتا تھا اگر کوئی آیت قرآن مجید مین ہو تو ذرا دکھلا دیجیے جب یہ
آیتین نازل ہوئین اوس وقت کچھ ذکر بھی امامت کا نہ تھا اس لیے کہ امامت کہتے ہین خلافت کو اور خلافت
کی بنیاد ہی بعد وفات پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے تو اون لوگونکو جو کہ پیغمبر صاحب کے سامنے ایمان لائے
اور اونکے ساتھ ہجرت کی اور اونکے ساتھ جہاد کیا اور اونکی شانمین خدا نے آیتین نازل کین قبل شروع
ہونے زمانے خلافت کے اور قبل قایم ہونے ایک نئے اصول امامت کے کافر کہنا حقیقت مین بلش از
مرگ واویلا کرنا ہی ہان موافق اصول شیعہ کے اون لوگونکے حقمین اطلاق کفر کا ہو سکتا ہی جنھون نے خلافت کا
زمانہ پایا اور جنھون نے انکار امامت علی مرتضی کا کیا۔

تیسرے اگر کوئی شیعہ کہے کہ جن لوگون نے زمانہ خلافت علی مرتضی کا پایا اور جنھون نے اونکی امامت سے
انکار کیا اونمین خلفائے ثلثہ داخل ہین اسی واسطے ہم اونکو کافر کہتے ہین اور اونکو ان آیات کی فضیلت سے مستثنی

ف ۱ پارہ ۳ سورۂ بقر رکوع ۴۰ ترجمہ اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہی ۱۲ موضح القرآن

ف ۲ پارہ ۱۱ سورۂ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ اور جو لوگ قدیم ہین پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے ۱۲ موضح

ف ۳ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۳ ترجمہ جو یقین لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ مین ۱۲ موضح

ف ۴ پارہ ۱۱ سورۂ توبہ رکوع ۱۴ ترجمہ اللہ راضی اون سے اور وہ راضی اوس سے ۱۲ موضح

ف ۵ پارہ ۲۶ سورۂ فتح رکوع ۳ ترجمہ اللہ خوش ہوا ایمان والون سے جب ہاتھ ملانے لگے تجھ سے اوس درخت کے نیچے ۱۲ موضح القرآن

کہ عدم ثبوت ایمان اصحاب ثلثہ و نظرای ایشان از جہت عدم اعتراف بامامت ائمہ اثنا عشر ست کافی ست و بازہر گز احتیاج گفتگو باقی نمی ماند} پھر ایک مقام پر فرماتے ہین کہ {محقق طوسی علیہ الرحمہ در رسالۂ قواعد العقائد گفتہ اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست تصدیق بوحدانیت خدا در ذات او و در افعال او و تصدیق بہ پیغمبری پیغمبران و تصدیق بامامت ائمہ بعد از پیغمبران انتہی کلام المحقق رحمہ اللہ و این کلام برہان قاطع ست بر فساد ذہن و اعوجاج طبع این معاند مجادل کہ از عبارت تجرید محقق منیخواہد کہ کفر مخصوص بمحاربین گرداند و خلفای ثلثہ خود را از ان نجات دہد و نجات متصور نیست} جو کچھ قبلہ و کعبہ نے فرمایا مثل اسی کے اور علماء متاخرین امامیہ نے بھی ارشاد کیا ہی چنانچہ بڑے بھائی جناب مفتی سبحان علی خان صاحب کے جواب بین الایضاح لطافۃ المقال کے فرماتے ہین کہ {حالا جواب معارضہ کہ حضرت مخدومی فرمودہ اند ہرچہ حاضر طبع ماہر ست گذارش میرود و آن این ست کہ ملخص معارضۂ جناب اینکہ قدمای امامیہ قاطبۃ معتقد کفر منکران امامت بودہ اند و از کلام خواجہ نصیر الدین طوسی و علامہ حلی و میر نور اللہ شوستری فسق ایشان مستفاد میگردد بندہ عرض میکنم کہ مختار جمہور امامیۂ اثنا عشریہ خواہ از متقدمین و یا از متاخرین ہمین ست کہ مخالف جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اعم من ان یکون محاربا ام لا کافر ست لیکن اطلاق کافر براو نظرا الی دار الآخرۃ و سوء مآل اوست نہ باعتبار در دار دنیا مثل جواز مناکحت با ایشان ست و امثال آن و وجہ این عقیدہ نہ آن ست کہ ملازمان خیال فرمودہ اند یعنی در دو حدیثیکہ مضمونش این ست کہ بعد رحلت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمگین صحابہ مرتد شدند بجز چہار کس و جناب بزعم خود این حدیث را منافی آیات کثیرہ و احادیث شہیرہ فہمیدہ اند مع ان الامر لیس کذلک چنانکہ بوجہ وجیہ این حدیث بموقع مناسب خواہد آمد بلکہ احسن اینکہ امامت بلا فصل علی بن ابی طالب علیہ السلام و ہم چنین امامت سائر ائمہ نزد امامیہ از اصول دین مثل توحید و نبوت ست و رکنی از ارکان ایمان نہ جزو اسلام ست و این ماثمرہ باعتبار دار آخرت یعنی منکر ہریکی از انہا مخلد بجہنم ست باعتبار این و ارچہ معترف بہ شہادتین و در دار دنیا کافر نمی گویند گو مومن نباشد} غرضکہ ان ساری تقریرونکا خلاصہ یہ ہی کہ اصحاب ثلثہ اور اونکے تابع امامت ائمہ اثنا عشر سے منکر تھے اسلیے وہ کافر ہین اور دنیا مین اونپر سب احکام کفر کے جاری نہین ہین بلکہ بسبب اقرار توحید اور نبوت کے اون پر اسلام کا اطلاق ہی لیکن قیامت مین اونپر سب احکام کافرونکے جاری ہونگے اور وہ مخلد فی النار ہونگے اب ہم چند طرح سے اسکا جواب دیتے ہین۔

اول مجتہد صاحب قبلہ نے خلفاء ثلثہ اور حضرت طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت فرمایا کہ {ایشان و تبعہ ایشان بامامت ائمہ اثنا عشر قائل نبودند} مگر یہ خیال نفرمایا کہ اون بیچارون کے

عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۵ سطر ۱۱ ۱۲ منہ

اگر اوسپر کوئی اونھین کے اس مقولہ کو کہ {تنازع عامہ با خاصہ بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام مرد مقاومت نمے تواند کرد} اونھین پر اعادہ کرے اور یہ کہے۔ کہ تنازع خاصہ یعنی حضرات شیعہ با عامہ یعنی سنیان بآن ماند کہ زن با مرد مخاصمہ نماید زیرا کہ معلوم ست کہ صد دشنام زن بیک دشنام مرد مقاومت نمی تواند کرد۔ تو کیسا ٹھیک اور درست ہی لیکن ہم اپنی زبان سے کچھ نہین کہتے اور گالی گلوج نہین لڑتے اہی حضرات شیعہ اپنے غفران مآب کے تقدس اور تہذیب اور متانت کو دیکھو کہ حضرت قبلہ وکعبہ مثال بھی دیتے ہین تو گالی گلوج ہی کی کاش بجای اسکے دوسری مثال دیتے اور اپنی تہذیب اور متانت کو کام فرماتے تو لوگونکے سامنے شرمندگی نہوتی۔

دیکھو کہ ذوالفقار مین ورق کے ورق اس اصول کی تصدیق مین کہ علمای شیعہ کے نزدیک امامت کا منکر کافر ہی سیاہ کیے ہین اور ناحق کتاب کا حجم بڑہایا ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی موٹی کتاب لکھی ہی حالانکہ سب کا مطلب یہی ہی کہ شیعون کے نزدیک امامت اصول دین سے ہی اور منکر اوسکا کافر لیکن اس سے کچھ جواب صاحب تحفہ کے کلام کا نہین ہوتا اس لیے کہ وہ تمام سنیون کے ایمان ثابت کرنے پر بحث نہین کرتے کہ جسپر موافق اصول شیعہ کے بسبب انکار امامت ائمہ اثنا عشر کے عدم ایمان یا کفر کا اطلاق ہو بلکہ وہ صرف صحابہ سے بحث کرتے ہین اور اس امر کا دعوی کرتے ہین کہ اصحاب رسول پر کفر کا اطلاق نہین ہوتا اور اسکے ثبوت مین وہ آیتین جو شان مین صحابہ کے نازل ہوئی ہین پیش کرتے ہین اور ملا نصیر الدین طوسی اور نور اللہ شوستری وغیرہ کے کلام کو اوسکی تائید مین لاتے ہین اور مجتہد صاحب اس فرق بین کو تو ملاحظہ نہین کرتے اور صاحب تحفہ کی تحریر کا مطلب تو نہین سمجھتے دو نوامرونکو خلط ملط کرکے عامیون کیطرح جواب دیتے ہین کہ ہمارے اصول سے یہ ہی کہ منکر امامت ائمہ اثنا عشر کا کافر ہی اہی صاحب آپکے اصول دین مین منکر امامت ائمہ اثنا عشر کا کافر کیسا اگر آپکے اصول مین آپکے تقدس اور اجتہاد کا منکر بھی کافر ہو ہو صاحب تحفہ اس سے بحث بھی نہین کرتے پس حقیقت مین جو کچھ مجتہد صاحب نے لکھا اوس سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ منکر امامت کا کافر ہی اور چونکہ انکار امامت اصحاب نے نہین کیا مگر بعد وفات پیغمبر خدا کے اس لیے اونکا اس اصول سے کافر ہونا حالت حیات نبوی مین ثابت نہوا اور جب اونکا کفر ثابت نہوا تو جو آیتین مہاجرین وانصار کی شان مین نازل ہوئی ہین اونمین بدرجہ اولی انکا داخل ہونا واضح ہوا اس لیے کہ ایمان اور ہجرت اور جہاد اور نصرت اور بیعت وغیرہ جو جو باتین آیتون مین خدا نے بیان کی ہین ان سب صفات کا مہاجرین و انصار خصوصًا خلفای ثلثہ مین بدرجہ کامل ہونا ثابت ہی پس کیا وجہ ہی کہ یہ لوگ اوس سے خارج ہون اور اگر یہی خارج ہونگے تو پھر سوای ایک حضرت علی اور دو تین اونکے خاص احباب کے کون رہیگا اور ساری آیتون کا اطلاق صرف حضرت علی ہی کی شان مین کہنا اور سب مہاجرین و انصار کو اوس سے خارج کرنا حقیقت مین صاف قرآن مجید کی تحریف کرنی ہی۔

کرتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ اونکا کفر بھی موافق اس اصول شیعہ کے کہ منکر امامت کا فر ہی اون لوگون کے سے شروع ہوا ہی جبکہ خلافت علی مرتضی سے وہ منکر ہوے اور خود خلیفہ بن بیٹھے کہ یہ زمانہ بعد پیغمبر صاحب کی وفات کے شروع ہوا ہی اور قرآن مجید بھی پیغمبر صاحب کے سامنے اوترا ہی اور ہجرت اور نصرت اور جہاد جو کچھ مہاجرین نے کیا ہی وہ پیغمبر صاحب کے سامنے آور انھین کامون اور خدمتون کو خدا نے قبول کرکے اونکی تعریف مین آیتین نازل کین ہین توجب تک کہ ان بیچارون نے خلافت کو غصب نہین کیا اور امامت سے امام اول کی منکر نہین ہوے وہ کس قصور مین ان آیتونکی فضیلت سے محروم کیے جاتے ہین اور کس جرم مین باوجود مہاجر اور انصار ہونیکے وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ کے زمرے سے خارج کیے جاتے ہین۔

چوتھے بار خدایا کوئی قابل اوٹھکر اگر یہ فرماوے کہ پیغمبر صاحب نے اپنے ہی سامنے حضرت علی کو خلیفہ کر دیا تھا اور اونکا خطبہ پڑھ دیا تھا اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہکر سب سے اونکی امامت کا اقرار لے لیا تھا اور صحابہ پیغمبر صاحب کے سامنے ہی منکر امامت ہو گئے تھے اس لیے وہ کافر ہین اسکا ہم دو طرح سے جواب دیتے ہین اول یہ کہ خلافت علی مرتضی کی پیغمبر خدا نے کس وقت سے ظاہر کی آیا شروع اسلام کے زمانے جبکہ اپنی نبوت کو اظہار کیا اوسی وقت حضرت علی کی امامت کو قایم کیا اگر پیغمبر خدا نے ایسا کیا ہی تو ذرا اوسکا نشان دیجیے ہم جہانتک سمجھتے ہین ہمارے نزدیک کوئی دانشمند اگرچہ مولوی دلدار علی صاحب قبلہ بھی کیون نہو ایسی بات زبان سے نہ نکالیگا اور آخر یہی کہیگا کہ حجۃ الوداع مین خم غدیر پر خطبہ خلافت کا پڑھا اوسکا جواب یہ ہی کہ یہ اخیر زمانہ وفات پیغمبر خدا کا ہی اور بعد اسکے بہت ہی کم آیتین نازل ہوئین ہین اور اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ موافق اقرار شیعہ کے دین کے کامل ہونے پر شاہد ہی اور جو آیتین فضائل مین صحابہ کے ہین وہ یا مکی ہین یا مدنی اور حجۃ الوداع سے برسون پہلے نازل ہو چکی ہین تو اس سے بھی اون آیتونکی مصداق سے صحابہ کیا خارج نہین ہو سکتے دوسرے پیغمبر صاحب کے سامنے بقول شیعون کے کسی نے امامت کا انکار نہین کیا اور سب نے اوسکو ظاہر مین قبول کر لیا تو اوس وقت مین بھی انکار صریح زبان سے کسی نے حضرت علی کی خلافت پر نہین کیا اور جب تک زبان سے کوئی محض انکار توحید اور نبوت سے نہ کرے وہ کافر نہین ہوتا ظاہر مین تو جو محض امامت سے ظاہر مین انکار نہ کرے وہ کیونکر کافر ہو گا۔

غرضکہ مجتہد صاحب کا یہ قول کہ { اصحاب ثلثہ و عائشہ و طلحہ و زبیر وغیرہم بامامت ائمہ اثنا عشر قایل نبودند } اور نیز حضرت کا یہ ارشاد کہ { عدم ایمان اصحاب ثلثہ و نظرای ایشان از جہت عدم اعتراف بامامت ائمہ اثنا عشر ست کافی ست } ایسا پوچ اور بیہودہ ہی کہ بعد اس تقریر کے جو بیان کی ہی

[۱] اسکا ترجمہ صفحہ (۲۳) مین دیکھو ۱۲

[۲] پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱ ترجمہ آج مین پورا دے چکا تمکو دین تمہارا ۱۲ موضح القرآن

کی توجیہ مخالف لفظ اور عبارت اور ظاہری معنی محقق کے ہے اور سند سے بھی اوسکی تائید بصراحت نہین ہوتی جنمعنے
جو معنی کہے وہ کھلے ہوے ہین اور صاف ظاہر ہین اور قبلہ و کعبہ نے جو معنی بنائے ہین وہ ایسے پیچدار ہین
کہ قواعد صرف و نحو سے اوسکی مطابقت نہین ہوتی اگر شک ہو تو کسی طالب علم عربی خوان کے سامنے دونون کے
معنی کہدو اور طالب العلم بھی وہ ہو جو نہ سنی ہو نہ شیعہ اور اوس سے پوچھو کہ کون سے معنی صحیح ہین تو ضرور وہ یہ کہیگا
کہ یہی معنی صحیح ہین جو یہ سنی کہتا ہے اور جو معنی مجتہد صاحب فرماتے ہین وہ ان لفظون سے نہین نکلتے ایسے دقیق مضمونکو
شاید امام سمجھین گے اس لیے یہ سرمن رے جاکر امام صاحب سے پوچھو پس جب تک امام صاحب ظاہر نہون اور مجتہد صاحب کی فہم و
فراست اور جودت طبع کی تعریف کرکے اونکے بنائے ہوے معنی کی تصدیق نہ کرین تب تک کوئی بھی اونکے
معنی کو تسلیم نہ کرے گا۔

جبکہ اس بحث کو ہم لکھ چکے اس لیے اب اس قول سے بحث کرتے ہین کہ اطلاق اسلام کا صحابۂ کبار او خلفاے
ابرار پر موافق اصول شیعہ کے ہوتا ہے یا نہین چنانچہ مجتہد صاحب اسکا اقرار کرتے ہین اور فرماتے کہ منکر امامت
کافر نہین ہے یعنی احکام کفر کے دنیا مین اوسپر جاری نہین ہین چنانچہ اس قول کو اوپر ہم نقل کرچکے اور جواب
ایضاح لطافۃ المقال سے اوسکی تائید کرچکے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علماے شیعہ کے نزدیک موافق
قول مجتہد صاحب کے تین درجے ہین ایک ایمان جو پانچون اصول توحید نبوت امامت عدل معاد کا قائل ہو دوسرا
کفر جو ان پانچون اصول کا یا سواے امامت کے ایک کا بھی منکر ہو کہ نہ اوسپر ایمان کا اطلاق ہوگا نہ اسلام کا۔
تیسرا اسلام جو فقط امامت کا منکر ہو کہ وہ قیامت مین تو مثل کافرون کے ہوگا مگر دنیا مین احکام
کفر کے اوسپر جاری نہین ہین۔

اور غرض ان تین درجون کے قائم کرنے سے یہ ہے کہ صحابہ کو کافر بھی کہنے کا موقع رہے اور مسلمان کہنے کا بھی یعنی
جب اونکو توحید اور نبوت کے اقرار مین سچا اور اعمال حسنہ مین کامل اور دین مین پکا دیکھتے ہین اور کسی طرح کا
نقص ظاہری اعمال مین اونکے نہین پاتے تو کہتے ہین کہ وہ مسلمان تھے اور جب اونکو آیات فضیلت کے
مصداق سے خارج کرتے ہین اور اونکو برا کہتے ہین تب فرماتے ہین کہ وہ مومن نہ تھے یعنی اصول دین
مین سے ایک اصول کے یعنی امامت کے منکر تھے اسیواسطے درمیان کفر اور ایمان کا ایک نہین ہے تیسرا
واسطہ قائم کیا اور اوسکا نام اسلام رکھا۔

اب آگے سنیے کہ جب یہ خیال کیا کہ جو شخص اس تفرقہ کو سنے گا وہ ہنسے گا اور ایسے اصول قائم کرنیوالون کو
احمق کہیگا اس لیے کہ دین کے پانچ اصول تو قائم کیے اور پانچون کو برابر درجہ دیا اور پھر چار یہ اصول تو ایسے
ہین کہ اگر اونمین سے چارونکا یا ایک کا بھی کوئی انکار کرے وہ اسلام سے خارج ہوجاوے اور کفر کا

ہین اس موقع پر اوس قول کو بھی بغیر باطل کیے چھوڑنا مناسب نہین سمجھتا جو کہ مجتہد صاحب نے محقق طوسی کا اونکے رسالہ قواعد العقائد سے نقل کیا ہی جسکو اوپر ہم لکھ چکے ہین اور جس سے اونھون نے اس امر کو ثابت کیا ہی کہ محقق موصوف امامت کو اصول دین سے سمجھتا ہی سو وہ کیونکر کفر کو مخصوص محاربین سے کرے گا۔

جواب اسکا یہ ہی کہ اول تو محقق کا یہ قول جو اونھون نے رسالہ قواعد العقائد مین لکھا ہی بہت سے علمای شیعہ کے مخالف ہی اس لیے کہ وہ لکھتے ہین کہ {اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست تصدیق بہ وحدانیت خدا و تصدیق بہ پیغمبری و تصدیق بامامت} اور اکثر علما نے لکھا ہی کہ اصول دین کے پانچ ہین چنانچہ خود قبلہ و کعبہ نے اپنی کتاب ذوالفقار مین فرمایا ہی کہ {از جملہ اصول مقررہ پیش شیعہ اثنا عشریہ اصول دین ست کہ عبارت از توحید و عدل و نبوت و امامت و معاد باشد} پس محقق صاحب نے دو اصول یعنی عدل او رمعاد کو تو اوڑا ہی دیا اور پانچ کو چھوڑ کر تین کو اختیار کیا تو جب اونکو تین سے ایسی محبت تھی کہ اصول دین کے بھی تین ہی لکھے تو اگر تینون خلیفاؤن کو جو اونھون نے محالفوہ فسقہ کہکر کفر سے خارج کر دیا تو کیا عجب ہی۔

علاوہ برین یہ قول محقق صاحب کا جو اونھون نے رسالہ قواعد العقائد مین لکھا ہی درحقیقت اونکے اوس مقولے کو جو تجرید مین لکھا ہی کچھ باطل نہین کرتا اس لیے کہ یہ قول کہ {اصول ایمان نزد شیعہ سہ چیز ست} یہ عام ہی اور وہ قول کہ {محالفوہ فسقہ و محاربوہ کفرۃ} خاص ہی۔ اما من عام الا و قد خص۔ پس گویا وہ صحابہ جنھون نے مخالفت کی اس حکم سے مستثنی ہین اگر کوئی کہے کہ جب تم مجتہد صاحب کی توجیہ کو نہین مانتے جو اونھون نے محالفوہ فسقہ۔ کی نسبت کی ہی تو تم کیون ایسی توجیہ کرتے ہو اوسکا جواب یہ ہی کہ اس توجیہ کی ہم سند رکھتے ہین اور ایک دوسرے محقق شیعی کے قول سے اسکی تائید ہوتی ہی یعنی قاضی نور اللہ شوستری مقولہ محقق طوسی کی تائید مین فرماتے ہین کہ {حضرت شیخین با امیر المومنین علیہ السلام حرب نہ نمودہ اند بلکہ بے زحمت قتال و تکلف استعمال سیف القتال و کثرت تخیل الرجال حق او را ابطال نمودند و غصب خلافت رسول متعال از و نمودند} پس اگر اونکے نزدیک غصب کرنا خلافت کا موجب کفر خلفای ثلثہ ہوتا تو وہ کیونکر غصب خلافت کو بے جنگ و جدال کے ثبوت مین عدم کفر مخالفین جناب امیر کے بیان کرتے اگر مطلب قاضی نور اللہ کا اس عبارت سے اور کچھ ہو تو بیان فرمائیے۔ فعلیکم البیان و علینا دفعہ بالبرہان۔

اگر کوئی کہے کہ جسطرح پر تم اپنی توجیہ کے لیے دوسرے محقق کی سند لائے اوسی طرح پر جناب قبلہ و کعبہ بھی سند لاتے ہین بلکہ تم تو دوسرے شخص کی سند لائے قبلہ و کعبہ تو محقق طوسی ہی کی دوسری کتاب سے سند لاتے ہین اوسکا جواب یہ ہی کہ بے شک ہم دونون اپنی اپنی توجیہ پر سند لاتے ہین مگر دونون مین فرق ہی ہماری توجیہ مطابق لفظ اور عبارت اور معنے ظاہری محقق کے ہی اور سند سے اوسکی تائید بصراحت ہوتی ہی اور قبلہ و کعبہ

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۰ سطر ۱۴

ہونگی ہی کسی کے ہاتھ مین حضرت عباس کا علم ہوگا کسی کے دوش پر امام کا شدا رکھا ہوگا کوئی ذوالفقار چومنے کے لیے دوڑا جاتا ہوگا کوئی صوارم وصمصام اپنی کھولتا ہوگا کوئی زرارہ کے غول مین بھاگتا ہوگا کوئی ہشام اور شیطان الطاق کو ڈھونڈتا ہوگا بس اوسوقت وہ دھوم دھام شیعون کی ہوگی کہ لوگ محرم کی دسوین کو بھول جاوینگے اور یا امام یا امام کا غل آسمان پر پہنچا وینگے تو جب ایسے زور شور کا امام شیعون کا ہوگا اور کچھ بھی غرض شیعونکی اوسسے نرہے گی بس اوسوقت امام شیعون کے پکار کر کہدینگے کہ آج اسلام کا حکم تو موقوف ہوا کفر کے علانیہ اطلاق کرنے کا زمانہ آگیا اب ہمارے شیعون کو کچھ کام سنیون سے نہین رہا اس لیے کوئی آج سے کسی سنی کو مسلمان نہ کہے اور لفظ اسلام کا بھی زبان پر نہ لائے اب اونکو کافر مطلق جانو اور نجس سمجھو اور بت پرستون کے احکام اونپر جاری کرو نہ اونکے ہاتھ کا ذبیحہ کھاو نہ اونکے ہاتھ کا پانی پیو بلکہ اپنی اپنی ذوالفقار اور حسام نکال کر خوب اونکو قتل کرو بہت دنون تک اونھون نے ہمارے شیعونکو دبایا اور صدہا برس تک اونسے تقیہ کرایا انھین کمبخت سنیون کے سبب سے ہمارے شیعونکو جھوٹھ بولنا پڑا بلکہ شیعہ کیسے خود ہم امامونکو سچ بولنا مشکل ہوگیا اور مجبوری ذو وجہین بنا پڑا بہت کچھ تکلف ان کمبختون نے ہمکو اور ہمارے شیعون کو دی ہی اب خوب بدلا لو اور مزے سے چین کرو حکومت کا نقارہ بجاو ذوق شوق سے سلطنت کرو اور اپنے ہزار برس کے دلی غبار سنیون سے نکالو۔

پس اے سنیو خدا کیواسطے شیعون کا شکر ادا کرو کہ اونھین کی بدولت تم کفر سے بچے اور اونھین پر رحم کرکے خدا نے تمکو تا ظہور امام کافر نہ گردانا اور احکام اسلام کے تمپر جاری کیے اگر شیعہ نہوتے تو یہ لطف تمھارے حق مین ہرگز ہرگز نہ ہوتا یہ وجہ جو جناب قبلہ وکعبہ نے عدم اطلاق لفظ کفر کی نسبت سنیون کے تا ظہور امام بیان فرمائی اس سے بیشک سارے اعتراض دفع ہوگئے سب شیخی سنیونکی جاتی رہی بھلا کس سنی کی مجال ہی کہ اسپر کچھ اعتراض کرے اور اسی وجہ کو جو دلائل فلسفیہ سے بڑھکر مدلل ہی رد کر سکے بیشک ہم ہارے اور مجتہد صاحب جیتے۔

اس تقریر کا جسکی متانت اور استحکام پر اوسکے الفاظ ومعانی خود شاہد ہین ہمارے پاس کچھ جواب نہین ہی اے حضرات امامیہ تم غور سے سنو اور اس وجہ کو دلمین جگہ دو کہ بہت بڑی باریک بات قبلہ وکعبہ نے فرمائی اور نہایت حکمت کی تقریر تمکو سکھلائی ہی مجتہد ہون تو ایسے اور محقق ہون تو ایسے کہ جنکی تقریر پر ہر شخص کی زبان سے آمنا وصدقنا کے سوا دوسرا کلمہ نہ نکلے اور جنکی بات کو سوا ہی بجا اور درست کہنے کے کوئی رد نکر سکے ۵

اذا قالت خذام فصدقوہا	فان القول ما قالت خذام

جب مین نے صوارم مین مجتہد صاحب کی دیکھا تھا کہ اونھون نے ذوالفقار پر بڑا ناز کیا ہی اور اوسکی تقریر وتحریر کو لاجواب تصور فرمایا ہی اور اوسکی نسبت یہ بھی ارشاد کیا ہی کہ اب تک کسی نے جواب نہین لکھا

ف / خذام ایک عورت تھی عرب مین کہ جب وہ کچھ بات کہتی اوسکے معشوق سنا کرتے اور کچھ زبان سے نہ کہتی اوسی طور سے حال مین کسی شاعر نے یہ شعر کہا ہی کہ جسکے معنی یہ ہین کہ جب کوئی بات خذام کہے اوسکی تصدیق کرو اور کچھ نہ بولو کیونکہ بات تو وہی ہی جو وہ کہتی ہی اوسکی بات کو کون رد کر سکتا ہی ۱۲

اوسپر اطلاق ہووے اور ایک اصول امامت ایسا ہو کہ جسکا منکر نہ کافر ہو نہ مومن بلکہ مسلم ہے اور وہ
دائرہ اسلام سے خارج نہو وے تو یا تو یہ اصول امامت حقیقت مین اصول دین سے نہین ہی فروع سے ہی یا اگر اصول
دین سے ہی تو اوسکا منکر بھی کافر ہی تو اس سفاہت کے جتانیکے لیے اوسکی وجہ اور علت تحریر کرنے پر بحث کی اور
اوسکا سبب خاص بیان فرمایا جس سے سوا اسکے کہ سفاہت پر پردہ پڑے بھیڑ کی اوسکی اور دوبالا ہو گئی چنانچہ
اب مین اوس وجہ کو بیان کرتا ہون اور اپنے قول کی تائید کرتا ہون کہ جناب قبلہ و کعبہ ذوالفقار مین فرماتے ہین کہ
بنا بر ورود احادیث بسیار محققین امامیہ در کتب خود تصریح نمودہ اند کہ مخالفین در عقبی حکم کفار دارند و ہرگز از
جہنم بیرون نمی آیند و درین دنیا نیز در احکام کفار شریک اند اما چون علام الغیوب می دانست کہ دولت باطل بر
دولت حق پیش از ظہور قایم آل محمد غالب خواہد گردید و شیعیان را معاشرت و مواصلت و معاملت با
مخالفان ضرور خواہد شد درین دولتہای باطل احکام اسلام را بر ایشان جاری گردانید کہ جان و مال ایشان محفوظ
بودہ باشد و حکم بہ طہارت ایشان بہ کنند و ذبیحۂ ایشان را حلال دانند و دختر از ایشان بخواہند
و میراث با ایشان بدہند و از ایشان بگیرند و دیگر احکام اسلام بر ایشان جاری کنند تا بر شیعیان کار تنگ نشود
در دولت ایشان و ہرگاہ حضرت صاحب الامر ظاہر شود حکم بت پرستان را بر ایشان جاری کند در ہمہ
احکام مثل سائر کفار باشند و این تفضل خداست نسبت بحال شیعیان زیرا کہ فرق کفار بسیار اند اگر بر سنیان
نیز درین ایام احکام کفار جاری می گردید در امور مسطورہ عسرتے بر شیعیان می شد کہ مزیدی بران متصور نیست
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بحیثیت اسکے کہ خدا کو معلوم تھا کہ شیعی بیچارے ذلیل اور خوار رہین گے اور عزت اور دولت
سنیونکو ملیگی پس اگر سنیون پر حکم کفار کا جاری کیا جاوے تو بیچارے شیعی روٹی کہانسے پاوینگے اور اونکو
کھانا کون دیگا اور چونکہ شیعونکو بمجبوری سنیون کی خدمتگذاری کرنی پڑیگی اور وہ سنیون کے دست نگر رہین گے
اگر سنیون پر کفر کے احکام جاری کر دیے جاوین اور شیعی اونکو کافر کہنے لگین تو سارے شیعیان ملک بھوکون
کے مارے مرجاوینگے اور سنی اونکا نان نفقہ بند کر دین گے بلکہ غصے مین آکر کافر کہنے پر اونکو جان ہی سے
مار ڈالین گے اور اگر ایسا ہوا تو دین جعفری جاتا رہیگا اور کوئی خدا اور رسول کا نام لینے والا دنیا مین نرہیگا
گویا خدا کی عبادت حضرات شیعہ کے فنا ہوتے ہی دنیا سے موقوف ہو جاویگی اور چونکہ بیچارے شیعونکی
مظلومیت اور غربت پر خدا کو بڑا رحم ہی اور اونکے حال زار پر اوسکو بہت توجہ ہی اس لیے بنظر عنایت و مہربانی
کے حضرات شیعہ کے طفیل مین خدا نے سنیون کو دنیا مین کفر سے بچایا اور اونکو مسلمان رکھا مگر یہ اوسی وقت تک
ہی جب تک کہ امام صاحب الزمان پیدا ہون جبکہ امام شیعون کے غار سر من رای سے ظہور فرماوینگے اور بعد چند ہزار
سال سنیون کے خوف سے نجات پاوین گے اوسیوقت پر کیا ہی اور ادار شیعون کا ہی سلطنت اور حکومت

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ سنہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۱۰ سطر ۱۲ و ۱۴

تکلیف نہ اوٹھاتے نماز کو اونکے اوپر سے ساقط کردیا روزے کو اونپر واجب نفرماتا تاکہ
بیچارے کسی بات کی ذرا بھی تکلیف نہ پاتے اگرچہ مین نے اپنے نزدیک اسکو نہایت ہی
عجیب اور غیر ممکن تصور کرکے لکھا ہی مگر حقیقت مین بہت سی باتون کو حضرات شیعہ نے
اپنے لیے حلال کرر کھا ہی دیکھو پانچ نماز کے بدلے تین ہی وقت پڑھتے ہین دو وقت کی
تکلیف سے محفوظ ہین نکاح کی قید سے آزاد ہی ہوگئے ہین متعہ کی بدولت خوب چین سے
جسکو چاہتے ہین رات بھر کی اجرت دے کر اپنے صرف مین رکھتے ہین اور خدا کا شکر ادا کرتے
ہین لیکن بہتر ہو کہ وہ تا ظہور امام کے سب قیدین شریعت کی جو تھوڑی بہت رہ گئی ہین اوٹھا دین
اور خاصے ملحد بنجاوین اور اگر کوئی اعتراض کرے تو اپنے قبلہ وکعبہ کا قول نقل کردین
{کہ این تفضل خداست بنسبت بحال شیعیان}
تیسرے اگر حقیقت مین خدا نے صرف شیعون کے حال پر رحم کرکے سنیون کو ظاہری
کفر سے بچایا تو قید زمانہ ظہور امام کی بیجا ہی بلکہ ظہور مجتہد کی قید کافی تھی اور خدا کو یہ کہدینا چاہیے تھا
کہ جب تک کسی مجتہد کا ظہور نہو وے تب تک یہ حکم ہی ورنہ جب کسی خطہ مین زمین کے اس قدر
عزت شیعون کی ہوجاوے کہ مجتہد صاحب مسند اجتہاد پر بیٹھ جاوین اور دو چار ہزار دوناب طلب
اونکے گرد حاضر ہووین اور وہ سنیون کے رد مین کتابین بھی لکھنا شروع کردین تب یہ حکم
موقوف کردیا جاے اس لیے۔ کہ اذا فات العلۃ فات المعلول ۔ پس تعجب ہی کہ لکھنؤ و ایران
مین یہ حکم کیون ابتک جاری نہوا اور ظہور امام کے لیے وہان کسکا انتظار رہا جب کہ مجتہد صاحب نے
ذوالفقار کو دار السلطنت لکھنؤ مین لکھ کر مشتہر کیا تھا اوسوقت تو اونکو ایسی بات لکھنی بیجا نہ تھی اس لیے
کہ جو زور و شور تشیع کا اونکے وقت مین وہان تھا اوس سے زیادہ ہونا تو کبھی ممکن ہی نہین ہی اس لیے
اونکو لکھنؤ مین یہ حکم جاری کردینا تھا لیکن حقیقت مین اونھون نے جاری کردیا تھا گو کتاب مین صاف
نہین لکھا مگر سنیون کے کفر اور نجاست کا فتوی دیدیا تھا یہ حال لکھنؤ مین ہوگیا تھا کہ اگر کوئی
سنی کسی شیعہ پاک کے فرش پر جاتا تو وہ اوسی وقت اوسکو دریا پر دھونے کے لیے بھیجدیتا
اور اونکے یہان کے کھانے پینے کو حرام اور ناپاک سمجھتا پس حقیقت مین یہ فرمانا حضرت کا
کہ {حکم بطہارت ایشان بکنید و دیگر احکام اسلام بر ایشان جاری کنید} فقط کتاب کی زینت
دینے کے لیے ہی نہ عمل کرنے کے لیے حقیقت یہ ہی کہ شیعون کے مجتہد ٹھیک عیسائیون کے پوپ اور پادریون کے موافق ہین
جسطرح وہ اپنے آپ کو معصوم جانتے ہین اور سارے احکام شریعت کے رد و بدل پر اختیار رکھتے ہین

تو مجھے ذوالفقار کے بالاستیعاب دیکھنے کا شوق ہوا تاکہ دریافت ہو کہ وہ حکیمانہ دلیلین اور فلسفی تقریرین کیا حضرت نے اوس کتاب مین بھر دی ہین کہ کسی نے اوسکا جواب نہ لکھا جب اوسکو اول سے آخر تک دیکھا تو خدا آگاہ ہے کہ مین مبالغے سے نہین کہتا ہون کہ اوسکے برابر کیا باعتبار عبارت کے اور کیا بلحاظ مضمون کے اور کیا بخیال انتشار مطالب اور کیا بوجہ خلط بحث اور تقریر لاطائل کے مین نے کسی عالم کی کتاب کو اوس سے زیادہ لیوچ لچر نہین پایا اور نظر اوٹھا کر دیکھنے کے لائق بھی اوسے تصور نکیا ہی واسطے شاید اوس وقت تک کسی نے اوسکا جواب نہ لکھا ہو گا اگر کسی کو شک ہو تو جس قدر تقریرین اوس کتاب کی مین نقل کر چکا ہون اونکو بخوبی دیکھے اور میرے کلام کی تصدیق کرے۔ اب مین خاص اس وجہ پر جو عدم اطلاق کفر کی لنسبت سنیون کے مجتہد صاحب نے بیان کی ہے کچھ دو ایک لطیفے لکھتا ہون اور شیعون کو سناتا ہون جو شائق ہون وہ سنین کہ جو مین کہتا ہون وہ بڑے کام کی بات ہے اور بمقتضاے۔ کما تدین تدان۔ قابل سننے کے ہے بس ایہا المومنین غور سے سنو کہ شعر

سخن ما شنید نی دارد	جلوہ مفت ست دید نی دارد

اوّل یہ کہ خدا نے سنیون پر اطلاق اسلام کے لیے صرف یہی وجہ قرار دی ہے کہ {تا بر شیعیان کار تنگ نشود} تو اوس خدا نے اونکے حال پر ذرا زیادہ رحم کیون نہ کیا اور سارے بت پرستون اور کافرون کو اونکا بھائی کیون نہ بنا دیا اور اونکی خاطر سے جس طرح ایک اصول امامت کے انکار سے باوجود دیکہ وہ صریح کفر ہے سنیون پر اطلاق اسلام کا کیا کس لیے اونکی خاطر سے پانچون اصول کے منکر پر لفظ اسلام کا اطلاق نفرمایا اس لیے کہ اب اسلام کے معنی وہ تو باقی ہی نہین رہے جو کہ قرآن اور حدیث مین مذکور ہین بلکہ یہ ایک اصطلاح جدید مقرر ہوئی ہے۔ ولا مساحۃ فی الاصطلاح۔ تو پھر جس طرح پر کہ باوجود کفر سنیون کے اور مخلد فی النار ہونے اونکے شیعون کے اوپر مہربانی کر کے اونکے اوپر اسلام کا لفظ اطلاق کیا اسی طرح پر اور کافرون پر بھی اس لفظ کے اطلاق کی اجازت دیتا تا شیعون کا دائرہ کار اور بھی زیادہ وسیع ہو جاتا۔

دوسرے۔ شیعون کی خاطر سے تا ظہور امام محرمات کو حلال کیون نکردیا {تا کار بر شیعیان تنگ نشود} جب اونکی خاطر ہی پر کفر و اسلام کا اطلاق ٹھہرا اور خدا نے اپنے آپ کو اونھین کے اختیار مین دیدیا تو مناسب تھا کہ اونکے لیے سب حرام چیزون کو حلال کر دیتا کہ وہ خوشی سے شراب ارغوانی کے جام کے جام اوڑاتے اور زنان مہ پارہ کے ساتھ ہم بستر ہو کر خوب ذوق شوق سے حرام کرتے سارے دنیا کے مال و متاع کو اونکے لیے حلال کر دیتا کہ جسکے گھر سے جو چاہتے لے جاتے اور خوب لوٹ مار کر کے اپنے معیشت کے دائرے کو وسیع کرتے سب جانورون کو اگرچہ خوک ہی کیون نہو اونکے لیے حلال کر دیتا تاکہ وہ خوب مزے سے نوش فرماتے اور بیچارے کسی بات کی

واجب قتلہ} خلاصہ مطلب اسکا یہ ہی کہ جن اصحاب نے پیغمبر خدا سے نص خلافت علی مرتضی کو نہین سنا اور نہ اونکے ساتھ
دشمنی رکھی اونپر تو احکام اسلام کے جاری ہین گو بسبب بیعت خلفا کے اکثر حقیقی احکام مین کفار کے حکم مین
داخل ہین مگر جسنے نص نبوی کو سنا ہی اور یا حضرت علی سے دشمنی رکھی ہی وہ ظاہر مین بھی کافر ہوگیا اور کوئی حکم
احکام اسلام سے اوسکے حق مین باقی نرہا اور اوسکا مسلمان کہنا جائز نہین ہی اور اوسکا قتل کر دینا واجب ہی۔
اگر کسی کو یہ شک ہو کہ اگر ملا باقر مجلسی نے ایسا فرمایا ہوتا تو کیونکر مجتہد صاحب پھر خلاف اوسکے خلفا پر اطلاق
اسلام کا کرتے اوسکا جواب یہ ہی کہ ہمارا کام اس روایت کی تصحیح کر دینا ہی اور تمھارا کام ہی اسکا تصفیہ کرنا کہ مجتہد سچے
ہین یا ملا باقر مجلسی حق پر ہین ہمنے جو کچھ لکھا ہی سو اوسکی تصدیق ہمسے سنو کہ اسی حدیث کو جناب استقصاء الافحام
منتہی الکلام کے جواب مین نقل کر کے فرماتے ہین کہ { اگر غرض از نقل این عبارت محض اثبات این معنی ست
کہ صاحب بحار ثلثہ واتباع ایشان را کافر می اندیس البتہ این معنی بسر وچشم مقبول ست اصلا جای استنکاف وانکار
نیست} اور بحار الانوار کے ترجمہ فارسی کی یہ عبارت ہی کہ {این حکم یعنی بقاء ظاہر اسلام مخصوص بکسی ست کہ
از رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نص خلافت امیر علیہ السلام نہ شنیدہ و بغض وعداوت آن حضرت نداشتہ
چہ مرتکب این امور منکر قول پیغمبر ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبحسب ظاہر ہم کافر ست وہیچیک از احکام
اسلام برای او ثابت نیست وقتلش واجب ست انتہی بلفظہ} غرضکہ اگر حضرات شیعہ انصاف کرین اور
تعصب وعناد کو دخل ندین تو جناب قبلہ وکعبہ کے تقدس اور دیانت پر افسوس کرین کہ حضرت نے سارے
اقوال جو مفید اوس مقام کے تھے نقل کیے اور اونسے یہ نتیجہ نکالا {کہ در دار دنیا احکام اسلام بر اینہا جاری
میشود گو در دار آخرت مخلد بنار خواہد بود} اور اپنے امام اور علامہ کے قول کو نقل نہ کیا جسسے اسلام ظاہری سے
اطلاق کرنا بھی خلفا پر نادرست ہی بلکہ کفر ہی عجب حال ہی حضرات شیعہ کا کہ کسی بات پر ثابت قدم نہین رہتے
اور ایک کلمے پر قائم نہین رہتے کبھی کہتے ہین کہ اصحاب وخلفا مسلمان تھے ظاہر مین اونپر احکام اسلام کے
جاری تھے کبھی فرماتے ہین کہ وہ کافر مطلق تھے اونکا قتل کرنا واجب تھا خدا اس قوم کو اپنے عدل کا ذائقہ
چکھاوے اور جو کچھ خرابی دین محمدی کی انھون نے کر رکھی ہی اوسکا بدلہ لے ایہا المومنین ذرا ذو الفقار کو
اوٹھا کر دیکھو کہ اوسمین اجرای احکام ظاہری اسلام کا خلفای ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کی نسبت کس زور وشور
سے دعوی کیا ہی اور پھر بحار الانوار اور استقصا کو دیکھو کہ اونھون نے اپنا کفر کس صفائی سے ظاہر کیا ہی اور اپنے
اس اختلاف کی خود داد دو فاعتبروا یا اولی الابصار وانظروا الی ہولاء الکبار لانہم فی کل
واد یہیمون وفی کل تیہ یتیہون تلک آیات اللہ نتلوہا علیک بالحق فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یؤمنون
جو کچھ ہمنے ابتک بیان کیا اس سے یہ ثابت ہوا کہ علمای شیعہ کفر واسلام مین صحابہ کے مختلف ہین یعنی اونپر

پس غور کرو صاحبان عقل اور دیکھو ان بزرگون کی تحقیق وہ لوگ کیسے بیچ ہم جہل کے غوطے کھاتے ہین اور بیچ ہر میدان کے پھر رہے ہین یہ باتین ہین اللہ کی ہم سناتے ہین تجھکو ٹھیک پھر کون سی بات کو اللہ اور اوسکی باتین چھوڑکر مانینگے
مولوی انعام اللہ سلمہ

وہی حضرات مجتہدین کا حال ہی کہ احکام نبوی کو اپنے اختیار مین سمجھتے ہین جو چاہا وہ حکم دیا جب چاہا کفر کا اطلاق کر دیا جب چاہا اسلام کا حکم دیا چونکہ خدائی اونکے اختیار مین ہی اس لیے جو چاہین سو کرین اور جو دلمین آوے وہ فرماوین قیامت کو اسکا حال معلوم ہوگا ہم ہونگے اور گریبان مجتہد صاحب کا جو کچھ مجتہد صاحب نے اپنی تقریر مین میراث کے باب مین فرمایا کہ میراث بالیشان بدہند و ازایشان بگیرند اور نکاح کی نسبت کہا کہ دختر از ایشان نخواہند اور براہ دیانت دختر بایشان بدہند کے کہنے سے شرم فرمائی گویا سنیونکو لڑکی دینا جائز نہین ہی کہ حال اسکی شناعت کا اوس شخص کو ظاہر ہو سکتا ہی جو چند ورق ہماری کتاب کے لوٹ کر بحث نکاح حضرت ام کلثوم کو دیکھے۔

یہ بحث جو مینے لکھی اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب ایمان کا اطلاق خلفا ثلثہ پر نہین کرتے بلکہ اونپر اسلام کا اطلاق کرتے ہین اور اسکے ثبوت مین بہت سی سندین لاتے ہین مگر حقیقت مین یہ قول بھی اونکا غلط ہی اور اونھین کے محققین اور محدثین نے اسکو باطل اور غلط قرار دیا ہی پس تعجب ہی حضرت مجتہد صاحب سے کہ نہ اوسکو دیکھا اور نہ اوس سے نقل کیا اور خلاف اپنے پیشواؤن کے اسلام کا اطلاق کیا افسوس ہی کہ اپنے تشیع مین بھی کامل نہین ہین اور اپنے اصول سے بھی اچھی طرح واقف نہین ہین اور تالیف کرنے پر مستعد ہین اور ناحق اپنے اہل مذہب کو اپنی پوچ تقریرون سے اور فضیحت کرتے ہین ولنعم ما قیل ع

در کفر ہم کامل نہ زنار را رسوا مکن

آب اوس قول کو سنئے جو علماء اعلام شیعہ نے اس باب مین لکھا ہی اور نہ وہ علما مثل ملا عبد اللہ کے ہین جس سے حضرت مجتہد صاحب انکار کرین نہ وہ ایسے گمنام ہین کہ جنکے نام سے واقف نہون بلکہ اوس علامہ اور محقق کی سند پیش کرتا ہون جسکے علم و اجتہاد کا انکار گویا امامت کا انکار ہی اور اوسکے تقدس کا اقرار گویا چھٹا اصول دین کا ہی وہ کون ہین جناب فضیلت مآب جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول فاضل محقق خبیر مدقق جناب ملا باقر مجلسی علیہ الرحمہ کہ وہ حدیث ارتداد صحابہ کو کافی سے نقل کرکے فرماتے ہین کہ (بیان قولہ علیہ السلام من ان یرتدوا عن الاسلام ای عن ظاہرہ والتکلم بالشہادتین الی قولہ ولیاتی ان الناس ارتدوا الا ثلثۃ لان المراد منہا ارتدوا وہم عن الدین واقعا وہذا المحمول علی بقائہم علی صورۃ الاسلام وظاہرہ وان کانوا فی اکثر الاحکام الواقعیۃ فی حکم الکفار وقص ہذا بمن لم یسمع النص علے امیر المومنین علیہ السلام ولم یبغضہ ولم یعادہ فان من فعل شیئًا من ذلک فقد انکر قول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکفر ظاہرًا ایضا ولم یبق لہ شیٔ من احکام الاسلام

ف علامہ مجلسی نے وہی معنی سمجھا ہین جو علما سنیہ کے دانایان عادلان کی طرح مین بیان کئے ہین ۱۲

حکم دیتا اور پیغمبر صاحب کو اونکی صحبت سے منع کردیتا اور اونکے اوپر جہاد کا امر کرتا اور اونکو بدترین وقت کی حالت پر پونہچاتا اس لیے کہ خدا نے منافقین کے حق مین ایسا ہی فرمایا ہی اور ایسا ہی کیا ہی اور افسوس ہی کہ جناب قبلہ وکعبہ نے ذوالفقار مین بعض اون آیات کو خود ہی نقل کرکے ہماری طرف سے جواب دیا ہی چنانچہ جو آیتین شاہ صاحب نے تحفہ مین فضائل صحابہ مین لکھی ہین اونکے معارضے مین وہ آیتین جو کہ منافقین کی شان مین ہین جناب قبلہ وکعبہ نے پیش کین اور یہ نہ خیال کیا کہ انھین آیتون سے اونکا دعوی غلط ہوتا ہی اور خدا اونکو اپنے کلام سے جھوٹا کرتا ہی چنانچہ منجملہ اون آیتون کے ایک آیت یہ ہی کہ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ کہ بعضے اہل مدینہ کے منافق ہین جنکو تو نہین جانتا مگر ہم جانتے ہین قریب ہی کہ ہم دو مرتبہ اونکو عذاب دین اور پھر وہ بڑے عذاب کی طرف پھیرے جاوین اب خدا کے لیے اس آیت مین لفظ من اہل المدینۃ کا خیال کرو اور سوچو کہ مضمون اس آیت کا خلفاء ثلثہ پر جو کہ مکے کے رہنے والے تھے کیونکر صادق ہوگا علاوہ برین خدا اس آیت مین خبر دیتا ہی کہ وہ دو مرتبہ عذاب دیے جاوینگے اور ظاہر ہی کہ اس سے مراد عذاب دنیاوی ہی تو سوای منافقین کے جنکا حال کھل گیا اور جو مارے گئے اور ذلیل ہوے اس آیت کا مضمون صحابہ کبار پر کیونکر صادق ہوگا اور نیز اس کے اس آیت مین خدا فرماتا ہی کہ لا تعلمھم نحن نعلمھم کہ تو اونکو نہین جانتا بلکہ ہم جانتے ہین حالانکہ موافق اصول اور روایات شیعہ کے پیغمبر خدا کو خلفاء ثلثہ کے نفاق کا حال معلوم تھا جیسا کہ ہم اوپر حدیث حذیفہ سے بروایت اولمعاد نقل کر آئے ہین اور جس سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا نے اونکے نفاق کا حال حذیفہ صحابی سے بھی کہہ دیا تھا۔

ایک دوسری آیۃ مجتہد صاحب معارضے مین فضائل صحابہ کے اپنی ذوالفقار مین لکھتے ہین کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اس آیت کی ہم اوپر تشریح کر چکے ہین مگر اب اور زیادہ تصریح کے ساتھ بیان کرتے ہین یہ آیۃ درحقیقت فضیلت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی ہی اس لیے کہ جب بعد فتح ہونے بدر کی لڑائی کے بہتیر کافر قید ہوے تو پیغمبر خدا نے مشورہ کیا کہ ان قیدیونکی نسبت کیا کیا جاوے چنانچہ حضرت عمرؓ نے اور سعد بن معاذ انصاری نے فرمایا کہ قتل کیے جاوین اور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ فدیہ لیا جاوے چنانچہ حضرت نے فدیہ لیا اوسپر آیۃ نازل ہوئی کہ اسکی تصدیق خود مفسرین شیعہ کرتے ہین

پہلا ثبوت - علامہ طوسی اپنی تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین کہ {قال عمر بن الخطاب یارسول اللہ کذبوک واخرجوک قدمہم واضرب اعناقہم ومکن علیا من عقیل فیضرب عنقہ ومکنی من فلان اضرب عنقہ فان ہولاء ائمۃ الکفر وقال ابوبکر اہلک وقومک خذ منہم فدیۃ یکون لنا قوۃ

۵ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ بعضے مدینہ کے لوگ اڑ رہے ہیں نفاق پر تو اونکو نہیں جانتا ہمکو معلوم ہیں اونکو عذاب کرینگے دوبارہ پھر پھیرے جاوینگے بڑے عذاب میں ۱۲ موضح القرآن

۵ پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۹ ترجمہ اگر نہوتی ایک بات اللہ کی لکھی چکا آگے سے تو تمکو پڑتا اس لینے میں بڑا عذاب ۱۲ موضح القرآن

اسلام کا اطلاق کرتے ہین اور اکثر ہین اور جو لوگ اسلام کا اطلاق کرتے ہین وہ بھی صرف بنظر ترحم حال شیعیان علی کے اور بیان مین کفر و اسلام کو برابر سمجھتے ہین اس لیے اب ہم اس سے بحث کرتے ہین کہ اون پر کفر کا اطلاق کس وجہ سے ہوا آیا اس وجہ سے کہ وہ توحید کے منکر تھے خدا کو ایک نہ جانتے تھے لات و عزی کی عبادت کرتے تھے مثل ابو لہب اور ابو جہل وغیرہ کے بت پرست تھے یا نبوت کے منکر تھے پیغمبر صاحب کو سچا ہی نہ جانتے تھے بلکہ اور کافرون کیطرح اونکی تکذیب ایمان مین کرتے تھے یا صرف امامت کے منکر تھے اور توحید و نبوت مین کامل تھے پس ہم تینون صورتون سے علحدہ علحدہ بحث کرتے ہین بعض علما شیعہ کے تینون امرونکا دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حقیقت مین اول ہی سے خلفا ثلثہ ایمان نہین لائے اور خدا کی توحید اور پیغمبر صاحب کی نبوت کے سچے دل سے معتقد نہین ہوے چنانچہ یہ امر شیعون کے نزدیک مسلمات سے ہی اور اسپر سند لانے کی کچھ حاجت نہین ہی اور خود مجتہد صاحب ذو الفقار مین جا بجا لفظ از اول امر از ایمان بہرہ نداشت کا تحریر فرماتے ہین۔
اسکے جواب مین جو کچھ ہمکو لکھنا تھا وہ اوپر بحث ایمان شیخین رضی اللہ تعالی عنہما مین لکھ چکے اب اونھین تقریرون کو اعادہ نہین کرتے لیکن علاوہ اون دلیلون کے اونکے ایمان کو اور دلائل سے ثابت کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ جو دعوی نفاق کا بہ نسبت صحابہ کے حضرات شیعہ نے کیا ہی وہ باطل ہی۔

اثبات نہ منافق ہونے صحابہ کے بدلائل

دلیل اول

یہ تو ظاہر ہی کہ خلفا ثلثہ اور صحابہ کبار ظاہر مین مسلمان تھے اور اقرار توحید و نبوت کا کرتے تھے بلسان ظاہری ایمان سے اونکے تو انکار ہو ہی نہین سکتا باقی رہا یہ کہ دل مین وہ منکر توحید اور نبوت کے تھے اور اسوجہ سے وہ منافق تھے تو اسکا ثبوت دینا چاہیے ورنہ ہر خارجی اور ناصبی جناب امیر علیہ السلام کی نسبت وحاشا جنابہم من ذالک بھی کہہ سکتا ہی پس جسطرح پر تم اون خارجیون کا جواب دوگے اور جسطرح سے ایمان کو جناب امیر کے ثابت کروگے وہی ہماری طرف سے حق مین صحابہ کے سمجھو۔

دلیل دوم

اگر صحابہ منافق ہوتے جیسا کہ جا بجا مجتہد صاحب اور اونکے بزرگون نے دعوی کیا ہی تو ضرور ہی کہ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اونسے بیزاری کرتے اور اونکو اپنے مشورے اور صلاح مین شریک کرتے اور جہاد اور لڑائیون مین اونکو اپنے ساتھ نہ لیتے اور ہجرت مین اپنا شریک کرتے اور خدا بھی اونسے بیزاری کا

اس عالم نے اتنا اور زیادہ کردیا ہی کہ پیغمبر خدا نے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی باتون کو سنکر کہا کہ کیا خدا کی شان ہی کہ بعضون کے دلونکو تو مثل شیر کے نرم کردیتا ہی اور بعضون کے دلونکو مثل پتھر کے سخت کردیتا ہی اور یہ کہکر حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر تیری مثال ابراہیم کی سی ہی کہ اونھون نے خدا سے کہا کہ جو میری اطاعت کرتا ہی وہ مجھ سے ہی اور جو نافرمانی کرتا ہی سو تو بخشنے والا مہربان ہی اور اے عمر مثال تیری نوح کی سی ہی کہ اونھون نے خدا سے کہا کہ اے پروردگار زمین مین کسی کافر کو نہ چھوڑ۔

پس اے حضرات مومنین جنکو تمھارے مجتہدین منافق کہتے ہین وہ ایسے منافق تھے کہ اپنے باپ بھائیونکو خدا کے پیچھے قتل کرنے پر مستعد تھے اور قتل کرتے تھے اور پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا اونکی تمثیل پیغمبرون سے دیتے شان ہی خدا کی کہ ایسے لوگونکو منافق کہتے ہین منافق کچھ بھی شرم و حیا کا خیال نکرین اور جنھون نے کفر و نفاق کی جڑ عرب سے کھود دی اونھین کو کافر اور منافق کہین۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِنْ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝ اگر اس روایت پر بھی سیری نہووے اور فارسی خوان شیعی کسی فارسی تفسیر سے اس روایت کی تصدیق چاہین تو بفضلہ تعالی وہ بھی حاضر ہی۔

چوتھا ثبوت ۔ کنز العرفان سے شیعون کے علامہ رازی نے اپنی تفسیر مین اس مضمون کو ان لفظون سے نقل کیا ہی کہ { روایت ست کہ در روز بدر ہفتاد تن اسیر گرفتہ بودند از انجملہ عباس و عقیل بودند حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در باب ایشان باصحاب مشورہ فرمود ابوبکر گفت کہ اکابر و اصاغر این قوم اقارب و عشائر تو اند اگر ہر یک بقدر طاقت و استطاعت فدائی بدہند باشد کہ روزے بہ ہدایت برسند و حالا عدد و مدد مسلمان زیادہ شود و عمر گفت یا رسول اللہ ایشان تکذیب کردند ترا و بیرون کردند ایشان ائمہ کفر اند ہمہ را بفرمای تا گردن زنند و ہر یکی از ایشان فدیہ را عقیل را بہ علی سپار و عباس را بہ حمزہ و فلان را بمن تا گردن زنیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ حق سبحانہ تعالی دلہای مردم آنگاہ کہ نرم می سازد بمرتبہ کہ نرم تر از شیر ست و دیگر دلہای باشد کہ سخت تر از سنگ ست مثل تو ای ابابکر ہمان مثل ابراہیم ست علیہ السلام کہ گفت فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ و مثل تو اے عمر ہمچو مثل نوح ست وقتیکہ گفت رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ } غرضکہ اے حضرات امامیہ ذرا غفلت کی آنکھ کھولو اور اپنے قبلہ و کعبہ کے حال پر رحم کرو کہ جو کچھ اونھون نے لکھا تھا اوس سے اولٹی فضیلت صحابہ کی ثابت ہوتی اور ساری محنت اونکی خاک مین مل گئی اصل یہ ہی کہ ذوالفقار کی تالیف کی نسبت خود حضرت لکھ چکے ہین کہ دس بیس ورق کے عرصے مین تالیف کی تھی اور عجلت بہت فرمائی تھی اسی سے

علی الکفار قال ابن زید فقال رسول اللہ لو نزل عذاب من السماء ما نجا منکم غیر عمر بن الخطاب وسعد بن معاذ﴾

ترجمہ یعنی حضرت عمرؓ نے پیغمبر خدا سے کہا کہ یا رسول اللہ ان کافرون نے آپکو جھٹلایا اور آپکو مکے سے نکالا انکی گردنین مارنا چاہیین عقیل کو علی کے سپرد کرکہ وہ اوسے مارے اور فلان شخص کو مجھے سپرد کرکہ مین اوسے قتل کرون کیونکہ یہ سب کفر کے پیشوا ہین اور ابوبکر نے کہا کہ یہ سب تیری ہی قوم کے آدمی ہین انسے فدیہ لیکر انکو چھوڑ دینا چاہیے چنانچہ وہ چھوڑ دیے گئے ابن زید کہتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر عذاب نازل ہوتا تو سوای عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ کے کوئی نجات نہ پاتا۔

دوسرا ثبوت — کاشانی تفسیر خلاصہ المنہج مین لکھتا ہی کہ ﴿روز بدر ہفتاد تن اسیر شدند حضرت در باب ایشان با اصحاب مشورہ کرد ابوبکر کہ از مہاجرین بود گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکابر و اصاغر این قوم اقارب وعشائر تو اند اگر سر ایشان بقبے رطاقت و استطاعت فدائی بدہد باشد کہ روزی بدولت و اسلام رسد الخ﴾

اہی مومنین تکو دل سے اپنے مجتہد صاحب کے تبحر اور فضیلت کی داد دینی چاہیے کہ معارضے مین فضائل صحابہ کی وہ آیت پیش کی جس سے اور بھی فضیلت خلیفہ ثانی کی ثابت ہوگئی سچ ہی الحق یعلو ولا یعلی **شعر**

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد		خمیر مایۂ دوکان شیشہ گر سنگ ست	

اس آیت کے معارضے مین پیش کرنے سے ہم بھی دل وجان سے شکر اوسکا ادا کرتے ہین اور اونکے تقدس اور فضیلت کی داد دیتے ہین لیکن اگر کسی اونکے مقلد کو صرف ایک تفسیر مجمع البیان کی روایت پر سیری نہووے اور وہ اوسکی تائید مین دوسری روایت کا طالب ہو تو بسم اللہ ہم دوسری سند اسی قول کی تائید مین ایک بڑے عالم فاضل شیعی کی پیش کرتے ہین۔

تیسرا ثبوت — ابن جمہور صاحب عوالی اللآلی جو اکابر امامیہ مین بہ علم وفضل مشہور ہی روایت کرتا ہی کہ ﴿ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخذ سبعین اسیرا یوم بدر وفیہم العباس وعقیل بن عمہ فاستشار ابابکر فیہم فقال قومک واہلک واستبقہم لعل اللہ یتوب علیہم وخذ الفدیۃ لتقوی بہا اصحابک فقال عمر کذبوک واخرجوک فقدمہم واضرب اعناقہم فانہم ائمۃ الکفر ولا تاخذ منہم الفداء ومکنی علیا من عقیل وحمزۃ من العباس ومکنی من فلان وفلان فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یلین قلوب رجال حتی تکون الین من اللبن ویقسی قلوب رجال حتی تکون اشد من الحجارۃ فمثلک یا ابابکر مثل ابراہیم اذ قال فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم ومثلک یا عمر مثل نوح اذ قال رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ثم قال ان شئتم قتلتم وان شئتم فادیتم ویستشہد منکم بعدتہم فقالوا بل ناخذ الفداء فاستشہد بعدتہم فاخذ کما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

اس علامہ کی تحریر کا جو بلفظہ نقل کی گئی اصل مطلب تو وہی ہی جو اوپر مجمع البیان سے منقول ہوا مگر

رسول کا لحاظ بھی ہوتا ہی یا نہین اور قیامت کے مواخذے سے بھی ڈرتے ہین یا نہین جناب مجتہد صاحب نے ایسے
صحابۂ کبار کے منافق لکھے ہین یہ بھی خیال کیا کہ آخر ایک روز انتقال کرنا ہی اور خدا کو جواب دینا ہی جو کچھ ہم کتاب
مین لکھتے ہین اسکا خدا کو کیا جواب دینگے رسول کو کیا مونہہ دکھائینگے جو ہم اونکے حوارین اور اصحاب کو
جن سے وہ مشورہ لیتے تھے جنکو اپنا مصاحب بنائے ہوے تھے منافق کہتے ہین اگر یہ ڈر ہوتا اور آپ یقین
رکھتے ہوتے کہ قیامت کے دن جب ہاتھ مین نامۂ اعمال دیے جائینگے اور ذوالفقار کی کفریات پر بلا انکہ عذاب
اِقْرَأْ كِتَابَكَ ط كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ٥ خدا کیطرف سے کہین گے اوسوقت
کیا حال ہوگا نہ اونکے مقلدین بچا سکین گے نہ اونکا اجتہاد کام آئیگا توبہ توبہ جان بوجھ کر یہ لوگ کفریات بکتے
ہین اور مراتب صحابہ پر کامل یقین رکھکر اوسی سے انکار کرتے ہین اور اپنے آپ کو مسلمان کہکر وہ لغویات
مونہہ سے نکالتے ہین کہ جنکو سنکر کفار بھی الامان الامان پکارتے ہین حقیقت مین نہ یہ مبالغہ ہی نہ تعصب ہی
امر حق کا اظہار ہی کہ جس طرح پر دین محمدی کو اس فرقے نے اور خوارج نے خراب کیا ہی وہ کسی دوسرے نے
نہین کیا وہ باتین دین مین داخل کی ہین کہ جنکو خدا کسی مسلمان کے کان تک نہ پونہچائے اونکے کفریات
اور ہزلیات اور لغویات پر شیطان بھی حیران ہوگا اور وہ بھی ع مسلمان نشنود کافر مبیناد +
اونکی شان مین کہتا ہوگا اگر کوئی حضرات شیعہ نہایت ہی غور کو دخل دین اور اس آیت کو قرآن مجید کی
پکر ستہ کر عینک لگاکر پڑھین اور دو چار مجتہد جی اونکے بلکہ یہ فرماوین کہ خاص آیت مین تو ذکر مشورہ کرنیکا نہین ہی
اس لیے ہم اوسے نہین مانتے اور جو تفسیرین تمنے بیان کین اونکو بھی ہم قبول نہین کرتے اگر مشورہ لینے کا
حکم خدا کا ہوتا تو اس آیت مین اوسکا ذکر ہوتا۔ جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن کو ذرا اول سے آخر تک پڑھو اور
دیکھو کہ خدا نے مشورہ کرنیکا ارشاد کیا ہی یا نہین چنانچہ اب ہم اوسی آیت کو بیان کرتے ہین +

دلیل سوم

اللہ جل شانہ فرماتا ہی فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ
الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي
الْاَمْرِ ج ترجمہ کہ بہ نسبت رحمت خدا کے تو اونپر نرم ہو گیا ہی اگر تو سخت ہوتا تو وہ تیرے
پاس سے بھاگ جاتے پس عفو کر اونسے اور استغفار کر اونکے لیے اور مشورہ کر اونسے اور جب کسی کام
کرنے پر مستعد ہو جا تو خدا پر بھروسہ کر کہ خدا بھروسہ کرنے والون کو دوست رکھتا ہی۔
خیال کرنیکی بات ہی کہ جناب احدیت کسقدر عنایت سے پیغمبر خدا کو صحابہ پر رحم کرنے کا اور اونکے زلات اور
قصورات کو معاف کرنیکا اور اونسے مشورہ لینے کا حکم کرتا ہی اور اس سے کیسی کچھ خدا کی مہربانی صحابہ کی

یہ خرابی ہوئی اگر سوچ سمجھ کر لکھتے اور غور و تامل کو دخل دیتے تو ایسی غلطی نفرماتے اور فضیلت کی آیت کو
معارضے مین پیش نکرتے خیر اب تو جو کچھ ہوا سو ہوا اب بجز اسکے کہ حضرات شیعہ افسوس کرین اور دل مین
شرمائین کیا ہوتا ہی۔ آپ حضرات اسی سے ہنسنے او یہ کہا ہی اور پھر کہتے ہین کہ زرارہ اور ہشام کے قوال
ہی کی سند لایا کرو للہ خدا کے واسطے قرآن مجید کیطرف توجہ کرو اور اوسکی آیتون سے سند نہ لاؤ اس لیے
کہ تمکو اوسکے مطلب سے واقفیت نہین ہی اور اوسکی شان نزول سے آگاہ نہین ہو اور اوسکو قرآن محرف اور
بیاض عثمانی جانتے ہو اگر ہمیشہ دیکھا کرو اور اوسکے نظم پر غور کرتے رہو تو ایسا دھوکا نہ کھاؤ ورنہ ایسے ہی
مغالطے ہونگے اور جس امر کے اثبات مین کوئی آیت لاؤ گے اوسی سے تردید اوسکی ہوگی اس قرآن دانی
پر شاہ صاحب مولف تحفہ کے جواب لکھنے کا قصد کیا بلکہ اونکی طرف مقابل بنے پہ اظہار عار ننگ فرمایا اور
اوستاد کا یہ شعر جسکو صوارم مین خود حضرت نے لکھا ہی بھول گئے کہ شعر

مشو ہم پنجہ با من گرچہ سحر سامری داری	زبانم در سخن گفتن ید بیضیا ست پیدا ہم

مین اس بحث کو ابھی ختم نہین کرتا اور ایک اور شبہے کو جو اکثر حضرات شیعہ کیا کرتے ہین بیان کرتا ہون
کہ بعضے حضرات کہا کرتے ہین کہ پیغمبر خدا کی نسبت جو ناصبی یہ تہمت کرتے ہین کہ وہ شیخین یا اور صحابہ
مشورہ لیا کرتے تھے وہ اونکی تہمت ہی یہ امر کیونکر ممکن ہی کہ پیغمبر خدا صاحب الوحی الالہام کسی سے مشورہ
کرین اور اس ابلہ فریبی کی تقریر کو سنکر جہلا گھبرا جاتے ہین اور کہنے لگتے ہین کہ سچ تو ہی کہ رسول مقبول
جسپر ہر معاملے کے لیے وحی خدا بھیجے اور جس سے سب باتین جبرئیل کہجاوین اور جنکی شان
ومَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ ہو وہ ابو بکر یا عمر وغیرہ سے صلاح
لین بیشک یہ بات عقل کے خلاف اور قیاس سے باہر ہی او ایسی تقریرون سے قرطاس وغیرہ کے
مطاعن کو خوب رونق دیتے ہین اس لیے مین اون حضرات سے کہتا ہون کہ وہ اس آیت پر غور کرین جسکو
مجتہد صاحب نے صحابہ کی برائی ظاہر کرنیکے لیے تحریر فرمایا ہی اور پھر اونکی تفسیرونکو دیکھو اور پھر دیکھو اوس سے
مشورہ کرنا صحابہ سے ثابت ہوتا ہی یا نہین اور اون مشورہ دینے والون مین سب سے اول ابو بکر صدیق کا و
عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کا نام ہی یا نہین دیکھو اور پھر دیکھو اور خوب غور سے دیکھو کہ مشورہ کرنا
رسول کا اونسے اور صلاح دینا اونکا حضرت کو تمھارے مفسرین کے قول سے ثابت ہوتا ہی یا کچھ ہمین فرق ہی۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ
يَنقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝

سبحان اللہ سبحان اللہ شیعون کو ایسے لوگونکی نسبت منافق کا لفظ کہتے ہوے کچھ خدا کا خوف

پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ رکوع ۱ ترجمہ اور ہین پیغمبر کی بات سنتا ہی... پر تو کہ وہ کان ہی بہتر تمھارے واسطے ... موضح القرآن

پارہ ۲۹ سورہ ملک رکوع ۱ ترجمہ پھر دوہرا کر نگاہ کر کہین دیکھتا ہی دراڑ پھر دوہرا کر نگاہ دو دو بار الٹی آوے ترے پاس تری نگاہ رد ہو کر تھک کر موضح القرآن

اول یہ کہ خدا اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ اگر یہ لوگ بمقتضای بشریت تیرا قصور کرین تو تو خود اوسے معاف کر دے اور اگر میرا گناہ انسے ہو جاوے تو اونکے لیے مجھ سے استغفار کر سبحان اللہ کیا مہربانی ہی خدا کی حال پر صحابہ کے کہ اونکی خطاؤن کے عفو کے لیے اپنے پیغمبر سے اونکی سفارش کرتا ہی اور اونکے گناہون کے خود معاف کرنیکے لیے اپنے پیغمبر کو اونکے واسطے شفاعت کا حکم دیتا ہی افسوس ہی شیعون کے حال پر کہ وہ ایسے ہی لوگون کو کافر اور منافق کہتے ہین۔

دوسرے یہ کہ جنگ احد کے فرار کا عفو اس سے ثابت ہوتا ہی جسپر بہت کچھ زبان درازی حضرات شیعہ کرتے ہین

تیسرے یہ ثابت ہوا کہ صرف اونکے اظہار قدر و منزلت کے لیے خدا نے یہ حکم پیغمبر صاحب کو دیا کہ اونسے مشورہ کیا کر۔

اس تفسیر کی نسبت اگر بعض حضرات یہ فرماوین کہ قتادہ وغیرہ اہل سنت تھے جس سے صاحب مجمع البیان نے ان اقوال کو نقل کیا ہی بجواب اوسکے ہم کہین گے کہ جو کچھ اقوال مختلفہ کے نقل کرنے سے پہلے مفسر موصوف نے کہا ہی وہ تو کسی سے نقل نہین کیا اور جن اقوال کو اوس نے نقل کیا ہی وہ فوائد اور وجوہ مین مشورہ لینے کے ہین اگر تم کسی قول کو من جملہ اون اقوال کے نہ مانو تو ذرا بیان فرماؤ کہ خود صاحب مجمع البیان کا کیا قول ہی اور پھر شاورہم فی الامر کے کیا معنی ہین اور اس حکم دینے کے کیا فائدے ہین۔

دلیل چہارم

یہ سب مسلمان جانتے ہین کہ سب سے پہلے لڑائی بدر کی ہی اور جو لوگ اسمین پیغمبر خدا کے ساتھ تھے اونکا بڑا رتبہ ہی اس لیے کہ اللہ جل شانہ نے فرشتون کو مدد کے لیے بھیجا اور آیات قرآنی نازل کرکے اپنے احسان کو ظاہر کیا اسیواسطے تمام اصحاب نبوی مین وہی لوگ بڑے رتبے کے شمار ہوتے تھے جو کہ اس لڑائی مین شریک تھے اب ہمکو دیکھنا چاہیے کہ وہ اصحاب جنکو حضرات شیعہ کافر اور منافق کہتے ہین وہ اس لڑائی مین کس طرف تھے پیغمبر صاحب کیطرف یا کفار کیطرف اگر کوئی شیعہ یہ ثابت کردے کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم اوسوقت پیغمبر صاحب کیطرف نہ تھے اور وہ اس لڑائی مین شریک نہ تھے تو ہم اونکے دعوی کو تسلیم کرتے ہین اور اگر ہم ثابت کردین کہ وہ عین معرکہ مین موجود تھے بلکہ خاص پیغمبر صاحب کی خدمت مین حاضر تھے تو حضرات شیعہ کو چاہیے کہ وہ تشیع سے فارغخطی لکھدین اس لیے مین لڑائی کے شروع ہونے اور عین لڑائی کے وقت کا حال حملہ حیدری سے نقل کرتا ہون کہ ایسا متعصب کیا لکھتا ہی لڑائی شروع ہونے سے پہلے کا حال مؤلف موصوف اسطرح لکھتا ہی کہ جب پیغمبر خدا نے سنا کہ مشرکین قریش واسطے لڑائی کے آتے ہین تب اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تو اوسوقت سب سے اول حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر نے جواب دیا اور جہاد پر آمادہ ہونے پر اپنی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشعار اوسکے یہ ہین اشعار

نسبت ظاہر ہوتی ہی پس اس سے زیادہ اصحاب رسول کی فضیلت کے لیے کونسی دلیل و برہان چاہیے
اور آیات خدا سے بڑھکر کسکی شہادت ہم پیش کرین اب ہم اس آیت کی تفسیر کو جو علماء شیعہ نے کی ہی بیان کرتے ہین
علامۂ طوسی مجمع البیان مین فرماتے ہین کہ { فاعف عنہم ما بینک وبینہم واستغفر لہم بینہم وبینی وقیل معناہ
فاعف عنہم فرارہم باحد واستغفر لہم من ذلک الذنب وشاورہم فی الامر ای استخرج آراءہم واعلم ما عندہم
واختلفوا فی فائدۃ مشاورتہ ایاہم مع استغنائہ بالوحی عن تعرف صواب الرای من العباد علی اقوال احدہا ان ذلک
علی وجہ التطیب لنفوسہم والتالف لہم والرفع من اقدارہم لتبیین انہم ممن یوثق باقوالہم ویرجع الی آرائہم عن قتادہ
والربیع وابن اسحاق وثانیہا ان ذلک لتقتدی بہ امتہ فی المشاورۃ ولم یروہا نقیصۃ کما مدحوا بان امرہم شوری
بینہم عن سفیان بن عیینۃ وثالثہا ان ذلک لامرین لاجلال اصحابہ ولیقتدی امتہ فی ذلک عن الحسن والضحاک
ورابعہا ان ذلک لیمتحنہم بالمشاورۃ لیتمیز الناصح من الناس وخامسہا ان ذلک فی امور الدنیا ومکائد الحرب
ولقاء العدو وفی مثل ذلک یجوز ان یستعین بآرائہم عن ابی علی الجبائی انتہی بلفظہ ۔ }

یعنی خدا کے اس کہنے کا کہ معاف کر اونسے یہ مطلب ہی کہ جو کچھ تیرے اور اونکے بیچ مین ہی اور اگر اسمین وہ چوک جاوین یا
کچھ تیرا قصور کرین تو تو معاف کر اور استغفار کر اونکے لیے اسکا مطلب یہ ہی کہ جو معاملہ ہمارے اور اونکے بیچ مین ہی اور اوسمین وہ
چوک جائین یا گناہ کرین تو تو اونکی معافی کے لیے ہمسے استغفار کر اور مشورہ کر اونسے اسکا مطلب یہ ہی کہ اونکی رای لے اور دیکھ کہ وہ کیا
کہتے ہین ۔ اور پھر یہ فقیر بیان کرتا ہی کہ مشورہ لینے کے فائدے مین اختلاف ہی کہ باوجودیکہ پیغمبر خدا نے بوجہ وحی کے دریافت
رای صواب سے کسی بندے سے مشورہ لینے کا کیون حکم ہوا اور اسمین لوگون نے بہت سے قول کہے ہین ۔

اوّل قول یہ کہ یہ حکم اس لیے ہی تاکہ اصحاب رسول کے دل خوش ہون اور اونکو محبت اور الفت پیدا
ہووے اور اونکا مرتبہ بلند ہو اور قدر اونکی ہو کہ یہ بھی اون لوگون مین سے ہین جنکے قول پہ اعتماد
کیا جاتا ہی اور جن سے رای لی جاتی ہی یہ قول ہی قتادہ اور ربیع اور ابن اسحاق کا ۔

دوسرا قول یہ ہی کہ تاکہ امت نبوی اسکی اقتدا کرین اور اوسکو عیب نہ سمجھین جیسا کہ صحابۂ رسول
کی تعریف مین کہا جاتا ہی کہ وہ جو کام کرتے تھے سو صلاح اور مشورے سے کرتے تھے یہ قول ہی سفیان بن عیینہ کا

تیسرا قول یہ ہی کہ اس سے دو فائدے منظور تھے ایک صحابہ کی عزت دوسرے امت کی اقتدا
اس باب مین یہ قول ہی حسن اور ضحاک کا ۔

چوتھا قول یہ ہی کہ امتحان ہو جاوے کہ دوست کون ہی اور دشمن کون ۔

پانچوان قول یہ ہی کہ یہ مشورہ لینے کا حکم امور دنیا مین اور لڑائی کی باتون مین ہی اور ایسی باتون مین
اون سے صلاح لینا جائز ہی یہ قول ہی ابی علی جبائی کا فقط اس تفسیر سے چند فائدے حاصل ہوے ۔

بنیت درست ثبوت رسیدہ استدلال برین آیات بر فضیلت ایشان وجہی ندا د لاسیما نظر بانیکہ او سبحانہ تعالی مقارن این ہر دو صفت صفت جہا د رانیز ذکور نمودہ وکیفیت جہا د ایشان در جنگ اُحُد و خیبر و حنین وغیرہا اظہر من الشمس ست پس ایشان را ازین آیہ بہرہ نخواہد بود بلکہ ایشان از مصداق قول او سبحانہ تعالی ومن یولہم یومئذ دبرہ الخ خط وا فر دارند} پس کوئی شخص حملۂ حیدری کے ان اشعار کو حضرت کی قبر پر پڑھ دے کہ شاید اونکی روح کو خبر ہوجاوے کہ اونکی ساری تقریر و تحریر اونھین کے ایک شاعر کے قول سے رد و باطل ہوگئی بعد وفات بڑے قبلہ وکعبہ کے جب اونکے ولیعہد اور صاحبزادے یعنی دوسرے قبلہ وکعبہ مولوی سید محمد صاحب نے حملۂ حیدری کی اصلاح کی تھی اور اوسکو تصحیح کر کے نظر ثانی فرمائی تھی تب امید تھی کہ شاید وہ ان اشعار کو دیکھکر متنبہ ہونگے اور اپنے والد ماجد کی تحریر پر خط نسخ کھینچ دینگے مگر افسوس ہے کہ اونھون نے بھی دیانت کی آنکھ بند کر لی اور ذو الفقار کے اوپر ان اشعار کا حاشیہ نہ لکھدیا تاکہ لوگون کو معلوم ہو جاتا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہم اوس جہاد مین جو کہ سب سے اول ہوا کس فریق مین تھے منافقین کے یا مخلصین کے اور اونھون نے رسول مقبول کیخدمتمین سب سے اول لڑائی پر آمادگی ظاہر کی تھی یا اور کسی نے اور لڑائی کے وقت پیغمبر صاحب کیخدمتمین حاضر تھے یا نہین۔ باقی رہا حال لڑائی اُحُد اور خیبر وغیرہ کا کہ بار بار مجتہد صاحب کے قلم سے اُحُد اور فدک اور قرطاس کا لفظ نکلتا ہے اور ہر ورق اور ہر صفحہ مین موقع اور بیموقع اسی کا نام آتا ہے سو حضرات امامیہ ذرا صبر کرین دوسرا حصہ مطاعن صحابہ کے جواب کا چھپنے دین تب اسکی بھی حقیقت کھل جائیگی اور جو کچھ حضرت نے لکھا ہے اوسکا حال سبکو معلوم ہو جائیگا مگر بالفعل ایک آیت کو لکھکر اوسکا جواب دیتا ہون کہ جنگ اُحد مین جو صحابہ سے لغزش ہوگئی اوسکو خدا قرآن مجید مین بیان فرماتا ہے کہ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۖ وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝ پس اسکو خدا نے خود صاف کر دیا بعد اوسکے عفو کے اوسکا ذکر کرنا گویا خدا کی تکذیب کرنا ہے کہ اوسکو بھی مجتہد صاحب نے ظاہر کر دیا اور خدا کو جھٹلا دیا ونعوذ باللہ منہ چنانچہ اسے ذو الفقار مین فرماتے ہین کہ {فرار صحابہ در روز اُحد متیقن و عفو ایشان بحیثیتی کہ مطلق ما واحی ایشان در جہنم نباشد مشکوک و یقین لایزول الا بیقین مثلہ} اب ذرا غور سے حضرت کے الفاظ کو جو ہمنے اوپر مختصر النقل کیے دیکھنا چاہیے کہ خدای جل شانہ تو صاف فرماتا ہے کہ لقد عفا اللہ عنہم۔ کہ جو بیٹنے اونکو معاف کر دیا اور حضرت فرماتے ہین کہ عفو یقینی نہین ہے۔ اب جو شخص خدا کے قول کو بھی جھٹلا دے اور اللہ جل شانہ کے کلام مین بھی شک کرے

پارہ ۴ آل عمران ترجمہ جو لوگ تم مین سے پھر گئے جس دن ملین دو فوجین سو ان کو ڈگا دیا شیطان نے ان کے کچھ گناہ کی شامت سے اور ان کو بخش چکا اللہ بخشنے والا تحمل والا ۱۲

۲ عبارت ذو الفقار مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۳۰۱ صفحہ ۹ سطر ۱۱ فقط ۱۲

پس ازین خبر سید المرسلین
کہ ای حق پرستان پاکیزہ کیش
رسیدند نزدیک آمد خبر
کہ دشمن رسید از پی کارزار
بگفتند یا سید المرسلین
چہ سان در رہت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان
بفرمود در حق ایشان دعا
دگر بار فرمود کای دوستان
چنین گفت از روی صدق و نیاز
سر و مال و فرزند و خویش و تبار
بران صدق و ایمان انصار دین

یکی انجمن ساخت با اہل دین
بدانید کز کعبہ اہل جفا
بیایند خود ہم بروز دگر
بیا شیخ ابو بکر از جای خاست
قدم پیش بگذار و مارا ببین
وزان پس ز جا خاست مقداد نیز
بیاریم شمشیر بر دشمنان
چنین خواست پس بہترین البشر
چہ گوئید اندر حق دشمنان
کہ با جان و دل باہمین عہد دست
ہمان روز کردیم بر تو نثار

بفرمود آنگہ باصحاب خویش
کمر بستہ بر کین و پرخاش ما
شمارا اکنون چیست تدبیر کار
وزان پس عمر نیز قد کرد راست
کہ با دشمن دین جہا میکنیم
بگفت ای حبیب خدا ای عزیز
ازان گشتہ خوش دل رسول خدا
کہ از راز انصار یابد خبر
ز جا خاست این بار سعد معاذ
بدست تو روزیکہ دادیم دست
پیمبر بر ایشان نمود آفرین

پس ای حضرات امامیہ ذرا منافقین کے ایمان اور جان نثاری کو خیال کرو اور اونکے صدق اور اخلاص کو دیکھو سمجھو تو کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق ایسے منافق تھے کہ سب سے پہلے جانبازی پر مستعد ہوئے اور اول سب سے پیغمبر خدا کے ساتھ ہوے اور اپنے اخلاص کو اپنے عملون سے سب پر ظاہر کر دیا اور خطاب افضل المہاجرین کا خدا کے حضور سے پایا ای حضرات پیغمبر کو مدینے کے منافقین نے جو بعد شوکت اسلام کے ظاہر مین کلمہ گو ہو گئے تھے ایسے ہی اخلاص کے جواب دیے ہین اور وقت پر اسیطرح کا ساتھ دیا ہی اور رسول مقبول نے اون منافقون کے حق مین اسیطرح دعا اور آفرین کی ہی مجتہد صاحب قبلہ اپنی ذو الفقار مین منجملہ اور آیات کے جو اثبات فضائل صحابہ کے معارضے مین پیش کی ہین ایک یہ آیت لکھتے ہین إِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ط کہ جب کوئی سورت جہاد کی نازل ہوتی ہی تو جنکے دلمین بیماری ہی وہ تجھے ای پیغمبر بری نظر سے دیکھتے ہین اور اس آیت کو گویا وہ حقین خلفا ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کے صادق سمجھتے ہین آیہ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ ط کی نسبت فرماتے ہین کہ (پس شک نیست درین کہ از صحابہ کسانیکہ ایمان داشتند و ہجرت و جہاد نمودند صحیح کردند دلالت بر فضیلت آنہا دارد لیکن چون ایمان غاصبین حق ولایت و ہجرت اینہا

۵۱ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۴۲ سطر ۱۲

۵۲ پارہ ۲۶ سورہ محمد رکوع ۳ ترجمہ جب اوتری کوئی سورت جہاد کی اور ذکر ہوا اوسمین لڑائی کا تو دیکھتا ہی تو جنکے دلمین روگ ہی تکتے ہین تیری طرف جیسے تکتا ہی کوئی بیہوش پڑا مرنے کے وقت ۱۲ صحیح

۵۳ پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۳ ترجمہ جو یقین لائے اور گھر چھوڑ آئے اور لڑے اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جان سے انکو بڑا درجہ ہی اللہ کے یہان ۱۲ صحیح

۵۴ عبارت ذو الفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۴۳ سطر ۱۹ و ۲۰ و صفحہ ۴۴ سطر ۱

تیری عبادت پھیلانے اور تیرے نام بلند کرنیکے ذریعے ہونگے اگر یہ مارے گئے تو دین کا خاتمہ ہوجاویگا
اور قیامت تک کوئی تیرا نام نہ لیگا تو کیونکر ہم اہل سنت اونکو مومن اور مخلص نہ جانین اور کس طرح صرف ایک عبد اللہ
ابن سبا یہودی کے بہکانے کسے ایسے پاک لوگونکو منافق کہکر ایمان سے دست بردار ہون اور خدا کی قدرت کا
تماشا کرنا چاہیے کہ اس مقام پر بھی اس مؤلف کے قلم سے خدا نے نام ابو بکر صدیق کا لکھوا دیا اور وہ بھی ایسے موقع پر
کہ جس سے قربت نبوی ثابت ہوتی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق پیغمبر صاحب کے برابر ہی کھڑے
تھے جیساکہ مؤلف موصوف فرماتا ہی کہ مصرع   ابو بکر نزد نبی داشت جاے ؛
ای یارو کیا مؤلف حملہ حیدری کا ناصبی اور سنی ہی جسنے اپنے مذہب کی خاطر سے ابو بکر صدیق کا نام لکھدیا
یا اوسکو ابو بکر صدیق سے محبت تھی جسکی وجہ سے اوس نے اونکے حقمین یہ کچھ کہدیا آخر کیا سبب ہی خدا کے
لیے کچھ سبب تو اسکا بتلاو بجز اسکے بھائیو دوسرا کوئی سبب نہین ہی کہ قربت نبوی حضرت ابو بکر صدیق کو
ایسی حاصل تھی کہ اوس سے انکار کرنا اور اونکا نام نہ لکھنا درحقیقت آفتاب کو چھپانا تھا باذل لے بدل کو مجتہد صاحب
کی سی جرأت نہوئی کہ وہ ایسی کھلی ہوئی بات کو چھپاتا اور جو بات تمام مہاجرین اور انصار مین مشہور تھی اور
جسکا شہرہ اوس وقت سے ابتک ہی اوس سے انکار کرتا ۔ ای مومنین ذرا غور کرو کہ جو دعا پیغمبر خدا نے اصحاب
کی نسبت کی ہی اور جو حال اونکا خدا کے سامنے اونھوں نے بیان کیا ہی اس سے بھی اونکا نفاق ثابت ہوتا ہی
کیا منافقون کے حقمین پیغمبر خدا نے ایسا ہی ارشاد کیا ہی کیا منافقون کے حقمین یہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی
کہ اگر فتح نہوگی تو خدایا تیری عبادت قیامت تک پھر کوئی نکریگا کیا باوجود ایسے نص صریح ہونیکے
جسکا ثبوت تمہارے ہی مذہب والون کے کلام سے ہوتا ہی تم اونکو کافر اور منافق کہتے رہوگے اور
کیا ایسی باتون کو سنکر بھی نفاق سے توبہ نہ کروگے اگر باوجود اسکے بھی تم اونکی نسبت نفاق کا اطلاق کرو تو
معلوم ہوتا ہی کہ تمہاری اصطلاح مین اخلاص اور ایمان اور قربت نبوی کے معنی نفاق کے ہین لیس للمساحۃ فی الاصطلاح
مجتہد صاحب بار بار اپنی کتاب ذوالفقار وغیرہ مین یہی فرماتے ہین کہ شیخین رضی اللہ تعالی عنہما اور اونکے
متابعین کی نیت بخیر نہ تھی اور جب تک نیت بخیر ہونیکا حال نہ معلوم ہو اثبات فضیلت کی مصداق سے
اونکو کچھ حصہ نہین ہی اس لیے مین نہایت ادب سے عرض کرتا ہون کہ اگر خوارج لعنہم اللہ یہی سوال بہ نسبت
جناب امیر علیہ السلام کے کرین تو ای حضرات شیعہ تم کیا جواب دوگے اگر قرآن مجید سے اونکا
نام نکال دو اور پھر ہم ابو بکر صدیق کا نام نہ نکال دین تو بیشک تم سچے ہم جھوٹے جب قرآن مجید مین
تو کسی کا نام ہی نہین ہی تو جسطرح تم ابو بکر صدیق کی فضیلت سے باوجود اونکے ان فضائل اور درجات
کے انکار کرتے ہو اوسی طرح یہ جناب امیر کے فضائل سے باوجود اونکے عالی مراتب کے انکار کرتے ہین

اور اوسکو یقینی نہ سمجھے کون ہی کہ پھر اوسکو با ایمان کہیگا اور ایسے منکر آیات قرآنی کو کون ہی جو دشمن خدا اور رسول نہ سمجھے گا عجب حال ہی ان حضرات کا کہ صرف اصحاب نبوی کی عداوت سے ایسے جاہل اور خدا ناشناس ہو گئے ہین کہ ایسی صریح اور صاف آیات الٰہی مین بھی شک کرتے ہین خیر اسوقت تو اس بحث کا موقع نہین ہی مطاعن کے باب مین ہم اس اعتراض کو تفصیل کے ساتھ بیان کر کے حضرات شیعہ کے نذر تحفہ پیش کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اب مین پھر جنگ بدر کا حال لکھتا ہون غرضکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے جو حال مہاجرین و انصار کا تھا وہ تو ظاہر ہو گیا اب مین عین لڑائی کے وقت کا حال اوسی کتاب سے نقل کرتا ہون ای مومنون سنو مولف موصوف لکھتا ہی کہ جب لڑائی کی صفین آراستہ ہو گئین اور لڑائی قریب تھی کہ شروع ہو تب پیغمبر خدا نے بجضوع کبریا دعا کی اور جو کچھ حضرت نے دعا مین فرمایا اوسکا حال ان اشعار سے ظاہر ہوتا ہی

اشعار حملہ حیدری کے حال مین جنگ بدر کے

پس آورد روی بیزدان پاک
فرستندهٔ انبیا بر عباد
کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ
که کردند امر ترا انقیاد
بمانند از فتح کوتاه دست
نه گردد پرستندهٔ ای دادگر
دران دم صف خشم نزدیک شد
بگفت ای بحق خلق را رہنمای

بنالید و مالید رو را بخاک
تو دانی که من رہنمائے تو ایش
مکن نصرت خویش از من دریغ
بحکم تو بستند ہر کس میان
بیابند از دست دشمن شکست
باین زاری و عجز رنجیده بود
زبس گرد خورشید تاریک شد
درآمد به تنگی سپاه ضلال

بگفت ای نمایندهٔ عدل و داد
بحکم تو بودم نه برای خویش
الٰہی گر این چند تن از عباد
نه دیدند بهیش و کم دشمنان
بروی زمین تا قیامت دگر
که خواہش لقربان حق در ربود
ابوبکر نزد نبی داشت جای
چه فرمائے اکنون برای قتال

کہان ہی انصاف کی آنکھ اور ایمان کے کان جو حضرات شیعہ اس مولف کے الفاظ کو دیکھین اور سنین اور اوسکے مطلب کو سوچین کہ ساری نفاق کی باتین اور کفر کے کلمے خاک مین مل گئے اور ایمان بھی اور اخلاص بھی اور ہجرت بھی اور نصرت و یاری بھی سب کا مہاجرین و انصار کی نسبت ثبوت ہو گیا ای مسلمانو خدا کے لیے دیکھو کہ اب اس سے زیادہ اصحاب نبوی کی فضیلت کیا ہو گی کہ پیغمبر خدا اونکے حق مین خدا سے عرض کرتے ہین کہ خدایا ان چند آدمیون نے صرف تیرے حکم سے جہاد پر مستعدی کی ہی اگر انکو شکست ہوئی اور یہ مارے گئے تو پھر قیامت تک کوئی تیری عبادت نہ کریگا پس اہل سنت اور کیا کہتے ہین انھین باتون پر اصحاب نبوی سے محبت رکھتے ہین اور ایسی ہی فضیلتین اونکی بیان کرتے ہین جب پیغمبر خدا اونکے حق مین یہ فرماوین کہ یہی لوگ

کرنیکے لیے تمھارے ہی مذہب کے عالموں اور محدثون کی زبان سے بعض کلمے فضیلت کے ظاہر کر دیے اور یسی باتین اونکی قدر و منزلت کی تمھارے مؤرخین کے قلم سے نکال دین کہ اگر وہ سب جمع کیجاوین تو نام بنام خلفاء راشدین کی شان مین ہزار حدیث و اقوال سے متجاوز ہون گے اور جس سے اونکے ایمان اور اخلاص اور جہاد اور امامت اور خلافت سب کا ثبوت اچھی طرح پر ہوگا چنانچہ بطور نمونے کے میری اس چھوٹی سی کتاب مین سو حدیث و اقوال و اخبار سے زیادہ ہونگے اور جسمین باقرار تمھارے محدثین کے ائمہ علیہم السلام کی زبان سے اونکی صدیقیت اور امامت اور فضیلت کا ثبوت ہوتا ہی پس انسکو جب تم سنتے ہو تو کیا یہ خیال نہین ہوتا کہ باوجود اس بغض و عناد کے جب ہمارے محدثین و علما کے اقوال سے اونکے فضائل ثابت ہوتے ہین تو حقیقت مین وہ کیسے افضل ہونگے اگر حقیقت مین تم سوچکر اور سمجھکر رہ جاتے ہو اور بمقتضای احزب النار علی النار کے ترک مذہب کو گوارا نہین کرتے تو خیر مجبوری ہی اور اگر نہین سمجھتے ہو تو پھر ایسی سمجھ کا کیا علاج خدا کی کتاب سے سمجھایا مہاجرین و انصار کی شان مین آیات بینات کو کھول کر دکھایا احادیث نبوی کو جو تمھاری ہی کتابون مین ہین نقل کر کے اونکی فضیلت کو ثابت کیا اقوال ائمہ کرام سے تمھارے ہی مذہب کے موافق اونکے ایمان اور مراتب کو ظاہر کیا اونکے اعمال حسنہ کو بھی تمھارے مورخین و علما کی شہادت سے ثابت کر دیا اور پھر جب تم کہو تو یہی کہو کہ نیت اصحاب کی بخیر نتھی اور وہ منافق تھے تو سوای خدا کے جسکی شان ہے کہ یَهْدِی مَنْ یَشَاءُ وَیُضِلُّ مَنْ یَشَاءُ ہم تمکو ہدایت نہین کر سکتے اور ہم کسی نسخے سے تمھاری بیماری کی دوا نہین دے سکتے لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ شعر

	ہمارا کام کہہ دینا تھا یارو		اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

غرضکہ جو آیۂ لَوْلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ کو مجتہد صاحب نے معارضے مین پیش کیا تھا اوس نے کس خوبی سے صحابہ کے فضائل کو ثابت کیا خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی شان مین باقرار علماء شیعہ پیغمبر خدا نے کیا کچھ فرمایا سبحان اللہ صحابہ کے نقص و عیب ثابت کرنیکے لیے جو سارے قرآن کو ڈھونڈھ کر حضرت نے آیتین نکالین اونسے بھی اونکی فضیلتین ثابت ہوئین پس جو آیتین خاص اونکی فضیلت مین ہین اونکا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ اونسے کیا کچھ فضیلت اونکی ثابت ہوئی ہوگی جو کہ تین آیتون سے جنکا ذکر مجتہد صاحب نے کیا تھا بفضلہ فراغت ہوگئی اب مین ایک اور چوتھی آیت کو نقل کرتا ہون جسکو مجتہد صاحب نے اظہار معائب صحابہ کے لیے ذو الفقار مین نقل کیا ہے

قولہ تعالی مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ○

ف مترجم ہدایت کرے وہی اللہ جسے چاہے اور گمراہ کرے وہی اللہ جسے چاہے ۱۲ مولوی عبد العزیز سلمہ

ف ۲ پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ رکوع ۲ ترجمہ ہمکو ہے عمل ہمارے کام اور تمکو تمھارے کام ۱۲ موضح القرآن

ف ۳ لولا کتاب کا ترجمہ صفحہ ۴۰ مین دیکھو ۱۲

ف ۴ پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۹ ترجمہ کیا چاہیے نبی کو کہ اوسکے ہان قیدی آوین جب تک خونریزی نکرے ملک مین تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ چاہتا ہے آخرت

اب ذرا غور کرو کہ جب تم جناب امیر کے فضائل کو اونکے اعمال اور حالات سے ثابت کروگے اور اونکی صدق نیت کو جو کہ امر باطنی ہی اونکے اعمال حسنہ ظاہری سے ظاہر کروگے وہی ہم ابوبکر صدیق کی نسبت ثابت کرتے ہین پس غور سے دیکھو کہ جسطرح بر تم آیۂ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ امامت حضرت علی کی ثابت کرتے ہو کیا اوسکے برابر بھی ہمارا ثبوت صدق نیت کا ہجرت مین نسبت ابوبکر صدیق کے نہین ہی آیۂ انما ولیکم اللہ مین تو کوئی ایسی تمیز خاص کے باب مین نہین ہی جیسے کہ آیۂ غار مین ہی کیونکہ وہان إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ کا صاف لفظ ہی جو دلالت کرتا ہی کہ مراد اس سے وہی یار ہی جو غار مین تھا اور غار مین ہونا سوای ابوبکر صدیق کے دوسرے کا کسی کے قول سے بھی ثابت نہین ہوتا پس غور کرو کہ قرآن مجید سے تمھارا دعوی ثابت ہوتا ہی یا ہمارا اور دونون کو ملا کر دیکھو اور انصاف کرو کہ کون اپنے دعوے مین غالب ہی اور کون ضعیف

شعر

آشنا نے کو شانے سے ملا دیکھو	قد مین ہمین کچھ بلند ہونگے

قرآن کو جانے دو اوسکو بیاض عثمانی سمجھ کر اوسکی سند نہ لو تو اپنے اور اپنے بھائیون خوارج کی کتابون پر نظر کرو دیکھین تم خوارج مخذولون کی کتاب سے جناب امیر کے کسقدر فضائل ثابت کرتے ہو اور بھر اونکو گن کر علیحدہ کرو اور پھر ہمسے شمار کرکے اوس سے تین حصے زیادہ صحابہ کے فضائل مین اپنی کتابون کی سند لو آخر جب ایک فرقہ خوارج کا دشمن اہل بیت ہوگیا اوس نے کیا کیا نہین کیا ہی جو کہ تم صحابہ کی نسبت کرتے ہو وہ بھی جناب امیر کو ساری فضیلتون کی آیتون سے ویسا ہی خارج سمجھتے ہین ونعوذ باللہ من ہفواتہم جیسا کہ تم خلفاء راشدین کو وہ بھی ساری مطاعن کی آیتون کو ذات پاک سید الاولیا کی نسبت صادق سمجھتے ہین جیسا کہ تم صحابۂ کبار کی نسبت وہ بھی ساری خوبیون سے جناب امیر علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالی وجہہ کی اوسی طرح انکار کرتے ہین جسطرح کہ تم اصحاب نبوی کی خوبیون سے وہ بھی ہزارون اعتراض اور مطاعن جناب امیر کی شان مین قائم کرتے ہین جیسا کہ تم پیغمبر صاحب کے یارون کی شان مین وہ بھی اوسی برائی سے اونکے پاک نام کو لیتے ہین جیسا کہ تم صحابہ کے نامون کو غرضکہ ایک ترازو مین تم اپنے آپ کو اور خوارج کو تولو دونون کا پلہ برابر ہی نہ تم کم ہو نہ وہ زیادہ نہ تم زیادہ ہو نہ وہ کم ہین—

پس ذرا انصاف کرو کہ جب تمنے دشمنی صحابہ کو اپنے معتقدات اور اصول دین مین قائم کرلیا تو تم اونکی فضیلت کا کیونکر اقرار کروگے لیکن خدا کی شان ہی کہ اپنے رسول کے یارونکی فضیلت ظاہر

ف پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۸ ترجمہ تمھارا رفیق وہی اللہ ہی اور اوسکا رسول اور ایمان والے جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ نوی ہین موضح القرآن

ف پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۶ ترجمہ جب کہنے لگا اپنے رفیق کو موضح القرآن

منشی سبحان علیخان صاحب سوال کرتے ہین کہ { در تفسیر کور از ابتدای سورۂ ممتحنہ در مطاوی بیان حال حاطب بن ابی بلتعہ مسطور ست کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بحق او فرمودند کہ او را بحالش بگذارند و از اہل بدر ست و در بدریان را حق تعالی وعدۂ مغفرت فرمودہ امید ہست کہ نامۂ عصیان او را بآب مغفرت بشویند انتہی خلاصتہ حالا عرض منست کہ اصحاب ثلثہ ہم از بدریان ہستند بباید کہ ایشان ہم بحال شان گذاشتہ شود و لعن و طعن بحق ایشان کردہ نشود } اسکے جواب مین مولویصاحب نہایت دردِ دینی سے لکھتے ہین کہ { قضیۂ حاطب برای خلفاء ثلثہ بر اصول امامیہ قیاس مع الفارق ہست زیرا کہ روایات جامعین اصول و لالت بران دارد کہ انہا ہرگز بہ اعتقاد قلب سوی جناب ختمی مآب مائل نبودند تمامی امور ایشان از صلاح و تقوی ہم در حیات شریف وہم بعد وفات مبنی بر سمعہ و ریا و انہا کلہم معتقد کاہنین و منجمین بودند بدلالت احادیث بخلاف حاطب کہ مثل اینہا نبود الی قولہ پس عفو از حاطب مستلزم عفو از مشایخ سنیان نیست علاوہ گناہ حاطب را ملاحظہ فرمایند کہ فقط افشای امر بیست بی آنکہ فرمودہ باشد کہ این ازرا ہرگز فاش نباید کرد و ہرگاہ دختران اول و ثانی بعد منع ہم حضرت را فاش کردند و توبہ شان مقبول افتاد چنانچہ از مجمع وغیرہ ظاہر ست پس عفو حاطب بطریق اولی ہم برای آنکہ کفار قریش سرپرستی اہل و عیالش نمایند بخلاف حال کسانیکہ جناب ختمی مآب را بزہر کشتند و جسد معصوم را شہید کردند و ہزاران نسخ قرآن مجید را بآتش نہادند و انچہ باقی گذاشتند در انہم داد تحریف دادند }

خلاصہ اسکا یہ ہی کہ چونکہ خلفاء ثلثہ کا کوئی کام مکر و فریب اور نفاق سے خالی نہ تھا اس لیے بسبب عدم ایمان اونکے وہ اوس فضیلت سے محروم ہین جو کہ اہل بدر کو ہی اور یہ کہنا حقیقت مین مثل اس کہنے کے ہی کہ حضرات شیخین بدر مین شریک ہی نہ تھے یا بدر کی لڑائی فی نفسہ ہوئی نہ تھی یا شیخین دنیا مین پیدا ہی نہین ہوے یا پیغمبر صاحب نے دعوی پیغمبری ہی کا نہین کیا کہ ایسے منکرین کا کسی کے پاس سوا خدا کے کچھ جواب نہین ہی اس عبارت اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کی نسبت بعض بعض حضرات شیعہ یہ بھی اعتراض کرتے ہین کہ یہ امر بعید از قیاس ہی کہ خدا کسی سے وعدہ کرے کہ جو چاہو کرو ہمنے تمکو بخشدیا ہی اور اونکے واسطے محرمات کو حلال کردے اسکا جواب تحقیقی یہ ہی کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَہٗ ط کہ خدا کو خوب خبر ہر شخص کی ہی وہ موافق اپنے علم اور تقدیر کے ہر کام کرتا ہی جب اوسکو اہل بدر پر اطمینان تھا تب اوسنے یہ ارشاد فرمایا اور جواب الزامی یہ ہی کہ ذرا اپنے یہانکی اون روایتون کو دیکھین جو مغفرت مین شیعونکی ہین کہ جنمین صاف لکھا ہی کہ بس دوستی علی کی کافی ہی کسی گناہ کی بمقابلہ اوس کے پرسش نہین ہی کہ اسکو ہم اسکے مقام پر صدہا اقوال سے ثابت کرینگے بس اسیطرح پر ذرا اصحاب بدر کے حال پر رحم کرو کہ اگر خدا نے باین خیال کہ اونھون نے اپنے گھر ونکو چھوڑا اپنے وطن سے ہجرت کی اپنے عزیز قریبون سے علاقہ قطع کیا

۵۱ مطابقت صحیفۂ ایمانی ... صفحہ ۱۰۵ سطر ۲ مین چھپا ۱۲۹۰
۵۲ مطابقت ... صفحہ ۲۵ سطر ۹ مین چھپا ۱۲۹۰
۵۳ پارہ ۸ سورۂ انعام رکوع ۱۵ ترجمہ اللہ بہتر جانتا ہی جہان بھیجے اپنا پیغام موضح

اس آیت کے لکھنے سے غرض حضرت کی یہ ہے کہ بعض لوگ پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت کچھ اور خیال کرتے تھے اور حضرت کی تقسیم کو پسند نہ کرتے تھے پس اس سے یہ مطلب حضرت کا ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے اور جنکے حقمین یہ سورت نازل ہوئی ہے وہ خلفاء راشدین یا صحابہ کبار تھے بلکہ خود مفسرین شیعہ کے اقرار سے اسی آیت سے اہل بدر کی جنکا حال ابھی ہم لکھ رہے ہین فضیلت ثابت ہوتی ہے چنانچہ کاشانی خلاصۃ المنہج مین اسی آیت کی تفسیر مین لکھتا ہے کہ {اگر نہ حکمی فرمانی می بود از خدای تعالی که پیشی گرفته شده اثبات آن در لوح محفوظ که بے نہی صریح عقوبت نفرماید یا اصحاب بدر را عذاب کند} پس اس آیت سے بھی صاف فضیلت اہل بدر کی ثابت ہوئی کہ خدا اونکے حقمین عہد کر چکا ہے کہ اونپر عذاب نہ کریگا تو ایسی آیت کو معرض مناظرہ مین اوسوقت مجتہد صاحب کو پیش کرنا چاہیے تھا جبکہ پہلے اوسکی تفسیر کو ملاحظہ کر لیا ہوتا آخر اوسکی تفسیر سے بھی فضیلت اہل بدر کی ثابت ہوئی اصحاب بدر کی فضیلت اور اونکی مغفرت کا وعدہ خدای پاک کی طرف سے باقرار مفسرین شیعہ کے ایسا ثابت ہے کہ اونکو اوس سے انکار کرنیکا کوئی موقع نہین ہے چنانچہ ہم اسکو تفاسیر شیعہ سے بخوبی علاوہ اس روایت کے ثابت کیے دیتے ہین واضح ہو کہ آیۃ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ کی شان نزول مین مفسرین امامیہ کے لکھتے ہین کہ ایک شخص تھا حاطب بن ابی بلتعہ صحابی اوس نے کفار مکہ کو بنظر حفاظت اپنے خویش و اقارب کے یہ لکھ بھیجا کہ پیغمبر خدا تمھارے اوپر حملہ کرنیکا قصد رکھتے ہین سو تم بھی مستعد رہنا چنانچہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے اسکا حال معلوم ہوا تب پیغمبر خدا نے پوچھا او سنے جواب دیا کہ مین نے بوجہ ارتداد کے یہ نہین کیا بلکہ اپنے اہل و عیال کی اعانت کی نظر سے پیغمبر خدا نے اوسکا عذر قبول کیا حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو مین اسکو قتل کرون کہ یہ منافق ہے رسول مقبول نے فرمایا کہ نہین یہ اہل بدر سے ہے اور خدای تعالی نے اون لوگون کے لیے جو کہ جنگ بدر مین شریک تھے وعدہ مغفرت کا کیا ہے اور اونکے حقمین فرمایا ہے کہ (اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم) کہ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخش دیا پس امید ہے کہ خدا اوسکے نامہ سیاہ کو مغفرت کے پانی سے دھو دے یہ خلاصہ ہے اوس تقریر کا جو مفسرین امامیہ نے کی ہے چنانچہ مین بلفظہ خلاصۃ المنہج سے جو کہ معتبر تفاسیر شیعہ سے ہے اسکو نقل کرتا ہون تا کہ کسی شیعہ کو یہ کہنے کی جرأت نہووے کہ شاید کچھ تحریف کر دی ہو گی ہو ہذہ {حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطریق خفا عزیمت مکہ داشت سارہ کنیز ابی عمرو الخ —}

اور مطابق اسی روایت کے مضمون مغفرت اہل بدر کا ہے تفسیر مجمع البیان مین کہ مفسر موصوف لکھتا ہے کہ {وما یدریک یا عمر لعل اللہ اطلع علی اہل بدر فغفر لہم فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم} اس روایت سے جو جواب علماء شیعہ دیتے ہین اوسکا حال سوال و جواب سے جو باہم منشی سبحان علی خان الفنا اور مولوی نور الدین کے ہوئے ہین ظاہر ہوتا ہے

١

۵ پارہ ۲۸ سورۂ ممتحنہ رکوع ۱ ترجمہ اے ایمان والو نہ پکڑو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست ۱۲ موضح القرآن

۲ اور کیا جانتے ہو تم ... آگاہ ہوا اہل بدر پر پس بخش دیا ... جو چاہو پس تحقیق بخش دیا مین نے تمھارے ... انعام اللہ سلمہ

اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم فرما دیا تو کیا مقام تعجب اور حیرت کا ہی کیا اے حضرات امامیہ تم خدا کو رحیم نہین جانتے کیا تم اللہ جل شانہ کو نکتہ نواز نہین سمجھتے کیا وہ اپنے بندون پر فضل نہین کرتا کیا وہ اونکے اعمال سے ہزار حصہ زیادہ ثواب نہین دیتا تو جب تمام آدمیون کے ساتھ بلکہ گنہگارون کے ساتھ بلکہ کافرون کے ساتھ اوسکے رحم و کرم کا یہ حال ہو کہ اگر کبر صد سالہ اور مشرک ہفتاد سالہ جسنے اپنی ساری زندگی بت پرستی اور کفر مین ضائع کر دی ہو ایکدفعہ صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھ لے اور توحید و نبوت کا مقر ہو جاوے تو خدا اوسکے ایک لمحہ کے ایمان پر اوسکے سو برس کے کفر اور شرک کو بخشدیتا ہی تو پیغمبر خدا کے یارون اور رسول مقبول کے اوپر جان نثارون کے حق مین بغیر دیکھے اونکے ایمان اور اخلاص اور ہجرت اور جہاد اور نصرت کے وعدہ مغفرت کا کیا تو تم کیا بعید از قیاس سمجھتے ہو کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اعمال بوجوہ خاص زیادہ عزت اور عمدہ صلہ کے مستحق ہو جاتے ہین مثلاً دنیا کے حال پر خیال کرو کہ اگر کوئی سپاہی کسی جمعدار کے ساتھ کسی چھوٹی لڑائی پر جاوے اور فتح کر لے تو اوسکی کیا عزت ہوگی اور وہی سپاہی خاص بادشاہ کے ساتھ کسی بڑی بھاری لڑائی مین جاوے اور فتح ہو تو اوسکی کیا عزت ہوگی اور اوسکو جمعدار کے ساتھ لڑنے مین کیا انعام ملیگا اور بادشاہ کے ساتھ ہو کر لڑنے اور فتح ہونے پر کیا تمغہ ملیگا اگر تم دونو مین کچھ فرق نہین کرتے اور دونون حالتون کو برابر سمجھتے ہو تو حقیقت مین تم لائق خطاب نہین ہو اور اگر دونون کے رتبون مین تمیز کرتے ہو تو پھر اس عدے کو خدائی تمغہ جو صلہ مین ایسی بڑی بھاری لڑائی کے جو سید الانبیا سند الاصفیا محبوب کبریا شاہ ہر دوسرا کی معیت مین ہو کیون نہین سمجھتے دیکھو حدیث شریف مین آیا ہی کہ قیامت کے دن اگر گنہگار ایسے دوزخ مین پڑے رہ جاوینگے جنکے گناہون کی کثرت اور شدت سے انبیا بھی بلکہ سید الانبیا بھی شفاعت نہ کرینگے تو خدا اونکے حال پر خود رحم کریگا اور اونکو دوزخ سے نکال کر جنت مین بھیجدیگا اور اونکی نور کی گردنون مین نور کی تختی پر نور سے یہ لکھ دیگا کہ ہذا عتقاء الرحمن من النیران کہ یہ آزاد کیے ہوے ہین خدا کے دوزخ سے جنکا نہ کوئی شفیع تھا اور نہ جنکا کوئی سفارشی پس اگر خدا نے اون لوگونکو جو کہ خاص اوسکے بندے تھے اور جنھون نے اپنے قصدو کو ظاہر بھی کر دیا اور اونکے نیک کامون کا نتیجہ بھی ظاہر ہو گیا اپنے فضل سے دنیا مین نور کا تمغا کہ اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم دیدیا تو سوای کفار اور فاسقین کے کون اوسپر تعجب کر سکتا ہی اور کسکو خدا کی ذات سے اس بخشش پر تعجب ہو سکتا ہی ذرا اون روایتون کو چند صفحے لوٹ کر دیکھو کہ پیغمبر خدا نے جب آمادگی جہاد پر ظاہر کی اور مہاجرین و انصار سے پوچھا تو اونھون نے کیا جواب دیا اور پھر اونمین بھی سب سے اول کون بولا سوای ابو بکر صدیقؓ کے اور کون پہلے اوٹھا اور کسنے پیغمبر خدا کے قدم چوم کر یہ کہا کہ یا حضرت ہم تو اول ہی جان و مال اپنا آپ پر قربان کر چکے اور

اپنے مال دولت کو لٹایا اپنی جان اور مال کو خدا کی راہ مین نثار کیا اور پھر اپنے بھائی بندون کے قتل پر
مستعد ہوے اور اونکے مارنے مین بمقابلہ محبت خدا کے کچھ بھی خوف نہ کیا اور جنکے مرتبہ بڑھانے کو
خدا نے ملائکہ کو اونکی مدد کیواسطے بھیجا اور سب سے پہلے لڑائی اسلام کی اونکے ہاتھون سے فتح ہوئی اور اول
معرکے مین اونکی ثابت قدمی اور جان نثاری خدا نے سب پر ظاہر کردی اور غلبہ اسلام کا اونکے ہاتھ پر کیا اور
آیندہ کو دروازہ فتوحات اور اجراء اسلام کا اونکی تلوارون سے کھولدیا اور سبب کچھ اون خدا کے عاشقون
رسول کے یارون نے اوس پاک ذات کی حضوری مین کیا جو خدا کا محبوب تھا اور جو سارے پیغمبرون کا سردار تھا
جسکی شفاعت سے بڑے بڑے کبیرہ گناہونکو خدا بخشدیگا اور جسکی سفارش سے اون لوگونکو جنھون نے سوای اقرار
توحید ونبوت کے کوئی بھی نیک کام نہ کیا ہوگا اور جسکی ساری عمر محرمات کے ارتکاب مین گذر گئی
ہوگی بخش دیگا پس جب ایسے سردار اور دین دنیا کے بادشاہ کے ساتھ ہوکر جو سپاہی اول لڑائی مین
لڑے ہون اور ایسے خدا کے محبوب اور ممتاز کے قدمون پر اپنی جانون کے نثار کرنے پر سب سے اول
آمادہ ہوے ہون اور نہ صرف منافقانہ مستعدی اور ظاہری آمادگی دکھلائی ہو بلکہ جو کہا ہو وہ کر دکھلایا
ہو اور جنکے لڑنے پر پیغمبر خدا نہایت عجز ومنت سے خدا سے دعا کرتے ہون کہ ابھی ان بیچارے چند غریبون
محتاجون نے صرف تیری ہی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جانون کو قربان کرنے کا ارادہ کیا ہے انکو
فتح دینا یہی لوگ تیرا نام بلند کرنیکے ذریعے اور تیرا دین پھیلانے کے وسیلہ ہین اگر ان کو
فتح نہوئی تو پھر قیامت تک تیری عبادت کوئی نکریگا اور پھر خدا نے اونکے ہاتھ پر فتح بھی دی
اور اونھون نے باوجود بہت قلیل ہونے کے ایک فوجکی فوجکو کفار کی مٹادیا اور بڑے بڑے
نامی قریشی کافرون کو مثل ابوجہل وغیرہ کے تہ تیغ کیا اور اون دشمنون کو جنھون نے نہایت ایذا اور مصیبت
سے پیغمبر خدا کو مکے سے نکالا اور جن مردودون نے کمال دکھ اور تکلیف سے خدا کے حبیب سے اوسکا
گھر چھڑایا خاک مذلت پر لٹایا اور اونکے گوشت پوست کو طعمہ زاغ وزغن کا کردیا اور جنکے اس غلبے
سے کافرون کے کلیجے دہل گئے اور کفار قریش کے بدن کانپنے لگے اور بڑے بڑے سلاطین
مین اونکے ایمان اور شوکت کا شہرہ ہوگیا تو پھر اگر ایسی محنتون اور کوششون اور ایمان اور
اخلاص کے صلے مین خدا نے جو نکتہ نواز ہے اور جو اپنے رحم وکرم سے ایک عمل کے بدلے مین ستر اور
سات سو حصہ زیادہ ثواب دیتا ہے اور جو صرف اپنے فضل سے براہ بندہ نوازی صرف زبان دل سے
بغیر کسی عمل کرنیکے توبہ قبول کرلیتا ہے اور بموجب آیہ کریمہ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط
کے گناہون کو نیکیون سے بدل دیتا ہے اون پاک لوگون سے وعدہ مغفرت کا کرلیا اور اونکی شانمین

۵۷ پارہ ۱۹ سورہ فرقان رکوع ۶ ترجمہ بدل دیگا اللہ برائیونکی جگہ بھلائیان موضح القرآن

نامہ یہی تھا کہ یہ خط علی اور تمھارے شیعون کیطرف سے ہی اور پھر اون خطون مین کیسا اپنا شوق بیان کیا ہی کہ کچھ بیان نہین ہوتا یس جب اس تمنا سے بلاوین اور نہایت ہی اپنی آرزو ظاہر کرین کہ یا ابن رسول اللہ آپ جلد تشریف لائیے اور اس خطہ کو رونق دیجیے زمین کوفے کی ہمہ تن چشم انتظار ہو رہی ہی در و دیوار سے آواز خیر مقدم کی آرہی ہی ہر شخص کی زبان پر لبیک لبیک کی صدا ہی ہر آدمی جمال باکمال کے انتظار مین محو ہو رہا ہی ذرا جلد تشریف لائیے ہم سب جان نثاری کو حاضر ہین دیکھیے ہم کیا کرتے ہین اشعار

سپاہی چو آشفتہ پیلان مست ۔ ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بدست
چو با تیغ آہنگ جنگ آورند ۔ ز سنگ آب و آتش ز آہن آورند
ز تو رایت فتح افراختن ۔ ز ما لشکر بیکران ساختن
چو تیر از کمان در کمین آورند ۔ سر آسمان بر زمین آورند

اور جب حضرت امام جاوین تو ایک بھی ساتھ نہ دے اور غدر و فریب کر کے یکہ و تنہا امام کو شہید کرین اور تین دن کا بھوکا پیاسا قتل کرین جسکے حال پر آسمان و زمین کو قیامت تک رقت ہی اور باوجود اسکے کوفے کی وہ عزت بیان کیجاوے کہ مکے و مدینے کو بھی وہ عزت نہین ہی چنانچہ ملا باقر مجلسی تحفۃ الزائر مین لکھتے ہین کہ {در حدیث معتبر دیگر از حضرت امام جعفر صادق منقولست کہ حق تعالی عرض کرد ولایت ما را بر اہل ہر شہر پس قبول نہ کردند مگر اہل کوفہ انتہی بلفظہ}
کہ امام صادق فرماتے ہین کہ خدا نے ہماری دوستی کو سارے شہرون پر عرض کیا مگر کسی شہر کے رہنے والون نے ہماری محبت کو قبول نکیا سوای کوفے کے رہنے والون کے اس سے صاف ثابت ہوا ہی کہ جو رتبہ خدا نے کوفے کو دیا ہی اور اوسکے رہنے والون کو وہ نہ مکے کو ہی نہ مدینے کو بلکہ ایک حدیث مین امام زین العابدین کیطرف سے ملا باقر مجلسی نے صاف لکھ دیا ہی کہ امام زین العابدین فرماتے ہین کہ {بقدر جای پا در کوفہ نزد من بہتر ست از خانہ کہ در مدینہ داشتہ باشم} کہ ایک قدم رکھنے کی جگہ کوفے کی میرے نزدیک اوس گھر سے بہتر ہی جو مدینے مین ہو اور یہ کوئی شبہہ نہ کرے کہ کوفے کے رہنے والے شیعہ نہ تھے اس لیے کہ بمقتضای الحدیث بعضا یفسر بعضا خود ملا باقر مجلسی مجالس المؤمنین مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہین اور اوسکو سنیے عبد اللہ بن ولید سے روایت ہی کہ {گفت در زمان بنی مروان بخدمت امام جعفر صادق علیہ السلام رفتیم آنحضرت از من و رفیقان من پرسیدند کہ شما چہ کسانید گفتیم از اہل کوفہ ایم آنحضرت فرمودند در ہیچ یک از بلاد این قدر دوست نداریم کہ در کوفہ بعد ازان فرمودند کہ ایتہا العصابہ ان اللہ ہداکم لامر جہلہ الناس و حببتمونا و ابغضنا الناس و بایعتمونا و خالفنا الناس و وافقتمونا و کذبنا الناس و صدقتمونا فاحیاکم اللہ محیانا و اماتکم مماتنا} اور اس حدیث کو کہین کہین ملا باقر مجلسی لکھتے ہین کہ بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت بہ اقامت دلیل ندارد اس حدیث کا مطلب یہ ہی کہ عبد اللہ ابن ولید روایت کرتا ہی کہ مین ایکروز مع زمانے کی

اپنے گھر بار کو آپ پر لٹا چکے بھائی بندون کو چھوڑا یار دوستون کو چھوڑا اب ایک جان باقی ہی وہ بھی آپ پر نثار ہی اور ایک جان کیا ہزار جانین ایسی آپ پر قربان ہین یا رسول اللہ قطعہ

بسیخواہم از خدا بدعا صد ہزار جان	تا صد ہزار بار بمیرم برای تو
ای صد ہزار جان مقدس فدای تو	من کیستم کہ بہر تو جان را فدا کنم

حضرت ابوبکر صدیق کہنے نہ پائے تھے کہ حضرت عمر اور سعد ابن معاذ اوٹھے اور اونہون نے بھی اپنی جان نثاری کا شوق ایسا ہی بیان کیا دیکھو تمھارے ہی مذہب کا مورخ اون اصحاب کبار کے ولولے اور شوق اور عشق اور آمادگی کو کن لفظون سے لکھتا ہی وہ کہتا ہی کہ جب پیغمبر خدا نے سوال کیا تب اشعار

بپاسخ ابوبکر از جا بخاست	وزان پس عمر نیز مو کرد راست	بگفتند یا سید المرسلین
قدم پیش بگذار و ما را ببین	کہ با دشمن دین جہا می کنیم	چہ سان در پیت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان	بیاریم شمشیر بر دشمنان	ز جا خاست این بار سعد معاذ
چنین گفت از روی صدق و نیاز	کہ با جان و دل با ہمین عہد بست	بہ دست تو روز یکہ دادیم دست

سر و مال و فرزند و خویش و تبار	ہمان روز کردیم بر تو نثار

پس جب اون اہل بدر کے شوق اور محبت اور ایمان اور اخلاص کا یہ حال ہی تو تم صرف ایک اعملوا ما شئتم پر تعجب کرتے ہو اور اون وعدون کو جو خدا نے اونکے واسطے جابجا قرآن مجید مین کیے ہین کچھ خیال نہین کرتے اس سے تو صرف مغفرت ثابت ہوتی ہی ذرا قرآن مجید کھول کر دیکھو کہ مہاجرین و انصار کی شان مین خدا نے کیا کیا فرمایا ہی دیکھو (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ)[۵۱] اونکی شان مین فرمایا ہی یا نہین أَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ[۵۲] اونکے حق مین کہا ہی یا نہین ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ[۵۳] ○ اونکی نسبت قرآن مین آیا ہی یا نہین پس جو جو وعدے خدا نے اونسے کیے ہین اوس سے تو سارا قرآن بھرا ہوا ہی تم ایک ہی وعدے پر تعجب کرتے ہو اور اونکی ساری خوبیون سے چشم پوشی کرکے اونکے معائب کو تلاش کرتے ہو امی یار و ذرا انصاف کرو اور خدا کے لیے اپنے یہان کی حدیث اور سیر کی کتابونکو دیکھو کہ شیعیان کوفی نے حضرت علی کے ساتھ کیا کیا اور اونکی کیسی قدر کی اور کوفے کے فضائل مین تمھارے یہان کے محدثین کیا لکھتے ہین وہی شیعیان کوفی تھے جنھون نے حضرت علی کا ساتھ چھوڑا اور جنھون نے ہمیشہ جناب امیر کو رنجیدہ رکھا وہی کوفی تھے جنھون نے امام حسن ؑ کا ساتھ نہ دیا جنھون نے اونکے قدمون سے مصلے تک نکال لیا وہی کوفی تھے جنھون نے اول حضرت مسلم کے ساتھ بیعت کی اور پھر وقت پر سب کے سب چنپت ہو گئے اور آخر بیچارے مسلم تنہا معہ دو معصوم بچون کے شہید ہوے وہی کوفی تھے جنھون نے امام حسین ؑ کو بلایا اور بڑے شوق ذوق کے خط لکھے چنانچہ بارہ ہزار خط شیعون نے امام کو بھیجے اور جنکے

۵۱ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے ۱۲ موضح القرآن

۵۲ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ رکھے ہین واسطے اونکے باغ نیچے بہتی نہرین ۱۲ موضح القرآن

۵۳ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ یہی ہی بڑی مراد ملنی ۱۲ موضح القرآن

جوش دکھلاؤ بلکہ سبکو غلط ہو یا صحیح جھوٹھ ہو یا سچ آمنا اور صدقنا کہکر تصدیق کرو اور جب رسول کے یارون اور پیغمبر کے
حواریون کا نام آوے اور بدریون کی نسبت وعدہ مغفرت کا کسی بیچارے سنی کی زبان سے سنو تو بس سنتے ہی
سارے بدنکا خون جوش کرنے لگے اور تمام جسم تعصب کی آگ سے پھکنے لگے تشیع کا وہ جوش ہو کہ رگ رگ
مارے غصے کے پھول جاوے عداوت کا وہ غلیان ہو کہ سوداصفرا سب ایک ہو جاوے اوسوقت سارے
وسوسے شیطانی دلمین پیدا ہو جاوین لفظ لفظ پر گرفت بات بات پر شبہہ کرنے لگو سبحان اللہ اپنے کوفیون
کے برابر بھی بدریون کا رتبہ نہین سمجھتے اور اونکے حقمین جن باتون اور جن قولونکو صادق سمجھتے تھے اونکو
پیغمبر کے یارون کے حقمین غیر صادق کہتے ہو یہ کون ایمان ہے کہ نام تو لو رسول کا اور کلمہ پڑھو عبد اللہ بن سبا کا
ایمان تو تمکو نصیب ہو بطفیل خلفا کے جہاد کے اور شکر ادا کرو اوس یہودی ملعون کا اور پھر پاک صاف بنکر
سنیون کے سامنے ہو کر مباحثے کا قصد کرو اور خدا کی آیتون اور رسول کی حدیثون اور ائمہ کے قولون کو
چند مفتری مکارون کے مقابل مین جھٹلاؤ بھائیو یہ کیسا دین اور ایمان ہے یا تو مسلمانی کو چھوڑو پاک صاف
یہودی بنجاؤ یا اگر مسلمان ہو تو مسلمانون کے سے عقیدے رکھو اس خرافات واہیات مذہب پر جسکی بنا
سراسر جھوٹھ اور فریب پر ہے تبرا بھیجو اوسکے بانیون پر لعنت کرو ورنہ ایسے دو لفظ ہین چھوٹا جھوٹا کاذب
چھوٹے جھوٹے منہ سے ایسا بڑا دعوی ایمان کا اچھا معلوم نہین ہوتا مسلمان ہونا اور پھر رسول خدا کے
یارونکو برا سمجھنا عجب ایمان ہے کہ جو لفظ ہی لفظ ہے جسکے کچھ معنی نہین اور پوست ہی پوست ہے جسمین کچھ مغز نہین سچ کہا ہے جسنے کہا ہے

شعر وجد و منع بادہ ای زاہد چہ کافر نعمتی ست	دشمن می بودن و ہمرنگ مستان زیستن

غرضکہ جو فضیلت خدا نے اہل بدر کو دی اور جسکا ثبوت قرآن مجید سے ہوتا ہے اور جسکا اقرار مفسرین شیعہ
بھی کرتے ہین اور جنکے اعمال بھی اوسپر دلالت کرتے ہین وہ کسی قدر ہم لکھ چکے اب بمقابل اوسکے ایک
قول مجتہد صاحب ثانی کا جو مقالہ ثالثہ مین اپنی کتاب کے لکھا ہے اور جسکا جواب ازالۃ الغین ہے نقل کرتے ہین تاکہ معلوم
ہو کہ حضرات شیعہ کے نزدیک اونکا درجہ کیسا ہے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {دعوی نفاق الیشان و غدر اہل بدر
و رضوان علی ما ہی ہست ما ہم یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝}
سبحان اللہ کیا دین و ایمان ہے کہ کوفی تو اہل وفا ہون اور اصحاب بدر اہل غدر ہون خدا اس قوم سے سمجھے
اور انکے کفریات کا بدلہ دے نعوذ باللہ من ہفواتہم مجتہد صاحب قبلہ ذو الفقار مین آیات فضیلت صحابہ
کے معارضے مین ایک اور آیت لکھتے ہین یعنی اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا
تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ
فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۡ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ مگر اسمین بھی مجتہد صاحب نے مغالطہ دیا اور تحریف کو

ف ۱ پارہ ۱ سورہ بقرہ رکوع ۲ ترجمہ دغا بازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والون سے اور کسی کو دغا نہین دیتے مگر آپکو اور نہین بوجھتے ۱۲ موضح القرآن

ف ۲ پارہ ۲۸ سورہ منافقون رکوع ۱ ترجمہ جب تو دیکھے اونکو خوش لگین تجھکو اونکے ڈیل اور اگر بات کہین سنے تو اونکی بات کیسے ہین جیسے لکڑی لگادی دیوار سے جو کوئی چیخ جانین ہم ہی پر بلا آئی وہی ہین دشمن ان سے بچا رہ گردن مارے اللہ اونکو کہان سے پھرے جاتے ہین ۱۲ موضح القرآن

سلطنت کے زمانے مین امام جعفر صادق علیہ السلام کیخدمت مین حاضر ہوا امام نے پوچھا کہ تم کہان سے
مینے جواب دیا کہ کوفے مین حضرت نے فرمایا کہ کسی شہر مین ہمارے اتنے دوست نہین ہین جتنے ک
کوفے مین اور پھر فرمایا کہ خدا نے تم کوفیونکو اوس بات کی ہدایت کی ہی جس سے اور سارے لوگ جاہل ہے
تم کوفیون نے ہم سے محبت کی اور سب نے ہمارے ساتھ دشمنی رکھی تم کوفیون نے ہماری بیعت کی اور سب نے
مخالفت تم کوفیون نے ہمارا ساتھ دیا اور سب نے ہمکو جھٹلایا تم کوفیون نے ہماری تصدیق کی ہی خدا تمکو ہماری سی زندگی
جلیتا رکھے اور ہماری سی موت پر تمھاری بھی موت ہو پس اے مؤمنین اب دبیر اور انیس کے مرثیے جلاؤ او
کتاب خوانی موقوف کرو اس لیے کہ جن کوفیونکی تم شکایت کرتے ہو اور جنھون نے امام حسین ع کو شہید کیا وہ خاص
اوس کوفے کے تھے جہانکے رہنے ولے امام کی جان و جگر تھے اور جسکا رتبہ مکے مدینے سے بھی زیادہ
امام کے نزدیک تھا اور جسکے رہنے والونکی موت اور زندگی امام کی سی تھی پس وہ کوفہ جسکو ایسی عزت
اور وہ کوفی جنکی یہ قدر و منزلت ہو مذمت کے لائق نہین ہین بلکہ اونکی شان مین قصیدے مدح کے کہو او
اونپر رحمت بھیجو اس لیے کہ کوفہ معیار تشیع ہی کوفی ہونا دلیل شیعہ ہونے کی ہی چنانچہ ملا باقر مجلسی تحفۃ
مجالس المؤمنین مین فرماتے ہین کہ { کوفی بودن شخصی دلیل تشیع ست اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشد
پس اے حضرات شیعہ جن کوفیون کے حالات آج کل تمھارے چھوٹے چھوٹے بچے بھی جانتے ہین اور جاہل
لڑکے بھی اونکے حقمین الکوفی لا یوفی پڑھتے ہین اور جنکے حالات مکر و غدر اور بیوفائی کے محرم مین علی رؤس
المنابر تمھارے چھوٹے بڑے سب بیان کرتے ہین اور جنکا امام کو تشنہ کام شہید کرنا ہر آدمی پر ظاہر ہی او
مضمون اس شعر کا کہ شعر

	از آب ہم مضایقہ کردند کوفیان		خوش داشتند حرمت مہمان کربلا

سب پر روشن ہی اونکی شان مین ائمہ کرام کی ایسی ایسی تعریفین تمھارے محدثین نقل کرین اور اوسکو امام
کیطرف نسبت دین اور امام کی زبان سے اونکے حقمین یہ کلمہ کہ تمکو خدا ہماری سی زندگی اور ہماری سی موت
دے نقل کرین اور کوفے کی ایک مشت خاک کو مدینہ منورہ کی زمین سے بھی زیادہ امام کے نزدیک محبوب ہو
بیان کرین اور کوفیون کو محبوب اور دوست ائمہ کا کہین اور بہ سبب دوستی ائمہ کے اونکو جنتی اور بہشتی جانین
اور پھر ان لغویات اور ہذیانات کو سنکر تمھارے ایمان کی رگ کو ذرا بھی جنبش نہوا ور تمھارے پاک دلونکو کچھ بھی سوسہ
پیدا نہو بلکہ ان کوفیون کی حرکتون کی ہر سال خود نقلین کرکے مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا
عٰكِفُوْنَ ۝ کا مضمون ادا کرو اور اون قصص و حکایات اباطیل کو بیان کرکے کبھی تشیع سے نفرت نکرو
اور اپنے مجتہدین اور محدثین کی نسبت ان روایات کاذبہ اور اقوال مہملہ کے نقل کرنے پر کچھ غیرت ایمانی کا

نکالدیتے تو وہ دوسرون کے اوپر جا پڑتے اور یہ کہکر یہ کہا کہ لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَۃِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْھَا الْاَذَلَّ
اوس قوم مین ایک لڑکا موجود تھا جسکا نام تھا زید بن ارقم اوسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ خبر کہدی
حضرت کو اس بات کے سننے سے بڑا رنج ہوا اور اونھون نے کوچ کی طیاری کی کہ سعد بن عبادہ دوڑے
آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ یہ تو وقت آپ کے کوچ کرنے کا نہین ہی آنحضرت نے فرمایا کہ تمنے اپنے صاحب
کی باتین سنین اونھون نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ہمارا صاحب تو سوای آپ کے دوسرا کوئی نہین ہی
تب حضرت نے فرمایا کہ عبداللہ بن ابی گمان کرتا ہی کہ اگر مدینے کو لوٹے تو عزت والے ذلیلونکو نکال دینگے
تب سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ یا حضرت آپ اور آپ کے اصحاب عزت والے ہین اور عبداللہ بن
ابی اور اوسکے اصحاب اہل ذلت ہین غرضکہ یہ سنکر خزرج جو ایک قبیلہ مدینے والونکا ہی عبداللہ بن ابی
پر لعنت ملامت کرنے لگے اوسنے حلف کیا کہ مین نے تو کچھ نہین کہا تو لوگون نے کہا کہ اچھا چلکر پیغمبر صاحب کے
سامنے عذر کر اوس نے اپنی گردن جھکائی تب دوسرے دن صبحکو وہ پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اور
حلف کیا کہ مین نے کچھ نہین کہا اور کہا کہ اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور عذر کیا کہ زید نے
میرے اوپر جھوٹی تہمت کی تھی پھر لوگ زید پر ملامت کرنے لگے آخر خدا نے یہ سورۂ منافقون
نازل کی اور پیغمبر خدا نے وہ سورۃ اصحاب کو جمع کرکے سنائی فقط

غرضکہ یہ قول ایک بڑے مفسر سے ثابت ہوا کہ یہ سورۃ شان مین عبداللہ بن ابی بن سلول منافق کے
نازل ہوئی اور جناب قبلہ وکعبہ نے نہ معانی سمجھے نہ شان نزول پر خیال فرمایا نہ اپنی تفسیرونکو دیکھا نا دیدہ
ودانستہ کچھ آیتین اوپر کی اوڑا دین اور کچھ نیچے کی بیچمین کی دو آیتین لکھکر اصحاب کی فضیلت کے
معارضے مین پیش کین اگر ایسا ہی معارضہ کرنا تھا تو جو آیتین قرآن مجید مین بنی اسرائیل اور فرعون اور
نمرود وشداد کی شان مین ہین اون سبکو آیات فضیلت صحابہ کے معارضے مین لکھ دیتے تاکہ کتاب
کا حجم بھی بڑھ جاتا اور حضرت کی قرآن دانی کا بھی لوگ اقرار کرنے لگتے غرضکہ جناب قبلہ وکعبہ ان آیات
کو لکھکر فرماتے ہین کہ {و امثال این دیگر آیات ست پس لابد ست کہ در جمع بین الآیات گفتہ شود
کہ مورد آیات مناقب غیر مورد آیات ذم ست پس بعضے صحابۂ آنحضرت عموما ممدوح باشند و بعضے
مذموم و این عین مطلوب شیعیان ست} پس یہ وہم جناب قبلہ وکعبہ کو قرآن مجید کی آیات کے معانی
نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہی اس وہم کا علاج تفسیر اور شان نزول کا مطالعہ تھا اگر حضرت شان نزول دیکھتے اور
اپنی ہی تفسیرونکو ملاحظہ فرماتے اور اگلی پچھلی آیتونکو ملاکر غور کرتے تو حضرت یہ ضابطہ اور کلیۂ جمع بین الآیات
کا ارشاد نفرماتے اس لیے کہ جو آیتین کافرون اور منافقون کی شان مین ہین اونسے مہاجرین وانصار

سلہ رسالہ اردو ترجمہ صفحہ ۱۵ مین دیکھو ۱۲
سلہ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۹۲ سطر ۱۲

کام فرمایا اور اوپر کی اور اخیر کی آیتونکو چہوڑکر بیچمین سے ایک دو آیتین لکھ دین اب مین اونکو لکھکر اوسکی تفسیر بیان کرتا ہون واضح ہو کہ یہ آیت جو مجتہد صاحب نے معارضے مین فضیلت کے پیش کی ہے یہ سورۂ منافقون کی ہے جو منافقین کی شان مین خدا نے نازل کی ہے اور شروع اوسکا یہ ہے إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ ○ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ○ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ○ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ○ هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ○ يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

ساری ان آیتونکی نقل ہی کر دینے پر جواب مجتہد صاحب کا ہو گیا اور جو مغالطہ اور دہوکا حضرت نے دیا تھا وہ کھل گیا اور معلوم ہوا کہ یہ آیتین منافقونکی نسبت ہین مگر حضرات شیعہ سے کب امید ہے کہ وہ صرف الفاظ قرآن مجید اور اوسکے معنی پر قناعت کرین ضرور ہے کہ وہ اسپر بھی ساکت نہونگے اس لیے ہم اونھین کی تفسیر سے شان نزول اسکے بیان کرتے ہین۔

واضح ہو کہ تفسیر علی بن ابراہیم قمی مین جو کہ استاد ابو جعفر کلینی کے تھے سورہ منافقون کے نزول کا سبب اس طور پر لکھا ہے کہ ۵ ہجری مین جبکہ غزوۂ بنی المصطلق پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیگئے جب وہانسے لوٹے تو راہ مین ایک کنوین پر حضرت عمر بن خطاب کے اجورہ دار نے جسکا نام جہجاہ تھا انس بن سیار کو جو کہ انصار کا منہ بولا بھائی تھا مارا عبد اللہ بن ابی کو جو کہ مدینے کا رہنے والا تھا یہ خبر ہوئی اوسکو ناگوار ہوا اور اپنے لوگون یعنی مدینے والون سے کہا کہ اسی لیے مین قریشونکا آنا نہین چاہتا تھا یہ سب تمہارے کام ہین کہ تمنے ان مکے کے رہنے والونکو اپنے گھر مین اوتارا اور اپنے مالونکو اونپر خرچ کیا اور اپنی جانون کو اونکے پیچھے تلف کیا اپنی جوروون کو بیوہ اپنے بچونکو یتیم اونکی خاطر سے کیا تب یہ ذلت ہوئی اگر تم اونکو

سپارہ ۲۸ سورہ منافقون رکوع ۱

ہین رہنا اور پھر خود ہی اونکا ذلیل ہونا۔ اب ان باتون مین سے صرف ایک ہی باتکو مہاجرین و انصار خصوصا
خلفاء ثلثہ سے مطابق کر دیجیے یا پیغمبر صاحب کو باوجود ایسے احکام الٰہی کے اور نفاق خلفاء ثلثہ کے اونسے
روگردانی نہ کرنے پیغمبر صاحب کی شان مین جو چاہیے سو کہیے ہماری زبان سے تو کچھ بے ادبی کا کلمہ نہین نکلتا
اور عدول حکمی یا تقیے کا ایسے پاک صاف کی نسبت اطلاق نہین ہو سکتا۔

دوسری آیت يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ

اے پیغمبر جہاد کر کافرون پر اور منافقون پر تو اگر مہاجرین و انصار منافق تھے تو اتنا ارشاد کر دیجیے کہ کب اور
کسکے ساتھ پیغمبر خدا نے اونپر جہاد کیا یا باوجود منافق ہونے اونکے پیغمبر صاحب نے خدا کے حکم کی تعمیل کی۔

تیسری آیت فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ إِلَىٰ طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا

اس آیت کے مطالعے کے بعد یہ فرما دیجیے کہ پیغمبر صاحب اپنے ساتھ جہاد پر ان لوگون کو جنھین تم
منافق کہتے ہو لیگئے یا نہین اگر تمھین معلوم نہو تو چند ورق الٹ کر حملہ حیدری کے اشعار جنگ بدر کے دیکھلو

چوتھی آیت يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلِ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ

اس آیت کو پڑھ کر ذرا یہ فرما دیجیے کہ پیغمبر صاحب نے اون لوگون کے نفاق کو جنھین تم منافق
کہتے ہو کبھی ظاہر کیا اور لوگون پر اونکا نفاق کھول دیا یا نہین و رسوائی حذیفہ کے جس سے دروازہ بند
کر کے نہایت آہستہ زبان و بالکر نفاق ظاہر کرنیکا حال آپ لوگ بیان کرتے ہین کسی مجمع مین بھی انکے
نفاق کا حال حضرت نے ظاہر کیا۔

غرضکہ مثل اسکے اور بہت سی آیتین ہین منافقون کے حال مین جنکا لکھنا ضرور نہین ہے پس مسلمان کو اتنا
سوچ لینا چاہیے کہ اگر مہاجرین و انصار منافق ہوتے تو پیغمبر صاحب اونکے نفاق کو کیون ظاہر نہ کرتے
اور کیون وہ ذلیل نہوتے اور اونکے مارے جانے اور قتل ہونے اور ذلیل و رسوا ہونیکا جو وعدہ خدا نے
کیا تھا وہ کیون پورا نہوتا بلکہ برخلاف اوسکے اور عزت اونکو ہوئی اور روم و شام اور ایران و مصر پر
اونکو غلبہ ہوتا استغفر اللہ عجب عقیدہ ہے شیعون کا کہ نہ آیت سے مطابق نہ حدیث سے۔

آب باقی رہے چند اعتراض جو خلفاء ثلثہ اور مہاجرین اور انصار کی نسبت حضرات شیعہ کرتے ہین
اور اوس سے اونکے نفاق پر دلیل لاتے ہین۔ معاملہ احد و حنین کی لڑائی کا پوچھنا حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے نفاق کا حال حذیفہ سے شک کرنا حضرت عمر کا صلح حدیبیہ مین ارادہ کرنا

۵۳ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۱۰ ترجمہ اے نبی لڑائی کر کافرون سے اور منافقون سے ۱۲ موضح القرآن

۵۴ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۱۱ ترجمہ سو اگر پھیر لیجاوے تجھکو اللہ کسی فرقہ کی طرف ان مین سے پھر رخصت چاہین تجھ سے نکلنے کو تو تو کہہ تم ہرگز نہ نکلو گے میرے ساتھ کبھی اور نہ لڑو گے میرے ساتھ کسی دشمن سے ۱۲ موضح

۵۵ پارہ ۱۰ سورۂ توبہ رکوع ۸ ترجمہ ڈرا کرتے ہین منافق کہ نازل ہو ان پر کوئی سورت کہ جتا دے انکو جو انکے دل مین ہے تو کہہ ٹھٹھے کرتے رہو اللہ کھول کر نکالنے والا ہے جس چیز کا تمکو ڈر ہے ۱۲ موضح

واصحاب نبوی کو کچھ تعلق ہی نہین ہے اور یہ آیتین جسمین کفر و نفاق اور دین مین سستی وغیرہ کا ذکر ہے وہ شان مین منافقونکی ہین جو اصحاب نبوی مین داخل نہین ہین اصحاب نبوی اور منافقون مین نسبت تناقض کی ہے نہ توافق کی اس لیے اون آیتونکا جو کہ اصحاب کی فضیلت مین ہین اون آیتون سے ملانا جو کہ منافقین کے مذمت مین ہین درحقیقت جمع بین الآیات نہین ہے بلکہ حضور جمع بین المتفضین ہے جو کہ ہمارے نزدیک ممتنع اور آپ کے نزدیک ممکن ہے پس اپنے لیے آپ گھر بیٹھے ایسی آیتونکو جمع کیا کیجیے اور اپنے دلمین قاعدے بنا لیجیے اور اونمین موضوع اور غلط اصول پر کسیکو خارج کسیکو داخل کیجیے یہان تو خدا کی ہدایت و ضلالت نے ہمکو اس جمع سے فارغ کردیا جنکو چاہا مہاجرین و انصار مین داخل کیا جنکو چاہا منافقین مین شامل کیا۔

پانچوین دلیل صحابہ کے منافق نہونیکی

جو شخص قرآن مجید پر ایمان رکھتا ہوگا وہ مہاجرین و انصار کی نسبت منافق کی لفظ کو ہرگز اطلاق نکرے گا اس لیے کہ قرآن مجید مین بہت سی آیتین ہین جسمین صاف یہ حکم ہے کہ منافقون سے نہ ملو اونسے راضی نہو اور اونکو اپنے ساتھ جہاد مین نہ رکھو اونکا کچھ عذر نہ سنو پس اگر مہاجرین و انصار خصوصاً خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم منافق ہوتے تو کیون پیغمبر صاحب اونکو ذلیل نکرتے اور کیون اونکو اپنی صحبت مین رکھتے اور کیون اونسے صلاح و مشورہ لیتے اور کیون اونکو اپنے ساتھ جہاد مین رکھتے چنانچہ جو دعوی مینے کیا ہے اوسکے ثبوت مین دو تین آیتون کو لکھتا ہون —

پہلی آیت اللہ جل شانہ فرماتا ہے يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ○ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ○

ان آیتون سے چند باتین ثابت ہوئین اول عذر کرنا منافقون کا اور اوسپر یقین نکرنا پیغمبر صاحب کا دوسری آگاہ ہونا پیغمبر خدا کا اونکے حال سے تیسری جلد سزا پانا اونکا اپنے اعمال کے بدلے مین چوتھی پیغمبر صاحب کو اونسے روگردانی کرنیکا حکم ہونا اور اونسے ملنے کی ممانعت پانچوین کہنا ہی وہ حلف دین کہ راضی ہو اونسے راضی ہونیکی تمناع چھٹی اونکا ذلت چاہنا مسلمانون کا اور ہمیشہ اسی فکر

پارہ ۱۱ سورۂ توبہ رکوع ۱۲ — ترجمہ: بہانے لاوینگے تمھارے پاس جب پھر کر جاوگے اونکی طرف تو کہہ مت بہانے بناؤ ہم نہ مانینگے تمھاری بات ہمکو بتا چکا ہے اللہ تمھارے احوال اور ابھی دیکھیگا اللہ تمھارے کام اور اوسکا رسول پھر جاوگے طرف اوس جاننے والے چھپے اور کھلے کے سو وہ بتاویگا تمکو جو کر رہے تھے اب قسمین کھاوینگے اللہ کی تمھارے پاس جب پھر کر جاوگے اونکی طرف تا اون سے درگذر کرو سو درگذر کرو اونسے وہ لوگ پلید ہین اور اونکا ٹھکانا دوزخ ہے بدلا اونکی کمائی کا قسمین کھاوینگے تمھارے پاس کہ تم اونسے راضی ہو جاؤ سو اگر تم راضی ہوگے اون سے تو اللہ راضی نہین ہوتا نافرمان لوگون سے ۱۲ موضح

جواب دوسرا شیعونکا آیات فضیلت صحابہ سے

جو کچھ اوپر ہمنے بیان کیا اوسمین صرف یہی جواب شیعون کا ہمنے لکھا ہی کہ مہاجرین مین سے ابوبکر صدیقؓ کی نیت بخیر نتھی اب سنئیے کہ علاوہ اوسکے اور کیا جواب دیتے ہین شاہ صاحب قدس سرہ تحفہ مین ملا عبد اللہ کی تقریر کو نقل کرتے ہین کہ ملا عبد اللہ نے یہ جواب دیا ہی کہ اللہ جلّ شانہ نے جو رضامندی اپنی آیۂ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ مین مہاجرین و انصار کی نسبت بیان کی ہی یہ صرف سبقت ہجرت و نصرت کی نسبت ہی اور خاص اس فعل سے وہ راضی ہوا مگر اس سے جنتی ہونا اونکا لازم نہین ہوتا اس لیے کہ اوسکے واسطے اوس رضا کا آخر تک باقی رہنا ضرور ہی اور آخر تک رضا باقی رہنے کا حال خاتمے پر ہی اور اس تقریر کو لکھکر شاہ صاحب فرماتے ہین کہ یہ تقریر قواعد اصول کی روسے درست نہین ہی اس لیئے خداے جل شانہ نے مہاجرین و انصار کی ذات کی تعریف کی ہی اور چونکہ وصف عنوانی مین سبقت ہجرت و نصرت کا ذکر کیا اس لیے یہ صفت علیہ تعلق رضا کے ہوگی نہ کہ یہی وصف تعلق رضا کے اسکے جواب مین جناب مجتہد صاحب ذوالفقار مین فرماتے ہین کہ ﴿ہنوز بااثبات نرسیدہ کہ مراد از سبقت در ینجا سبقت فی الہجرہ ست پس غایت ما فی الباب علت رضا سبقت الی الاسلام یا سبقت الی الموت یا سبقت الی الہجرۃ لا علی الیقین خواہد بود و این علت مبہمہ براے توضیح وجہ مفید نمی تواند شد﴾ یعنی یہ سب تقریرین تو اوسوقت کیجاوین جب یہ بات ثابت ہوجاوے کہ مراد وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ ہجرت مین سابق ہونا ہی حالانکہ یہی بات ہمارے نزدیک ابھی صاف نہین ہی کہ سابقون سے کیا مراد ہی آیا ہجرت کی سبقت یا اسلام کی سبقت یا موتکی سبقت پس جبکہ علت مبہم ہی تو وہ کچھ مفید مطلب نہین - غرضکہ حضرت نے سارا قصہ ہی طی کردیا کوئی جھگڑے کی بات ہی نہ رکھی یعنی یہ سب فضیلتین تب ثابت ہون کہ والسابقون کے معنی کیا ہین آیا ہجرت مین سبقت کرنیوالے مراد ہین یا کہ اسلام مین سبقت کرنیوالے مقصود ہین یا کہ موت پر سبقت کرنیوالے یعنی مردے آدمی پس جب ابھی ہین شبہہ ہی تو ایسی مبہم باتکی سند کچھ مفید نہین غرضکہ بسبب مبہم ہونے علت رضا کے اس آیت سے کچھ کسیکی فضیلت ہی ثابت نہین ہوتی اور یہ معنی جو حضرت نے فرمائے ہین یہ بڑے غور و تامل کے بعد فرمائے ہین چنانچہ خود اس سے پیشتر فرما چکے ہین کہ ﴿ایضاً انچہ بعد تامل و نظر دقیق ظاہر میگردد صفحہ ۵۷ ذوالفقار تا قولہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال﴾ اب قبلہ و کعبہ اس تقریر کو اپنی مدلل کرتے ہین اور منطقی دلائل سے اس امر کو ثابت فرماتے ہین کہ مراد والسّابقون سے موت کیطرف سبقت کرنیوالے ہین یعنی مرُدے جو مر چکے مراد ہین کما یقول ﴿و ثانیاً اینکہ علت رضاے مہاجرین و انصار از حق تعالی مجرد ہجرت و نصرت نمی تواند شد بلکہ نظر دقیق حکم می کند

اسکا اردو ترجمہ صفحہ ... مین دیکھو ۱۲ منہ

عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۵۸ سطر ۲۳ ۱۲ منہ

عبارت ذوالفقار صفحہ ۵۹ سطر ۱۳ ۱۲ منہ

عبارت ذوالفقار صفحہ ۵۹ سطر ۳ ۱۲ منہ

قتل پیغمبر خدا کا لیلۃ العقبہ کو غصب کرنا فدک کا نہ دینا قرطاس کا پیغمبر صاحب کو غصب کرنا خلافت کا علی مرتضی سے عداوت رکھنا آل رسول سے اور مثل اوسکے اور اعتراضات جنکے نام ہر ورق اور ہر صفحہ مین مجتہد صاحب کے قلم سے ذوالفقار وغیرہ مین نکلے ہین اور جنکا جواب شافی دینا ہمکو منظور ہے نہ مثل مجتہد صاحب کے خلط مبحث کرنا اور گول گول بات کہکر آگے بڑھ جانا اس لیے انشاء اللہ تعالی بحث مطاعن صحابہ اور خلافت مین اس تفصیل کے ساتھ یہ سب بیان کیے جاوینگے کہ جسکو دیکھکر حضرات شیعہ بے اختیار کہنے لگین کہ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۔[ل]

غرضکہ اس مقام پر ہمین نے آیات فضیلت صحابہ کو بیان کرکے عام جواب شیعون کیطرف سے یہ بیان کیا تھا کہ وہ کہتے ہین کہ جو آیتین فضیلت مین مہاجرین و انصار کے ہین یہ اون لوگون سے متعلق ہین جو کہ ایمان دار تھے اور اکثر اصحاب خصوصًا خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم ایمان نہ رکھتے تھے چنانچہ اوسکے مینے یہ بحث کی کہ ایمان نہ رکھنے کے دو معنی ہین ایک یہ کہ منکر خدا و رسول کے تھے کہ ایسے شخص کو منافق کہتے ہین چنانچہ جو آیتین اوسکے معارضے مین مجتہد صاحب نے لکھی ہین اوسکا جواب ہو گیا اور بخوبی ثابت ہو گیا کہ وہ منافق نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ وہ اصول موضوعہ شیعہ مین سے ایک اصول امامت کے منکر تھے کہ اس وجہ سے وہ کافر تھے اسکا بھی جواب اجمالی دے چکا کہ جب آیتین نازل ہوئین اور جسوقت خدای جل شانہ نے اونکی تعریف کی اوسوقت امامت اصول دین سے نہ تھی اگر اوسوقت امامت کا اصول دین سے ہونا ثابت کرسکو تو کرو فعلیکم البیان و علینا و فقہ بالبرہان ۔

پس باقی رہگئین دو باتین اول یہ کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے وہ منکر امامت ہو گئے اور حق علی مرتضی کا چھین لیا دوسرے اہلبیت سے عداوت رکھی اور اونکے حقوق غصب کیے کہ یہ امور بھی کفر ہین چنانچہ اسکا مین بحث امامت اور مطاعن مین جواب دونگا اور ہر بات کو اس تفصیل سے لکھونگا کہ نہ کسی شیعہ کی کوئی دلیل رہ جاوے نہ کسی سنی عالم کا جواب باقی رہے یعنی وہ سوال و جواب جنکے سننے کے بغیر حالت منتظرہ باقی رہے نہ یہ کہ جتنے دنیا مین شیعہ سنی ہوے ہین اون سب کی باتین کہ یہ محال اور نیز فضول ہین مگر انشاء اللہ تعالی اس صراحت سے لکھونگا کہ صرف دیکھنے والے کو انصاف اور فیصلہ کرنا رہ جاوے اور اکثر روایات کے دیکھنے کی ضرورت نہ رہے لیکن اس مقام پر یہ جواب جو عام آیات فضیلت صحابہ سے شیعہ دیتے ہین اور جنمین سے کچھ اوپر مذکور ہوے اور کچھ رہ گئے ہین اون باقیماندہ جوابونکو بیان کرکے قرآن و حدیث ہی سے اوسکا جواب دینا شروع کرتا ہون فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ ۔[ع]

[ل] اسکا ترجمہ اور حوالہ صفحہ ... مین دیکھو ۱۲ منہ

[ع] پارہ ۹ سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ ترجمہ تو اوس طرف کان رکھو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو ۱۲ موضح القرآن

فرقے کے جسکے ایسے عاقل اور ذکی اور ذہین مجتہد ہون - جو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اپنی کتاب کو نہایت
ہی مدلل اور مبرہن لکھا ہی اس لیے صرف ایک دو دلیل ہی اپنے دعوے پر نہین بیان فرمائین بلکہ ہر ایک
دعوے کو اپنے دلیلون سے ثابت کیا ہی کہ کسی سنی کو جرأت اوسکے رد کرنیکی نہین ہی چنانچہ اسی آیت
کی نسبت جو تیسرا جواب دیا ہی اوسے بھی مین لکھتا ہون حضرت فرماتے ہین کہ ﴿ثالثًا اینکہ غایت ما فی الباب
آنکہ از آیہ علت بودن ہجرت و نصرت درباب رضاے حق تعالی از آنہا و رضاے آنہا از و تعالی شانہ می تواند شد و
علتہ اعم ست از ینکہ تامہ باشد یا ناقصہ و استعمال علت ناقصہ در کلام حق تعالی و احادیث نبوی
شیاع تمام دارد و اگر بہ سبب غباوت ذہن کہ داری درینباب تامل داشتہ باشی پس قرآن مجید را از اول
خبر بنظر البصیرت تلاوہ کن و در آیات وعدہ وعید تامل نما تا صدق این مقال واضح گردد﴾ اس سے
پایا گیا کہ گویا اللہ جل شانہ اونکی ہجرت و نصرت سے تو راضی ہوا مگر یہ علت ناقص ہی اس لیے انکے سب
کامون سے راضی ہونا ثابت نہوا افسوس ہی کہ مجتہد صاحب ذرا نظم قرآنی کو ملاحظہ نہین فرماتے اور
ترجمہ لفظی کو بھی نہین دیکھتے اور تحریف معنوی خدا کے کلام مین کرتے ہین بارخدایا تیرا کلام چیستان ہی
یا یہ آیت پہیلی ہی یا کوئی معما ہی جسکے لیے ایسے باریک باریک خیالات کو حضرت قبلہ و کعبہ کام فرما رہے ہین یا
جا الفاظ اس آیت کی ہین ذرا اوسکا ترجمہ کرین اور سمجھین اے مومنین ذرا سنو کہ اس آیت کا ترجمہ
لفظی بھی ہی جو مین بیان کرتا ہون یا اور کچھ اول الفاظ آیت کے سنو کہ یہ ہین وَالسّٰبِقُوْنَ
الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ
رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ
تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝
اور اب ترجمہ اسکا سنو کہ یہ ہی - ترجمہ - اور آگے بڑھ جانیوالے پہلے ہجرت کرنیوالون سے اور
مدد دینے والون سے اور وہ لوگ کہ پیروی کرتے ہین اونکی ساتھ نیکی کے راضی ہوا اللہ اونسے
اور راضی ہوے وہ اوس سے اور تیار کین واسطے اونکے بہشتین چلتی ہین نیچے اون کے
نہرین رہنے والے بیچ اوسکے ہمیشہ یہ ہی مراد پانا بڑا - اب خیال کرو کہ جو علتین تامہ اور
ناقصہ مجتہد صاحب ان صاف لفظون مین پیدا کرتے ہین یہ تحریف ہی یا نہین اور اگر ایسی ہی علتونکو
خدا کے کلام مین دخل دیا جاوے تو سارا قرآن بازیچہ طفلان ہو جاوے اور کسی آیت اور کسی حکم پر عمل کرنا
جائز اور تصدیق کرنا ممکن نہو اللہ جل شانہ تو صاف فرماتا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کہ مین اونسے او
وہ مجھ سے راضی حضرت فرماتے ہین کہ یہی علت رضامندی کی ناقص ہی وہ سب باتون سے

۵۷ عبارت مذکور منقول از مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۲۸۳ ہجری صفحہ ۵۹ سطر ۱۲

۵۸ پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ اور جو لوگ قدیم مین پہلے وطن چھوڑنے والے اور مدد کرنے والے اور جو انکے پیچھے آئے نیکی سے اللہ راضی انسے اور وہ راضی اس سے اور رکھے ہین واسطے انکے باغ نیچے بہتی نہرین رہا کرین انمین ہمیشہ یہی ہی بڑی مراد ملنی موضح

کہ رضای آنہا از حق تعالی و تسلیم و امر و نواہی او علت ہجرت و نصرت شدہ و این قرینۂ دیگر ست برانیکہ مراد از سابقین
سابقین الی الموت اند، یعنی خدا کی رضامندی کا مہاجرین و انصار سے سبب یہ تو ہو ہی نہین سکتا کہ فقط ہجرت
کرنے سے ساتھ پیغمبر خدا کے یا مدد دینے سے رسول مقبول کو وہ راضی ہو جاوے بلکہ نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ اونکا
خدا سے راضی ہونا اور اوسکے احکام و نواہی کا بجالانا اونکی ہجرت و نصرت کی علت ہے پس یہ دوسرا قرینہ اسکا ہے
کہ مراد والسّابقون سے سابقین الی الموت ہین یعنی جو کہ مرنے مین سبقت اور پیش قدمی کر گئے اور پہلے
سب سے مر گئے فقط سبحان اللہ کیا نظر دقیق ہے جناب قبلہ و کعبہ کی کہ کیا خوب معنی نکالے ہین حقیقت مین
بیچارے شاہ صاحب ایسی دقیق نظر کہان سے لاتے جو ان باریک نکتون کو سمجھتے کہ مراد والسابقون سے مردے
ہین خیر ہم نہایت شکر ادا کرتے ہین مجتہد صاحب کا کہ مردے مہاجرین و انصار تو اسمین داخل رکھے اگر وہ والسّابقون
کے معنی یہ ہی کہتے کہ حضرت آدم مراد ہین کہ اونھون نے سب سے پہلے جنت سے ہجرت کی تھی یا حضرت موسیٰ مراد
ہین جنھون نے مدین کو ہجرت کی تھی تو ہم کیا کرتے یا فرما دیتے کہ مراد والسّابقون سے جبرئیل و میکائیل ہین
جو سب سے پہلے پیدا ہوے ہین تو ہمارا کیا بس چلتا بہر حال جب معنی ہی بنانا پڑے اور نظم قرآنی کا کچھ لحاظ
نہ رہا تو پھر بے سر و پا بات کہہ دینے والے سے کیا زور چل سکتا ہے جو کچھ وہ رعایت کرے وہی احسان ہے
کوئی خیال نکرے کہ قبلہ و کعبہ نے بے دلیل یہ دعوی کیا ہے اس لیے کہ بے دلیل بات کہنا جاہلونکا کام ہے
اور یہ حصہ شاہ صاحب کا ہے حضرت کوئی بات بے دلیل و برہان کے زبان پر نہین لاتے چنانچہ
اس دعوی کی دلیل مین فرماتے ہین { و این قرینۂ دیگر ست برانیکہ مراد از سابقین سابقین الی الموت اند
چہ موت اہل جنت و مشاہدۂ درجات را مدخلیۂ تمام در رضا آنہا از حق تعالی ست } کہ والسّابقون کی لفظ سے
وہ لوگ جو موت کیطرف سبقت کر گئے مراد لینے کا یہ دوسرا قرینہ ہے اس لیے کہ جنت مین پہنچ جانا
اور اپنے مراتب اور درجات کا دیکھنا اور آرام سے بہشت مین چین کرنا ان سب باتونکو بڑا دخل ہے کہ وہ
لوگ خدا سے راضی ہوے فقط بیشک درست ہے جو لوگ زندہ ہین وہ بہ سبب اسکے کہ نہ معلوم خدا جنت
دیگا یا نہین اور اگر دینے کا یقین بھی ہو تو بہ سبب دنیاوی تکالیف کے وہ خدا سے پورے پورے
راضی نہین ہو سکتے جب مر گئے اور خدا نے اونکو بہشت نصیب کردی اور آزادی سے جنتون
کے لطف اوٹھانے لگے تو وہ بخوبی خدا سے راضی ہو جاوینگے اور نصرت اور ہجرت کا سبب اوسے
آپ لکھ ہی چکے ہین کہ یہ ہے کہ وہ خدا سے راضی تھے تو اب کیا شک رہا کہ مراد والسّابقون سے وہی لوگ
ہین جو اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے مر چکے تھے بیشک جیسا دعوی تھا اوس سے بہت بڑھکر
دلیل ہے مجتہدون اور مقدس لوگون کے ایسے ہی دعوے اور ایسی ہی دلیلین ہوتی ہین زہے نصیب اوس

۵۷ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۹۵ سطر ۱۲ سند

باخدا یا تب شاید یہ کہین کہ زندو نمین صرف وہی اس آیت کے مصداق ہین اور باقی سب مرے مراد ہین اور اگر کوئی اس تخصیص کی وجہ پوچھے تو پھر وہی شیوہ اپنا اختیار کرین اور اپنی تشیع پر آجاوین یعنی گالیان دینا شروع کرین اور غبی اور کودن اور احمق فرماکر اوسکی بات نہ سنین جیسا کہ اسی مقام پر علت تامہ و ناقصہ کے نہ سمجھنے پر شاہ صاحب کی نسبت فرماتے ہین کہ {اگر بسبب غباوت ذہن کہ داری در ینباب تامل داشتہ باشی پس قرآن مجید را از اول جز بنظر بصیرت تلاوت کن و در آیات وعدہ وعید تامل نما تا صدق این مقال واضح گردد۔}

چوتھے جناب قبلہ وکعبہ کا ماضی مضارع کے صیغوں سے بحث کرنا در حقیقت دائرۂ تشیع کو تنگ کرنا ہے اس لیے کہ پھر بہت سی آیتین فضیلت اہل بیت کی انھین صیغونکی بحث سے ہاتھ سے نکل جاوینگی اور ایسے اعتراض کرنیوالونکا جواب دینا مشکل ہوگا اس سے قواعد نحو و صرف کا نام ہی زبان پر نہ لائیے ورنہ اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا صیغے مضارع کے ہین اور معنی ماضی کے لیے جاتے ہین اس لیے کہ بعد وفا کرنے نذر کے اور بعد کھلا دینے کھانے کے مسکینون اور یتیمون اور اسیرون کو یہ آیات شان مین جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام کے نازل ہوئین تو کیا آپ جواب دینگے اور اگر کوئی کہے کہ فَوَقٰہُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰہُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا وَجَزٰہُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا سب صیغے ماضی کے ہین اور معنی مضارع کے مراد لیے جاتے ہین تو آپ کیا فرمائینگے پس اگر فرض بھی کیا جاوے اور آپ کا قول تسلیم بھی کیا جاوے کہ {مناسب این بود کہ حق تعالی بصیغہ مضارع کہ یرضون باشد این مطلب ادا نماید نہ بصیغہ ماضی} تو اوسکا جواب یہ ہے {کہ حق تعالی امر یرا کہ یقینی و قطعی ست بصیغہ ماضی ادا می نماید چنانکہ در فضائل اہل بیت امری را کہ بعد از قیام قیامت ظہور خواہد یافت بصیغہ ماضی ادا کردہ حیث قال تبارک و تعالی فَوَقٰہُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰہُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا الخ ہمچنین رضای سابقین اولین از مہاجرین و انصار زیرا کہ در آخرت علو مرتبہ خود را دیدہ راضی خواہند شد بصیغہ ماضی ادا کردہ و برای این فرمودہ کہ رَضُوْا عَنْہُ} اور اگر آپ کو ماضی مضارع کے صیغون مین شک ہو اور ایک سے دوسرے معنی مراد لینا آپکے نزدیک خلاف فصاحت و بلاغت ہون تو ذرا میزان الصرف اوٹھا کر دیکھیے اور بدان اسعدک اللہ تعالی کے معنی سوچیے کہ معنی اسکے نیک بخت کند ہین یا نیک بخت کردہین اور پھر غور کیجیے کہ صیغہ تو ماضی کا ہے اور معنی حال کے لیے جاتے ہین تو اس شک کے دور کرنیکے لیے اوسکا حاشیہ دیکھ لیجیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ کیون ماضی کے صیغے سے حال کے معنی لیے جاتے ہین اور بعد اوسکے اگر انصاف ہے تو قصور کا اقرار کیجیے

۵۱ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۹۹ سطر ۱۲

۵۲ پارہ ۲۹ سورہ دہر رکوع ۱ ترجمہ کھلاتے ہین کھانا اوسکی محبت پر محتاج کو اور یتیم کو اور قیدی کو ۱۲ موضح القرآن

۵۳ پارہ ۲۹ سورہ دہر رکوع ۱ ترجمہ پھر بچایا اونکو اللہ نے برائی سے اوس دن کی اور ملائی اونکو تازگی اور خوشوقتی اور بدلا دیا اونکو اونکے صبر پر باغ اور پوشاک ریشمی ۱۲ موضح

۵۴ عبارت ذوالفقار صفحہ ۹۸ سطر ۱۶-۱۷ ۱۲ منہ

راضی نہین ہی بلکہ صرف ہجرت اور نصرت کی سبب سے راضی ہی اور گو حضرت نے صاف نہین فرمایا مگر مطلب یہی ہی کہ غصب خلافت اور عداوت اہل بیت کے سبب سے ناراض ہی اس لیے ای میرے بندو اس رضامندی کو تام یعنی پوری نہ سمجھنا اور اس سے مہاجرین و انصار کو اچھا نہ جاننا افسوس ہی کہ قبلہ و کعبہ نے یہ نفرمادیا کہ قرآن مین یہ بھی تھا کہ اگر کسیکو شک ہو اور میری آیتون سے یہ مطلب کوئی نہ سمجھے تو مجتہد سے پوچھ لینا کہ وہ علت تامہ اور ناقصہ کا بیان کرکے اچھی طرح سمجھا دینگے اور یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ والسابقون سے مراد ضرور مردے ہین اس لیے کہ خدا اونکے حال سے خبر دیتا ہی کہ وہ خدا سے راضی ہوے اور یہ امر معلوم ہی کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ مناسب تھا کہ خدا فرماتا یرضون یعنی بصیغۂ مضارع کے کہ وہ راضی ہونگے خدا سے چنانچہ الفاظ حضرت کے یہ ہین کہ {زیرا کہ جناب حق سبحانہ و تعالی از حال ایشان خبر میدہد کہ ایشان از خدا راضی شدند و معلوم ست کہ اگر اینہا زندہ می بودند مناسب این بود کہ حق تعالی بصیغۂ مضارع کہ یرضون باشد این مطلب ادا نماید نہ بصیغۂ ماضی}۔

پس اوّل تو یہ فرمانا حضرت کا کہ معلوم ست کہ اگر اینہا زندہ می بودند۔ ہمکو معلوم نہین یہ جناب ہی کو معلوم ہوگا اور دنیا مین بندون کا خدا سے راضی ہونا آپ ہی کے نزدیک بعید از قیاس ہوگا ورنہ ہمکو یہ معلوم کیا بلکہ یقین ہی کہ جتنے خاص بندے اللہ جلّ شانہ کے ہین وہ اوس سے دنیا مین بھی راضی ہین اور کیسے ہی کچھ درد اور دکھ پاوین وہ راضی رہتے ہین تو زندون کی نسبت رَضُوا عَنْہُ کا مضمون آپ کو باعث تعجب ہوگا کیونکہ آپ حالت زندگی مین خدا سے راضی نہین رہے ورنہ ہم تو اوسے یقینی جانتے ہین۔

دوسرے یہ سب علتین تامہ اور ناقصہ اور صیغۂ ماضی مضارع کے احتمالات اور استدلال صرف بیچارے مہاجرین اور انصار ہی کی نسبت ہین یا کہ اہل بیت علیہم السلام کی نسبت بھی پس جو تقریرین آپ صحابہ کی نسبت کرتے ہین اور جسطرح آیات فرقانی مین آپ مہاجرین و انصار کی فضیلت باطل کرنیکے لیے تحریفات اور احتمالات کرتے ہین اگر خوارج و نواصب اہل بیت علیہم السلام کی نسبت کرین تو آپ کیا جواب دینگے جو آپ اونکو جواب دین وہی ہماری طرف سے تصور فرماوین۔

تیسرے مجتہد صاحب نے احتمالات کرکے ان آیتون کے معنی بدلنے مین ایک بڑی خطا کی اور بوجہ اسکے کہ اس کتاب کے لکھنے مین بہت عجلت کی تھی ایک بہت بڑی بات بھول گئے کہ وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مین جناب امیر علیہ السلام بھی داخل ہین اور اونکی فضیلت پر بھی یہی آیتین سند لائی جاتی ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ سب سے اول اور سابق ہین اسلام مین اور ہجرت مین پس جب کہ وَالسَّابِقُونَ سے مراد مردے لیے گئے اور کوئی زندہ اوسمین داخل نہ رہا تو پھر جناب امیر بھی اس سے خارج ہوگئے

۵۷ عبارت دوم تحفہ مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ۱۲۸۱ھ صفحہ ۲۰۵ سطر ۱۶ لغایت سطر ۱۲ ص ن

بچے کو گود مین لیکر ہر روز دو وقت بالاخانے پر چڑھ جاوے یہانتک کہ جب وہ بچہ بڑا ہوا تب بھی بسبب مشق کے وہ بالاخانے پر لے جایا کرتی یہ خبر بادشاہ نے سنی وہ بھی گیا دیکھ کر کیا کہتا ہی کہ مشق و تعلیم سے متعلق ہی تب لونڈی نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جہان پناہ آپ جب گور کو تیر سے شکار کرین وہ تو مشق کے سبب سے متعلق نہو اور جب مین اوس سے بہت زیادہ حیرت انگیز کام کرون وہ مشق کے متعلق سمجھا جاوے یہ کون انصاف ہی کہا قائل شعر

	گاو تعلیم گور بے تعلیم		گفت شہ راند اہتی ست عظیم	

وہی حال ہی بعینہ مجتہد صاحب کا کہ ایسی صریح اور صاف آیت مین جیسی کہ وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ ہی احتمالات علت تامہ و ناقصہ کے کرین اور اونکے علما علت رضامی آلہی کو مخصوص فعل خاص کا کہین اور جب کوئی آیہ موالات سے معارضہ کرے جسمین صرف یہ ہی کہ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمْ رَاکِعُوْنَ کہ دیتے ہین زکوۃ کو دران حالیکہ وہ رکوع مین ہوتے ہین اور اسکی لفظون سے کچھ بھی معلوم نہین ہوتا کہ وہ لوگ کون ہین صیغہ جمع کا ہی اور معنی واحد کے لیے جاتے ہین اور زکوۃ کے معنی خیرات کے کہے جاتے ہین اس لیے یہ ظاہر ہی کہ حضرت علی اتنا مال نہ رکھتے تھے کہ زکوۃ اونپر واجب ہوا اور پھر رکوع و سجود مین کسی دوسری بات سننا گو وہ سائل اور محتاج ہی ہو خلاف خلوص نماز کے بھی ہی پس باوجود ان سب باتون کے جب کوئی کہے کہ وہ احتمالات جو مہاجرین و انصار کی فضیلت کے آیات مین آپ کرتے ہین وہ اس آیت مین ہو سکتے ہین بلکہ اس سے بھی بہت کچھ زیادہ تب فرماوین کہ یہ بیہودہ ترانہ ہی اور خلاف اجماع ہی حقیقت یہ ہی کہ جب انسان انصاف اور ایمان اور حیا کا پابند نرہے تب مختار ہی جو چاہے سو کہے ولنعم ما قیل اذا القیت جلباب الحیاء فقل ما شئت فان من لا حیاء لہ لا ایمان لہ۔

اب چوتھے معنی وَالسَّابِقُوْنَ کے سنیے جو مجتہد صاحب بیان فرماتے ہین حضرت ذوالفقار مین لکھتے ہین کہ ﴿اقوال بعضے از علما دلالت می کند کہ مراد از سبقت فی الہجرۃ مہاجرت بنی ہاشم ست از مکہ﴾ یعنی بعضے علما کا قول ہی کہ مراد سبقت ہجرت سے بنی ہاشم کی ہجرت ہی جو اونھون نے مکے مین کی تھی لوگ حیران ہونگے کہ مکے سے مکے مین کونسی ہجرت ہی اس لیے مین اوسکی تصریح کرتا ہون کہ جب کفار نے حضرت کو بہت ستایا تب شعب ابو طالب مین حضرت نے قیام فرمایا اور کئی برس تک وہان رہے پس اسکا نام حضرت نے ہجرت رکھا ہی یعنی ایک گھر سے دوسرے گھر مین جانا شاید یہ معنی اس لیے پسند ہوئے ہون تاکہ اپنے اور اپنے شیعونکی نسبت بھی ہجرت کا اطلاق کر سکین اس لیے کہ حضرت یقیناً ایکدن مین سو جگہ بدلتے ہونگے اور جبکہ جگہ بدلنے ہی کے معنی ہجرت کے ہوے تو پس حضرت اور حضرت کے شیعہ دن بھر مین سو سو دفعہ ہجرت کے ثواب کے مستحق ہونگے اور بعض علما سے جنکا قول حضرت نے

ف ۱؎ اسکا جواز اور ترجمہ صفحہ ۱ مین دیکھو ۱۲ منہ

ف ۲؎ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۸ ترجمہ دیتے ہین زکوۃ اور وہ جھکے ہین ۱۲ موضح القرآن

ف ۳؎ جب تو شرم کی چادر پھینک دیا تو پس جو کچھ چاہے کہ تحقیق وہ شخص کہ نہین حیا جس کے واسطے اوسکے نہین ایمان ہے واسطے اوسکے ۱۲ مولوی امداد اللہ سلمہ

ف ۴؎ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ ۱۲۸۱ ہجری صفحہ ۵ سطر ۱۲ منہ

ورنہ ایک روز تو اقرار کرنا ہی پڑیگا جسکا ذکر خدا نے بصیغۂ ماضی کے کیا ہی حالانکہ ہنوز وہ روز نہین آیا کما قال سبحانہ تعالی وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝

فَاعْتَرَفُوا بِذَنْبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝

پس حضرات شیعہ کے تعصب و عناد بلکہ جہالت و نادانی کو دیکھنا چاہیے کہ صرف اصحاب نبوی کی عداوت سے آیات قرآن مجید کے ایسے معنی بناتے ہین کہ حضرت علی بھی اوس سے خارج ہوے جاتے ہین اور اونپر بھی اطلاق اس فضیلت کا نہین ہو سکتا پس جبکہ شیعون نے اپنے ہی پہلے امام کو اس آیت کے مصداق سے خارج کر دیا تو اگر ہمارے تین خلیفون کو بھی نکال دیا تو جاے شکایت نہین ہی۔

اس مقام پر یہ امر بھی لکھنا خالی فائدے سے نہین ہی کہ جناب شاہ صاحب نے تحفۂ اثنا عشریہ مین فرمایا ہی کہ اگر مہاجرین و انصار کی نسبت ان آیتون کے یہ معنی مراد لیے جاوین کہ رضامندی خدا کی اونکی ذات سے متعلق نہین ہی بلکہ اونکی صفت ہجرت اور نصرت سے اور کامل رضامندی موقوف ہی حسن خاتمہ پر تو آیۂ موالات جس سے ثبوت خلافت حضرت علی کا کیا جاتا ہی اوسمین بھی تو یہی جرح ہو سکتی ہی کہ کہا جاوے کہ (ولایت شما باین وصف متعلق ست یعنی اقامت صلوۃ و ایتاء زکوۃ در حالت رکوع و بقاء این صفت مشروط ست بہ حسن خاتمہ وکذا وکذا) بجواب اسکے مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ {اما آنچہ در ہمین مقام در باب آیۂ ولایت بہ ترانۂ بیہودہ مترنم گردیدہ پس از قبیل قیاسی ست مع الفارق چہ امثال چنین تقییدات دور از کار در آیۂ ولایت خلاف اجماع اہل اسلام ست پس از معرض اعتبار ساقط باشد} سوای ان لفظون کے حضرت نے اور کچھ نہین لکھا اور گالی دیکر سکوت اختیار کیا اور یہ فرمانا کہ آیۂ موالات مین ایسے احتمال بعیدہ کرنا خلاف اجماع اہل اسلام ہی باعث صد ہزار حیرت ہی اس لیے کہ اگر اہل اسلام سے مراد صرف حضرات شیعہ ہین تو یہ فرمانا مسلم لیکن اگر اور سب فرقے اسلام کے مراد ہین تو اونکے اجماع کا دعوی محض غلط ہی هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ ای حضرات امامیہ ذرا اپنے مجتہدین کی توجیہات اور احتمالات پر خیال کرو کہ وہی احتمال مہاجرین و انصار کے حقمین تو جائز بلکہ واجب سمجھا جاوے اور وہی احتمال جناب امیر کے حقمین ممتنع اور محال ہو اگر کہا جاوے کہ یہ مقتضای محبت و عداوت ہی تو ہم قبول کرینگے لیکن یہ بھی اوسکے ساتھ عرض کرینگے کہ یہ مقتضای ایمان اور انصاف نہین ہی۔ اس جواب پر مجھے ایک حکایت بہرام گور کی یاد آئی حکایت کہ اوس نے ایکمرتبہ گور کا شکار تیر سے کیا اتفاق سے تیر اوسکے منہ پر ایسا لگا کہ منہ سے گیا ایک لونڈی سے بہرام گور نے اپنی تعریف کی اوسکی زبان سے نکل گیا کہ مشق و تعلیم کے متعلق ہی بہرام گور نے خفا ہو کر نکال دیا اوس نے ایک مشق شروع کی کہ گاے کے

ف ١ پارہ ٢٩ سورۂ ملک رکوع ١ ترجمہ اور بولے اگر ہم ہوتے سنتے یا بوجھتے تو نہوتے دوزخ والون مین سو قائل ہوے اپنے گناہ کے اب دفع ہون دوزخ والے ١٢ موضح القرآن

ف ٢ عبارت ذوالفقار مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودیانہ ١٢٨٠ھ صفحہ ٩٥ سطر ١٢

ف ٣ پارہ ٢٠ سورۂ نمل رکوع ٥ ترجمہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو ١٢ موضح القرآن

ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای اصحاب سفینہ تمھارے لیے دو ہجرتین ہین اور
حضرت نے نہین فرمایا کہ تمھین وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مین ہو اور اس سے کوئی سنی انکار نہین کرتا کہ جن لوگون نے حبشہ کو
ہجرت کی وہ مہاجر نہین اور اونکے درجات اور مراتب مین کچھ جای سخن ہی بلکہ وہ زمانہ تو پیغمبر صاحب کا تھا اوسوقت
کافرون کے خوف سے کسی ملک کو چلا جانا کیونکر ہجرت مین داخل نہوگا جبکہ قیامت تک ہجرت کا حکم اور ثواب باقی ہی
اگر کلام ہی تو اسمین ہی کہ یہ آیت جسکا ذکر ہی یعنی وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ اس سے کون
ہجرت کرنیوالے مراد ہین آیا وہ جو کہ حبشہ کو ہجرت کر کے گئے یا وہ جو کہ مکے سے مدینے کو آئے پس اس بڑی
لمبی چوڑی حدیث مین اگر ایک لفظ بھی ایسا ہو کہ مراد وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ سے مہاجرین حبشہ ہین تو بیشک ہم تسلیم کرین
علاوہ برین ہم حضرات شیعہ سے کہتے ہین کہ جسطرح یہ حضرات خلفا ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم حبشہ کو ہجرت
کر کے نہین گئے اسی طرح یہ جناب امیر بھی حبشہ کو نہین گئے پس جس دلیل سے اور جس وجہ سے خلفا ثلثہ
مہاجرین اولین سے خارج کیے جاتے ہین وہی وجہ حضرت امیر کی نسبت بھی ہی پس کیا وہ بھی خارج کر دیے جاوینگے
اور اونکی نسبت بھی مہاجرین اولین کی فضیلت کا اطلاق نکروگے نعوذ باللہ منہا پس جسطرح یہ حضرت
مجتہد صاحب نے فرمایا کہ {مراد از ہجرت بطرف حبشہ کہ بمراتب بیشتر از ہجرت مدینہ بود پس درینصورت
ابی بکر را شرف سبقت ہجرت صوری ہم نخواہد بود} کوئی خارجی ایسی تقریر کو جناب امیر علیہ السلام کی
نسبت معارضے مین پیش کرے تو معلوم نہین کہ اوسوقت کے لیے کیا جواب مجتہد صاحب نے سوچا ہی
جو کہ ہم سارے تار و پود کو مجتہد صاحب کے درہم برہم کر چکے اس لیے اب اس آیت کے اصلی معنی لکھتے
ہین جو کہ مفسرین شیعہ نے اپنی تفسیرون مین بیان کیے ہین تا کہ اوس سے معلوم ہو جاوے کہ یہ تقریرین جو
مجتہدان شیعہ نے کی ہین لغو و لوچ ہین یا کچھ اصلیت رکھتی ہین علامۂ طوسی مجمع البیان مین لکھتے
ہین کہ {لما تقدم ذکر المنافقین والکفار عقبہ سبحانہ بذکر السابقین الی الایمان فقال وَالسَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ
ای السابقون الی الایمان والی الطاعات وانما مدحہم بالسبق لان السابق الی الشئ یتبعہ غیرہ فیکون
متبوعا وغیرہ تابع لہ فہو امام فیہ وداع فیہ الی الخیر بسبقہ الیہ وکذلک من سبق الی الشر یکون اسوء حالا بہذہ
العلۃ من المہاجرین الذین ہاجروا من مکۃ الی المدینۃ والی الحبشۃ والانصار ای ومن الانصار الذین
سبقوا نظرائہم من اہل المدینۃ الی الاسلام ومن قرأ وَالْاَنْصَارُ بالرفع لم یجعلہم من السابقین وجعل السبق
للمہاجرین خاصۃ والذین اتبعوہم باحسان ای افعال الخیر والدخول فی الاسلام بعدہم وسلوک
مناہجہم ویدخل فی ذلک من یجئ بعدہم الی یوم القیمۃ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اخبر سبحانہ انہ رضی
عنہم ورضوا عن اللہ کما لہ لما اجزل لہم من الثواب علی طاعاتہم وایمانہم بہ ویقینہم واعد لہم جنات تجری

بیان کیا ایک جناب قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث ہین کہ وہ مصائب النواصب مین بجواب نواقض الروافض کے لکھتے ہین کہ { فاما ثامنۃ صاحب النواقض تبعا للجمہور من ان ابا بکر و عمر کانا من المہاجرین السابقین الاولین انما ہو تحریص و زور بل السابقون الاولون ہم الذین ہاجروا ہجرۃ الاولی وہی ہجرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فے حصارہ بمکۃ حین ہاجرت قریش بنی ہاشم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فے شعب عبد المطلب اربع سنین والامۃ مجمعۃ علی ان ابا بکر و عمر لم یکونا معہم فی ذالک الموطن } یعنی ہجرت کے کہ مکے سے مکے ہی مین ہجرت کرنا ایسے بے معنی اور نئی اصطلاح ہی کہ ہنسنے کے لیے اس سے زیادہ کوئی لطیفہ نہ ملیگا میرے نزدیک مجتہد صاحب نے غلطی کی کہ مہاجرین و انصار سے آدمی مراد لیے اور ناحق معنے بنانے کی تکلیف اوٹھائی مناسب تھا کہ سابقین مہاجرین سے مراد حضرت جبرئیل کو لیتے کہ وہ سب سے اول سدرۃ المنتہی سے ہجرت کر کے مکے مین آئے اور انصار سابقین سے مراد حضرت عزرائیل لیتے جنھون نے بڑے بڑے دشمنونکو پیغمبر صاحب کی مدد کر کے ہلاک کیا اور اونکی روحین قبض کین پس حقیقت مین کامل اور صحیح ہجرت حضرت جبرئیل کی اور پکی اور پوری نصرت حضرت عزرائیل کی ہی اور خدای جل شانہ کے کلام سے تصدیق بھی اس مضمونکی بخوبی ہوتی خصوصا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا مضمون تو اوپر ایسا ٹھیک صادق آتا کہ کسی جاہل کو کچھ جای اعتراض نہ رہتی اس لیے کہ سبھی رضامندی خدا کی فرشتون سے ہی اور فرشتونکی خدا سے جنکی شان ہی کہ ذرہ برابر خلاف مرضی خدای جل شانہ کے کچھ نہین کرتے اور فرشتون مین سب سے سابق اور اول حضرت جبرئیل اور میکائیل ہین تو کیا باعتبار لفظون کے اور کیا بلحاظ معنی کے یہ مضمون ایسا چسپان ہوتا کہ فرشتے بھی داد دیتے۔

پانچوین معنی والسابقون کے { یا ہجرت بطرف حبشہ کہ بمراتب پیشتر از ہجرت مدینہ بودہ پس در صورت ابی بکر اشرف سبقت ہجرت صوری ہم نخواہد بود } مجتہد صاحب نے تو فقط اس دعوی ہی پر قناعت فرمائی اور اتنا کہکر سکوت کیا لیکن صاحب تقلیب المکائد نے بجواب کید نود و یکم کے اس دعوے کو اپنے نزدیک مدلل بھی کیا ہی وہ کہتے ہین کہ { اصحاب ثلثہ از مہاجرین اولین نہ بودند چنانچہ در صحیح بخاری مذکورست عن ابی موسی قال بلغنا مخرج النبی و نحن بالیمن فخرجنا مہاجرین الیہ الخ } مؤلف موصوف نے ایک بہت بڑی حدیث نقل کرنے سے یہ فائدہ تصور کیا ہوگا تا کہ لوگونکو معلوم ہو کہ خود اہل سنت کی صحیح بخاری سے ثابت ہوتا ہی کہ خلفای ثلثہ مہاجرین اولین سے نتھے لیکن یہ محض غلطی حضرت کی ہی اس لیے کہ اوس حدیث سے جسقدر ثابت ہو سکتا ہی وہ یہی

فرماتے ہین کہ جو تمنے کہا کہ شیعون کا قول ہی کہ یہ بشارتین صحابہ کے لیے مثل غصب ہونے خلافت کے
ہین سو یہ تمھارا افترا ہی شیعون کا یہ قول نہین ہی بلکہ صحابہ کی فضیلت کی آیتون سے شیعی یہ جواب دیتے
ہین کہ خدا کا اپنی رضا پر بہ نسبت اونکے شہادت دینا گو بظاہر کلام الٰہی مین عام واقع ہوا ہی مگر مراد اوس سے
خاص خاص لوگ ہین اور قرآن مجید مین ایسا بہت جگہ واقع ہی کہ کلام عام ہی اور مراد اوس سے خاص ہین
یا کلام خاص ہی اور مراد اوس سے عام ہین اور غور کرنے سے یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہی اس لیے کہ خدا نہین
راضی ہوا مگر اوس سے جو کہ اوسکی طاعت مین ثابت قدم ہوا اور جنت نہین طیار کی گئی مگر اوسکے لیے
جو کہ اوسکی مرضی پر چلا اور اوسکے گناہون سے بچا اور جو اس حال پر ثابت قدم نہین رہا اور اس سے نکل گیا
محال ہی کہ وہ خدا کی رضا کا مستحق ہو پس سنیون کے پاس کیا حجت ہی فقط اس تقریر کے اخیر پر قاضی صاحب
فرماتے ہین کہ الحمد للہ یعنی ہمنے خوب مدلل تقریر کی اور سنیونکے قول کو خوب رد کیا مگر حقیقت مین یہ
قول بھی کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء[1] محض وہم کہ ہی چنانچہ اوسکی غلطی مین چند وجوہ سے ثابت کرتا ہون
اول قاضی صاحب نے اس امر سے انکار کیا کہ شیعونکا یہ قول نہین ہی کہ بعد غصب خلافت کے مہاجرین
و انصار اس فضیلت سے مستثنیٰ ہو گئے لیکن بعد اوسکے وہ تقریر کی جس سے ثابت ہوا کہ حضرت بھی یہی
کہتے ہین اس لیے کہ خدای جل شانہ تو رضامندی اپنی بیان کرتا ہی ہجرت اور نصرت اور بیعت رضوان
سے اور یہ سب امور واقع ہو چکے تھے اور بعد وقوع اونکے یہ آیتین اونھین افعال کی مقبولیت مین
نازل ہوئین تو اب دو باتین ثابت کرنی چاہین یا یہ کہ خلفاء ثلثہ اور دیگر مہاجرین و انصار نے یہ کام نہین کیے
نہ اونھون نے ہجرت کی نہ اونھون نے نصرت اور بیعت کی تاکہ وہ لوگ اس رضا سے مستثنیٰ ہو جاوین
یا یہ ثابت کیجیے کہ بعد اس فعل کے اونسے ایسے افعال ہوے جنکے سبب سے وہ مستحق اس رضامندی کے نہ رہے اور
وہ فعل سوای غصب خلافت اور عداوت اہل بیت کے دوسرا کوئی نہین ہی تو اس سے وہی بات ثابت
ہوئی جسکا انکار کیا تھا لیکن بغیر ان دو امور سے کسی ایک امر کے اقرار کرنیکے یہ بات کہ مہاجرین کی
ہجرت کو بھی قبول کرنا انصار کی نصرت کا بھی اقرار کرنا اور بیعت الرضوان کی شرکت کو صحیح جاننا اور ان
آیتونکو انھین کامون کے صلہ مین نازل سمجھنا اور پھر مہاجرین و انصار کو اوس عموم سے خارج کرنا نہ عقلاً درست ہی نہ نقلاً
عقلاً اس لیے کہ جب خدای جل شانہ فرماتا ہی کہ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کہ مین مہاجرین و انصار سے
راضی ہوا اور وہ مجھ سے راضی ہوے اور اگر کوئی شک کرے کہ ہجرت اور نصرت کے لیے ایمان
شرط ہی اور مہاجرین و انصار ایمان نہ رکھتے تھے اونکے گمان و وہم کے باطل ہونیکو خدا دوسری آیت
مین فرماتا ہی کہ[2] وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ

[1] پارہ ۱۸ سورہ نور رکوع ۵ – ترجمہ جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اوسکو پانی ۱۲ موضح القرآن

[2] پارہ ۱۰ سورہ انفال رکوع ۱۰ ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور گھر چھوڑے اور لڑے اللہ کی راہ مین اور جن لوگونے جگہ دی اور مدد کی وہی ہین تحقیق مسلمان ۱۲ موضح

تحتہا الانہار خالدین فیہا ابداً یبقون ببقاء اللہ فقال ذلک الفوز العظیم ای الفلاح العظیم الذی یصغر من جنبہ کل نعیم وفی ہذہ الآیۃ دلالۃ علے فضل السابقین ومزیتہم علی غیرہم لما یلحقہم من انواع المشقۃ فی نصرۃ الدین فمنہا مفارقۃ العشائر والاقربین ومنہا مباینۃ المالوف من الدین ومنہا نصرۃ الاسلام وقلۃ العدد وکثرۃ العدو ومنہا السبق الی الایمان والدعاء الیہ} علاوہ اسکے دوسری تفسیر سنیے کہ صاحب خلاصۃ المنہج لکھتا ہی { اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ یعنی پیشی گزیدگان پیشینیان ای آنہا کہ سبقت گرفتند بر عامہ مومنان در ایمان مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ از مہاجرین اے آنانکہ از مکہ ہجرت کردند و بمدینہ آمدند} ان تفسیرون سے جو معنی مہاجرین کے معلوم ہوے اور جو فضائل اونکے ثابت ہوے اوسکے لیے اوسکا ترجمہ ہی کافی ہی زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین اگر اسپر بھی سیری نہووے تو مین دوسری آیت کی تفسیر سناتا ہون جسمین ہجرت کا ذکر ہی یعنی اللہ جل شانہ فرماتا ہی کہ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ہاجروا کے اخیر مین مفسر طوسی مجمع البیان مین لکھتے ہین کہ {ہاجروا من دیارہم واوطانہم یعنی من مکۃ الی المدینۃ} پس ان سب تفسیرون کو طاق نسیان پر رکھدینا اور ان ساری فضیلتون کو جسے خود علماء امامیہ نے ان آیتونکی تفسیر مین بیان کیا ہی نہ دیکھنا اور سابقون کی لفظ سے سبقت الی الموت مراد لینا اور ہجرت کے معنی شعب ابوطالب مین نقل مکان کرنا کتنا نتیجہ تقدس اور ثمرۃ اجتہاد ہی دیکھیے

تیسرا جواب شیعون کا آیات فضیلت صحابہ سے

بعض دانشمندون نے یہ جواب دیا ہی کہ جو ذکر رضامندی کا اللہ جل شانہ نے مہاجرین و انصار کی نسبت قرآن مجید مین کیا ہی اوس سے سب مہاجرین و انصار مراد نہین ہین بلکہ خاص خاص گو ظاہر مین کچھ تخصیص نہین کی چنانچہ قاضی نوراللہ شوستری اپنی مصائب مین فرماتے ہین کہ {بل ہم یقولون ان شہادتہ تعالی لہم بالرضاء ومن اتبعہم باحسان یمکن ان یکون خصوصاً من قول اللہ تعالی وان کان یخرج الکلام للعموم وہذا فی کتاب اللہ موجود من خطاب الخصوص وہو عموم ومن خطاب العموم وہو خصوص لمن استقام منہم دون من لم یستقم والنظر یدلنا علی ان اللہ عزوجل انما رضی عمن استقام فی طاعتہ وان الجنۃ وعدہا لمن سارع الی مرضیاتہ وتجنب عن معاصیہ ومن خرج عن ہذہ الحال کان محالاً ان یستحق الرضاء من اللہ تعالی فما لہم الرضا فی ہذا الحال حجۃ} قاضی صاحب مولف نوقض الروافض سے مخاطب ہوکر

وہاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک ھم المؤمنون حقا ۝ ـــ
اور یہ جملہ خبریہ اونکے ایمان کو بیان کرتا ہی پس جب ایسی نص صریح سے کوئی انکار کرے اور پھر بھی
مہاجرین و انصار کو مومن نہ کہے وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ منکر ایمان اصحاب کہف کا یا ہمین اور ایسے نصوص صریح کا
منکر ملحد اور مرتد ہی یا نہین ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ
يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

دلیل نقلی اگر اس تقریر سے بھی آپکا اطمینان نہو تو اپنے ہی مفسرین سے تصدیق اس کلام کی سنیے
کہ علامہ طوسی اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا الخ کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ﴿ثم عاد سبحانہ الی ذکر المہاجرین و الانصار ومدحہم
والثناء علیہم فقال و الذین آمنوا وہاجروا وجاہدوا فی سبیل اللہ ای صدقوا اللہ ورسولہ وہاجروا من دیارہم
واوطانہم یعنی من مکۃ الی المدینۃ وجاہدوا مع ذلک فی اعلاء دین اللہ و الذین آووا و نصروا ای
ضموہم الیہم ونصروا النبی اولئک ہم المؤمنون حقا ای اولئک الذین حققوا ایمانہم بالہجرۃ و النصرۃ بخلاف من
قام بدار الشرک﴾ انتہی بلفظہ یعنی پھر خدا شروع کرتا ہی مہاجرین و انصار کے ذکر کو اور اونکی مدح کرتا ہی اور اونکی
ثنا و تعریف فرماتا ہی کہ آمنوا یعنی ایمان لائے ایمان سے کیا مراد ہی کہ تصدیق کی خدا کی اور اوسکے
رسول کی اور ہاجروا من دیارہم یعنی اپنے گھر وںسے ہجرت کی یعنی مکے سے ہجرت کی اور مدینے کو آئے
وجاہدوا یعنی اتنی ہی تکلیف پر قناعت نکی بلکہ خدا کے دین بڑھانے کے لیے جہاد بھی کیا
والذین آووا و نصروا سے کیا مراد ہی وہ لوگ مراد ہین جنہون نے اون گھر چھوڑنے والون کو
اپنے یہان جگہہ دی اور پیغمبر خدا کی مدد کی پھر خدا فرماتا ہی کہ اولئک ہم المؤمنون حقا یعنی یہی لوگ جو
مہاجرین و انصار ہین سچے مومن ہین اور خدا نے فقط مومنون نہ کہا بلکہ آگے قید حقًّا کی اور بڑھا دی
اسکا کیا فائدہ ہی اوس حقًّا سے یہ مراد ہی کہ اونھون نے اپنے ایمان کو ثابت کر دیا بسبب ہجرت اور
نصرت کے بخلاف اون لوگون کے جو کہ رہ گئے دار الشرک مین فقط بس اب کیا ایسی تصریح کے بعد
بھی کسیکی زبان پر یہ لفظ آسکتا ہی کہ مہاجرین و انصار مومن نہ تھے اور پھر بھی کوئی شخص جرأت رکھ سکتا ہی
کہ یہ کہے کہ ہجرت سے مراد شعب ابوطالب کی ہجرت ہی یا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سے مراد موت کیطرف
سبقت کرنے والے ہین یا اور کسیکو یہ قدرت ہوگی کہ اس کے سننے کے بعد عموم و خصوص کا نام کسی کے منہ سے
نکلے گا غرضکہ یہ کہنا شیعون کا کہ خدا مندی کے لیے حسن خاتمہ کا حال معلوم ہونا ضرور ہی صرف دھوکہ ہی
اس لیے کہ یہ خدا مندی ہی حسن خاتمہ کی شاہد ہی اس لیے کہ اگر خدا جانتا کہ اس گروہ کا خاتمہ نیک نہوگا
اور یہ فرقہ پیچھے مرتد ہو جاویگا اور بسبب غصب کرنے خلافت علی کے اور بوجہ چھین لینے فدک کے

ف پارہ ۱۵ سورہ کہف رکوع ۲ ترجمہ یہ ہے قدرتون سے اسکی جسکو راہ دیوے اللہ وہی آوے راہ پر اور جسکو وہ بچلاوے پھر تو نہ پاوے اوسکا کوئی رفیق راہ پر لانے والا ۱۲ موضح

أَوَوا وَّ نَصَرُوْآ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط کہ جن لوگون نے خدا ور سول
کی تصدیق کی اور جو اپنے گھر مکہ چھوڑ کر مدینے مین ہجرت کر آئے اور جنھون نے اعلاء دین خدا کے لیے
جہاد کیا اور جنھون نے اون لوگون کو اپنے یہان پناہ دی اور پیغمبر خدا کی مدد کی وہی لوگ سچے ایمان
والے ہین پس ایسی صریح آیتون سے مہاجرین و انصار کو خارج کرنا نصوص قطعیہ سے انکار کرنا ہی اس لیے
کہ اس آیت مین خداے تبارک و تعالی یہ نہین بیان کرتا ہی کہ جو لوگ ایمان لاوینگے اور نیک کام کرینگے
اونکو مین جنت دونگا کہ یہان بقای حکم اور خصوص و عموم سے بحث کیجاوے بلکہ یہان تو ایک امر گذشتہ
اور ایک گروہ خاص کے ایمان سے خبر دیتا ہی اور اونکے مومن ہونے کو تصدیق کرتا ہی اسی لیے کہ کوئی
کچھ شبہہ نہ کرے اور اوس طائفے کی نسبت عموم خصوص کی قید نہ لگاوے اور اسی لیے اولئک ہم المومنون
حقا کو فرمایا کہ وہی لوگ جنھون نے ہجرت کی اور جنھون نے نصرت کی یعنی مہاجرین و انصار وہی سچے
مومن ہین پس یہ جملہ خبریہ ہی نہ انشائیہ اور از قبیل اخبار ہی نہ از قبیل امر و نہی پس کسیطرح نسخ کا بھی شبہہ
اسمین نہین ہوسکتا اس لیے کہ اخبار مین نسخ واقع نہین ہوتا ورنہ جو قصے حضرت آدم اور حضرت
موسی اور حضرت یوسف وغیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کے خدا نے قرآن مجید مین فرمائے ہین سب بے
یقین جاتا رہے اور انجام اور خاتمے کے معلوم نہونے کا احتمال کرکے یقین او نپر نہ رکھا جاوے اور
عموم اور خصوص کی قید لگا کر سارے قرآن شریف مین تحریف کردیجاوے پس باوجود ایسے نص صریح
کے مہاجرین و انصار کو مومن نکہنا حقیقت مین ایسا ہی جسطرح پر انبیا کی نبوت اور اصحاب کہف کی
فضیلت اور اخبار ماضیہ مذکورۂ قرآن کی صحت سے انکار کرنا کیونکہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہم
اصحاب کہف کے ایمان کے قائل نہین ہین اس لیے کہ معلوم نہین کہ وہ قیامت مین نیکو نہین ہونگے
یا معاذ اللہ دوسرے گروہ مین اور یہ بھی ہمکو معلوم نہین کہ اونکی نیت بخیر تھی یا نہین اس لیے کہ نیت
امر ہی ست باطنی اور یہ بھی ممکن ہی کہ سب اصحاب کہف با ایمان نہون اس لیے کہ خدا کے
کلام مین اکثر عموم و خصوص ہی کہ کلام عام ہوتا ہی اور مراد اوس سے خاص ہوتی ہی پس ایسے احمق ملحد
کے جواب مین سوا ہی اسکے کیا کہوگے کہ خداے جل شانہ صاف اونکے حال کی خبر دیتا ہی کہ اِنَّهُمْ
فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝ ف صلے اور خدا اونکے ایمان
اور ہدایت کی صاف بہ جملۂ خبریہ خبر دیتا ہی تو ایسے نص قطعی مین احتمالات کرنا اور اونمین عموم
خصوص کے شکوک پیدا کرنا خدا کے کلام سے انکار کرنا ہی پس اسیطرح پر براہ مہربانی مہاجرین
و انصار کے ایمان پر خیال کرو کہ خداے پاک اونکے حق مین بھی صاف فرماتا ہی کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

ف پارہ ۱۵ سورۂ کہف رکوع ۲ ترجمہ وہ کئی جوان ہین کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے اونکو سوجھ ۱۲ منہ

ف حوالا اسکا اور ترجمہ صفحہ ۱۰ ہین اس کتاب کے دیکھو ۱۲ منہ

جسکو اوسنے مؤمن جانا پیغمبر خدا سے کہدیا کہ یہ مؤمن ہین انکو اپنے ساتھ رکھ انکو اپنا مصاحب بنا انسے مدد لے
انکے گھر ونمین آرام کر جنکو منافق جانا اونکی نسبت صاف اپنے رسول سے کہدیا کہ انکو بے ایمان سمجھ کسی بات
مین اپنا شریک نکر کبھی اپنی صحبت مین اونکو نہ بٹھلا چنانچہ خاص پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کے برتاو سے سب پر
کھل گیا کہ کون منافق تھے اور کون مخلص تھے صحبت نبوی حقیقت مین ایمان کی کسوٹی تھی مگر ہمارے نزدیک وہ
سچے ہین اور تمھارے نزدیک جھوٹے پس دو حال سے خالی نہین یا آنکہ پیغمبر خدا نے اون مہاجرین و انصار
کے نفاق کو جانا اور یا آنحضرت پر نفاق اونکا نہ کھلا اگر اونکا نفاق کھل گیا تو اونکو صحبت مین رکھا یا نہین اگر
کہو کہ رکھا تو منافق کو اپنی صحبت مین رکھنا کیا معنی اور اگر نہین رکھا تو ساری حدیث اور تفسیر اور سیر اور تواریخ
کی کتابونکو گنگا جمنا مین ڈال کر میلاد نبوی ہی سے انکار کرنے لگو اور سارے متواترات کے منکر ہو جاؤ
اور اگر اونکا نفاق نہین کھلا تو اول تو اون منافقین پر آفرین کرو کہ کیسے ہوشیار اور چالاک تھے کہ ابتداء
طلوع نیر نبوت سے غروب کے زمانے تک اپنے نفاق مین ایسے ہوشیار رہے کہ کبھی پیغمبر خدا پر اونکا
حال نہ کھلا اور آنحضرت کو اونکے نفاق پر اطلاع نہوئی نہ جبرئیل اونکی خبر لائے نہ خدا نے آنحضرت پر وحی
کی نعوذ باللہ من ذلک بعد اسکے خیال کرو کہ وہ منافقین کتنے تھے دو چار تھے یا ہزار دو ہزار پس اگر
ارتدت الصحابۃ کلہم الا ثلثۃ پر نظر کی تو یہی ارشاد ہوگا کہ سوا ہی تین چار کے باقی سب کے سب منافق
یا کافر تھے یا مرتد ہو گئے اور اگر یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا پر خیال گیا تو کہوگے کہ اگرچہ منافق بہت بھی
تھے مگر سچے اور پکے مؤمن بھی بارہ ہزار سے کم نتھے بلکہ منجملہ بارہ ہزار کے سو آدمیون کے نام بھی
بتلا دوگے مگر اوسوقت یہ سوچو کہ یہ بارہ ہزار منافقون پر غالب تھے یا منافق اونپر غالب تھے اگر یہ کہو کہ منافقون پر غالب تھے
تو تعجب ہے کہ باوجود غلبے کے پھر منافقونکو پیغمبر صاحب نے جیتے جی نکال دیا اور اونکو ذلیل وخوار نفرمایا اور پھر بعد
پیغمبر خدا کے اون منافقون کا کسی نے مقابلہ نکیا اور وصی حق امام مطلق کا دو تین کے سوا کسی نے ساتھ ندیا بلکہ خاص
بضعۂ رسول سیدۃ النسا تین چار رات برابر گھر گھر پیادہ پا دوڑین اور سارے مہاجرین و انصار سے مدد چاہی
عمامۂ رسول بھی دکھلایا جامۂ نبوی کو بھی پیش کیا حسنین سے معصوم بچون کے حال پر بھی رحم کی خواہش
کی اور خود بھی ایک دشمن کی لات کے صدمے سے مجروح ہوئین اور ایک معصوم بچا شکم مبارک ہی
مین شہید ہوا آور داماد رسول کو بھی منافق رسی گلے مین ڈال کر کھینچے لیچلے اور اودھر وہ خدا اور رسول
کا واسطہ دلاتے رہے آور اودھر سیدۂ پاک دروازے سے اس حال زار کو دیکھ دیکھ کر وا ابتاہ وا محمداہ چلاتی
رہین آور داد بیداد کا غل ملائکہ نے سنا اس ہنگامۂ قیامت کے دیکھنے کو سدرۃ المنتہی سے فرشتے دوڑے
اور اون منافقون نے کیا جو کچھ کیا اور اون معصومون پر گذرا جو کچھ گذرا اور پھر ایسی حالت مین کہ غیرونکو

۵۷ پارہ ۳۰ سورہ نصر رکوع ۱ ترجمہ پیٹھے اللہ کے دین مین فوج فوج موضح القرآن

کافر ہوجاویگا تو خدای پاک کے علم غیب سے بعید ہے کہ وہ پھر اپنی رضامندی بیان کرتا اور اونکے ایمان کے لیے لفظ لکھکر کہ اولئک ہم المومنون حقا کہ یہی لوگ جو مہاجرین و انصار ہین سچے مؤمن ہین تصدیق کرتا جو شخص خدا کی نسبت ایسا خیال کرے وہ کافر ہے نہ مسلمان۔

خیال کرنیکی بات ہے کہ خدا نے کبھی کسی منافق کی بھی تعریف کی کسی مرتد کی بھی ثنا و صفت کی کسی کافر کے کسی نیک کام کی ثنا و صفت کی آخر بہت سے کافر گذرے ہین کہ جو سخی تھے انصاف بھی کرتے تھے مگر صرف اسوجہ سے کہ کافر تھے اور کفر کی وجہ سے مستحق جہنم کے خدا نے ایک لفظ بھی اونکی تعریف مین نہ کہا اور اپنی رضامندی کو اونکے کسی فعل سے منسوب نکیا اس لیے کہ جب وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کافر ہین اور آخر کار دوزخ مین بھیجنا ہوگا تو رضامندی کا اظہار کرنا گویا تدلیس کرنا ہے اور دھوکہ دینا ہے نعوذ باللہ من ہذہ پس اگر صحابہ کے صرف ہجرت یا نصرت یا بیعت سے راضی ہوتا اور باقی اونکے سارے کاموں سے یا اکثر کاموں سے ناخوش یا اونکے کفر و نفاق کے سبب سے اونکو دوزخی کرنا ہوتا تو پھر یہ لمبی چوڑی تعریفین اونکی اور ایسے اعلی درجے کی ثنا و صفت اونکی کرنا کس غرض سے تھا کیا خدا نے بھی تقیہ کیا تھا یا معاذ اللہ ظاہر مین دل خوش کرنیکے لیے اور اپنا کام نکالنے کے لیے اونسے تدلیس فرماتا تھا یا اوس سے غلطی ہوگئی تھی کہ بے انجام سوچے ایسے فرقے کے جو آخر کو سب کے سب مرتد ہوگئے یا جیتے جی سب کے سب منافق تھے اونکی ثنا و صفت کی بیش از ین نیست کہ اگر خدا کو صاف کہنا منظور نہوتا تو یہ فرما دیتا کہ جن لوگون نے ہجرت کی ہے اور جنھون نے نصرت کی ہے یہ سب کے سب مومن اور اچھے نہین ہین اور سب سے مین راضی نہین ہون جو حقیقت مین مرتے دم تک ثابت قدم رہیگا اور جو خلافت علی اور فدک فاطمہ کو نہ چھینیگا یا جو کہ اون واقعات دردناک کے وقوع سے پہلے سبقت الی الموت کر جاویگا اونھین کی نسبت میری رضامندی ہے تاکہ کسیکو کچھ دھوکہ نہ رہتا نہ کہ بجاے اسکے اوس سارے فرقے اور کل گروہ کی ہجرت اور نصرت ہی کی تعریف کرے اور اونکی ہجرت اور نصرت ہی کو اونکے ایمان کی حجت کی دلیل لاوے پس ای مؤمنین ذرا آیات قرآنی پر غور کرو اور بالہ و ما علیہ و سکا سوچو اور تدلیس اور تقیہ اور بدا کو خدای پاک کی جناب مین نسبت نکرو معلوم نہین کہ تمنے اپنے ذہنون مین کسکو امام تصور کیا ہے کسکو پیغمبر جانا ہے کسکو خدا سمجھا ہے کہ کسیکی نسبت سچائی اور صفائی کا اعتقاد نہین کرتے سب کی بابت نمین دغل فصل بیان کرتے ہو جسطرح پر تم اپنے فرضی اماموں کی نسبت تقیہ کی تہمت کرتے ہو بعینہ ویسے ہی اپنے خدا کی شان مین تدلیس اور بدا کو منسوب کرتے ہو ورنہ ہمارے اماموں نے بھی ہمیشہ صاف صاف معاملہ رکھا ہمارے سچے اور ایک خدا کی بات بھی ہمیشہ ایک ہی ہے ۱۲

باوجود ایسی ارتداد صریح کے اور واجب القتل ہونے کے بعد پچیس برس کے جب حضرت علی خلیفہ ہوئے
تب پھر توبہ کرین اور حضرت علی کے شریک ہو جاوین اور تم اونکی توبہ کو قبول کرو اور اونکو با ایمان کہو اور اونکو
جنتی جانو کیا خوب عقیدے ہین آپکے اور کیا اچھی باتین ہین آپ کی جو آپ ہی کو زیبا ہین شعر

اى دہانت ز لب و لب ز دہان شیرین تر	خندہ شیرین و سخن گفتن از ان شیرین تر

یہ جو کچھ مینے لکھا اسکی لفظ لفظ کی شرح باب امامت مین ہوگی اور اس اجمال کی تفصیل ایسی کیجاویگی کہ کسی
شیعی کی زبان سے بجز بجا و درست کے کچھ اور نہ نکلے مگر اس مقام پر دو چار فقرے لکھتا ہون
تاکہ اسکا حال لوگون کو معلوم ہو جاوے۔

اعلموا ایہا الخلان ہداکم اللہ تعالی کہ شیعون نے اول یہ دعوی کیا کہ خلافت حق جناب امیر کا تھا اور
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو اپنی حیات مین اپنا خلیفہ کر دیا تھا مگر خلفاء ثلثہ نے اونکا حق
چھین لیا اور یکے بعد دیگرے خود خلیفہ بن بیٹھے اور خلافت کو اصول دین مین داخل کیا کہ اوسکا منکر گویا
توحید اور نبوت کا منکر ہی پس اس اصول سے یہ نتیجہ نکالا کہ خلفاء ثلثہ رضی اللہ تعالی عنہم کافر ہو گئے
ونعوذ باللہ منہ اور چونکہ ایک لاکھ آدمی سے زیادہ مسلمان بعد پیغمبر خدا کے تھے اور جنمین سے ہزارون
مہاجرین و انصار اور بیعت الرضوان والے تھے سبھون نے خلیفہ اول کی بیعت کی تو اونکی نسبت بھی ارتداد
کا حکم قایم کیا اور سبکو معاذ اللہ مرتد ٹھہرایا اور چونکہ اسکے لئے کسی امام کا قول چاہیے اس لیے اماموں کیطرف
منسوب کیا کہ ایمہ کرام نے فرمایا ہی کہ بعد وفات پیغمبر خدا کے سب اصحاب مرتد ہو گئے مگر تین اور حضرت
علی ایسے مجبور ہو گئے کہ وہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اگر چالیس آدمی جانباز میرے شریک ہوتے تو مین مقابلہ
کرتا جب سب اصحاب کے ارتداد کا دعوی کیا اوس وقت آیات کلام اللہ پر نظر کی تو دیکھا کہ وہ تو تمام مہاجرین
و انصار کی مدح و ثنا سے بھرا ہوا ہی اس لیے اوسمین تاویلات بعیدہ کرنا شروع کین مہاجرین کے یہ معنی
بنائے کہ مراد اوس سے شعب ابو طالب کی ہجرت کرنیوالے ہین یا حبشہ کے ہجرت کرنیوالے انصار کے
یہ معنی لیے کہ وہی ساٹھ یا ستر آدمی مراد ہین جو کہ اول اول مکہ معظمہ مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر
ہوے تھے اور سابقون کے یہ معنی بنائے کہ مراد اوس سے وہ لوگ ہین جو پیغمبر خدا کے سامنے ہی مر چکے
تھے جب یہ خیال کیا کہ آخر یہ سب تعریفین اصحاب کی جو خدا کی کتاب مین ہین انکا مصداق کسیکو کرنا چاہیے
تو جہانتک ہو سکا اون آیتونکو صرف شانمین علی مرتضی کے قرار دیا اور جو کچھ خلافت کا وعدہ خدا نے
اصحاب سے کیا تھا اوسکو امام مہدی آخر الزمان کے عہد پر ٹالا اور جو شوکت و نصرت اور غلبہ اسلام کا
خدا نے قرآن مجید مین بیان کیا تھا اور جسکا ظہور خلفاء ثلثہ کے ہاتھ سے ہوا تھا اوسکو امام صاحب کے ظہور پر

رحم آجاتا ہی دشمنونکے دل بھی نرم ہوجاتے ہین جس سے کچھ علاقہ نہین ہوتا وہ بھی مدد پر آمادہ ہوجاتا ہی مظلومکو
ظالم سے بچاتا ہی مگر ایسی مصیبت اور تکلیف کی حالت مین بھی باوجودیکہ بارہ ہزار سچے پکے مؤمن موجود تھے
جسمین سے نہ کوئی جبری تھا نہ قدری نہ کوئی دشمن علی تھا اور علاوہ اونکے تمام بنی ہاشم بھی جنکی
شجاعت ومردانگی کا رعب سارے عرب پر غالب تھا مسلح ہتھیار بند موجود تھے اور پھر باین قوت وشوکت
اور باین شجاعت وصولت کوئی بھی اون بارہ ہزار مین سے نہ بنی ہاشم مین سے ایک بھی حمایت کو
اوٹھا اور نہ کسی نے وصی رسول کی مدد کی اور نہ کسی نے بضعۂ نبوی کی اعانت کی سب کے سب بیٹھے بیٹھے تماشا
دیکھا کیے اور اون منافقونکو جنکے نہ دلمین ایمان تھا نہ بدنمین قوت تھی نہ جنکی قریش مین کچھ عزت تھی نہ جنکو
کسی قسم کی فضیلت تھی ہمیشہ پیغمبر خدا سے نفاق کرتے رہے آنحضرت کے مارنے کی تدبیرین سوچتے رہے
نہ کسی لڑائی مین کبھی تلوار نکالی بلکہ اپنی عمر بھر مین ایک پشّے کا خون بھی نہین بہایا مارنا کیسا ساری لڑائیون
مین سے وقت پر فرار ہی اختیار کیا پس ایسے لوگونسے اون بارہ ہزار آدمیون کا ڈرنا اور بنی ہاشم کا بھی
چون وچرا نکرنا دو حال سے خالی نہین یا آنکہ وہ بھی منافق تھے اور دشمن اہل بیت گو خود غاصب اور ظالم
نہون لیکن غاصبون اور ظالمون کے معین ہونے مین تو کچھ کلام ہی نہین اور جب وہ بھی منافق ٹھہرے
تو پھر ایمان والے تین کے تین ہی رہ گئے اور یا آنکہ جتنی باتین ہمنے تمھاری طرف سے نقل کین اسمین سے کوئی ثابت
نہین ہوئی نہ کسی نے کسی کا حق غصب کیا نہ کسی نے کسی پر ظلم کیا بلکہ حق بحق دار دیکھکر کسی نے مخالفت
کسی کی نہ کی اور سب کے سب مہاجرین وانصار مؤمن اور مخلص تھے۔

پس اے حضرات شیعہ سوای ان صورتون کے اور کوئی دوسری صورت ہی نہین تھی جس سے حفاظت
ہوسکے یا تو سب مہاجرین وانصار کو کافر کہو منافق جانو اور یا سب کو مؤمن اور مخلص کہو وانی لہم
ذالک مگر کبھی یہ کہنا کہ سب منافق تھے اور کبھی یہ فرمانا کہ بارہ ہزار با ایمان صحابی تھے اور کبھی یہ ارشاد
کرنا کہ پیغمبر خدا کے مرتے ہی سب مرتد ہوگئے اور کبھی یہ کہنا کہ بعد خلیفہ سوم کے پھر لوگ تائب ہوگئے
تھے اور پھر رجوع ایمان کیطرف لے آئے تھے اور مثل اسکے ہر موقع اور ہر مقام پر رنگ بدلنا اور
بات بات مین دورنگی کرنا عقل کے بھی خلاف ہی اور ایمان کے بھی اور حیا کے بھی مخالف ہی اور انصاف
کے بھی کیا وہ لوگ جنھون نے ساری عمر تو پیغمبر خدا کی صحبت پائی اور تمام زندگی مین اپنی حضرت کی
نصیحت سنی اور غزوون مین حضرت کے شریک رہے اور جہادون مین مارنے مرنے پر مستعد
رہے وہ سب کے سب پیغمبر خدا کے وفات فرماتے ہی مرتد ہوجاوین اور اگر کچھ لوگ رہ جاوین تو وہ
خاندان نبوی پر ایسا ظلم صریح ہوتا ہوا دیکھکر نہ زبان کو منہ سے نہ ہاتھ کو آستین سے نکالین اور پھر

کہ یہ جو امام نے فرمایا ہی کہ سب اصحاب سوای تین کے مرتد ہو گئے اسکے یہ معنی نہین ہین کہ سب کافر ہو گئے
بلکہ تین فریق ہو گئے تھے ایک فریق تو صاف مرتد ہو گئے یعنی دین سے پھر گئے اور بعضے ضروریات اسلام کے منکر ہوے
اونکے ارتداد کا نام ارتداد دینی رکھا گیا اور دوسرا فریق اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ کا تارک ہوا یعنی جو
افعال حسنہ اور اعمال صالحہ اور خصوص محبت ساتھ اہل بیت کے پیغمبر صاحب کے زمانے مین رکھتے تھے
اوسے چھوڑ دیا اور نصرت اور اعانت ذریت حضرت سید المرسلین کی نہ کی اور اوسکے ترک مین مداہنت کی
اس ارتداد کا نام ارتداد خلقی رکھا گیا اور تیسرا فریق وہ قرار دیا گیا جسنے حقوق اہل بیت کو غصب کیا اور
علی مرتضی کا اور فاطمۂ زہرا کا حق چھین لیا اور عترت نبوی کو ستایا اسکا نام ارتداد ایمانی رکھا یعنی ایمان کو
چھوڑ دیا گو ظاہر مین اسلام کا نام اونپر باقی رہا بس اس حکیمانہ تقریر سے دونون مختلف حدیثون بارہ ہزار والی اور تین والی
کو تطبیق دیا کہ جس حدیث مین ارتداد کل صحابہ کا ذکر ہی اوس سے ارتداد دینی اور ارتداد ایمانی مراد ہی اور جس روایت
مین بارہ ہزار اصحاب کا ذکر ہی وہ اوس زمرے مین داخل نہین ہین جن پر ارتداد دینی کا اطلاق ہی —

بعد اُسکے جب یہ خیال کیا کہ منجملہ ان تین فریق کے دو فریق تو حقیقت مین دین و ایمان سے محروم ہوے
ایک فریق رہ گیا جنکے ارتداد کا نام ارتداد خلقی رکھا گیا اونپر بھی یہ اعتراض ہوتا ہی کہ اونھون نے کیون علی مرتضی
کی اعانت نہ کی اور اس جم غفیر نے محبت اہل بیت کی کیون چھوڑ دی اور ایسے ظلم صریح کو دیکھکر معاندین کا
مقابلہ نکیا تب اکثر نے اسکا اقرار کیا کہ حقیقت مین کوئی سچا اور کامل ایمان فی الاثر نہ تھا اور جب حضرت علی
سے چند شخصون نے اعانت کا وعدہ کیا اور جناب امیر نے اونکا امتحان لیا تو وہ بھی امتحان مین پورے
نہ اوترے اس لیے حقیقت مین ترک اعانت اہل بیت سے وہ بھی مرتد ہو گئے اور صرف دو تین شخص
رفیق رہ گئے مقداد سلمان ابو ذر اور بعضون نے انکو بھی اوڑا دیا اور سچا دوست ایک مقداد ہی کو قرار دیا
جبکہ پھر خیال کیا کہ آخر بعد تین خلیفون کے اصحاب نبوی نے حضرت علی سے بیعت کی تو اگر وہ اونسے مخالف
ہوتے تو کیون چوتھی دفعہ اونکو خلیفہ کرتے کیا کوئی چوتھا آدمی باقی نرہا تھا تب یہ مضمون تراشا کہ یہ لوگ
اول وہلہ مین مرتد ہو گئے تھے مگر بعد اندک مدت کے بہ بدرقۂ عنایت ایزدی حق کیطرف رجوع لائے
اور اونھون نے توبہ کی اور ہدایت پائی اور اپنے حق اور راہ راست پر ثابت قدم ہو گئے لیکن یہ روایتین
اور حدیثین کتب شیعہ مین ایسی ایک دوسرے سے مخالف ہین کہ کسی کی تصدیق کرنی موافق اصول شیعہ کے
محالات سے ہی اس لیے کہ بڑے بڑے فقہا اور مجتہدین اونکے اسی بات کے معتقد رہے کہ جس کسی نے
نص نبوی کو سنا اور پھر منکر خلافت ہوا وہ اسلام سے بھی خارج اور واجب القتل ہو گیا بہرحال گو شیعی کیسے
بہت سی باتین بنائین اور دس یا پنجہزار کو اصحاب نبوی مین شمار کیا مگر بفحوای ولا یصلح العطار ما افسدہ الدہر

۵۷ نہین درست کرتا ہی عطار اوس چیز کو کہ بگاڑ دیا اوس چیز کو زمانہ نے

ملتوی کیا باقی وہ آیتین رہ گئین ہین جنکا مصداق سوای اصحاب نبوی کے اور کوئی نہو سکا تب یہ
اقرار کیا کہ مراد اس سے وہ اصحاب ہین جو ایمان پر ثابت قدم تھے اور جنکے اعمال بھی اچھے تھے اور
بہت سی آیتونکو جسمین کثرت اصحاب اور غلبہ اہل اسلام کا ذکر ہی دیکھکر کوئی چارہ سوای اسکے نپایا کہ تین کو
چھوڑ رئے اور دو چار ہزار اصحابکی خوبیونکا اقرار کیجیے چنانچہ یہ سمجھکر اور اہل سنت کی دار و گیر سے تنگ ہوکر
اور کچھ خدا سے شرماکر آخر شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے کتاب خصال مین یہ اقرار کیا کہ پیغمبر خدا کے
بارہ ہزار اصحاب تھے جسمین سے آٹھ ہزار مدینے کے اور دو ہزار غیر مدینے کے اور دو ہزار اور آزاد
اور رہا کیے ہوے جسمین کوئی قدری تھا کہ جبر کا قائل ہونکوئی معتزلی تھا نکوئی صاحب الرای تھا
بلکہ سب کے سب نہایت نیک اور پاک تھے رات دن خدا کے خوف مین رویا کرتے اور خدا سے دعا کرتے
کہ الٰہی قبل اسکے کہ ہم روٹی میدے کی کھاوین ہماری روح قبض کر لینا لیکن اسمین بھی کیا ہوشیاری
کی کہ بوجہ خلفا ثلثہ کے ملنے والونکا کچھ ذکر نکیا کہ وہانکے بھی کچھ لوگ مسلمان تھے یا نہین گویا باوجود
اس کثرت کے بھی اون بچارونکو خارج ہی رکھا خیر بہر حال جب کسی سنی نے اعتراض کیا کہ عجب مذہب
ہی تمھارا کہ اصحاب نبوی کو جنکی تعریف سے قرآن بھرا ہوا ہی کافر اور مرتد کہتے ہو تو جواب مین وہی روایت
پیش کر دی کہ ہم بارہ ہزار اصحاب کو با ایمان جانتے ہین اور ساری آیتون اور احادیث اور اقوال
کے مصداق کے لیے اون بارہ ہزار کے ایمان کا اقرار کیا اور بعضون نے یہ خیال کر کے کہ اگر کوئی نام اونکے
پوچھ بیٹھے تو کیا جواب دینگے ایک فہرست بھی طیار کی جسمین سو اصحاب کے نام لکھے مگر خدا کے فضل سے
وہ فہرست بھی ایسی ہی کہ جسکے دیکھنے سے ہنسی آتی ہی بعضے تو وہ لوگ ہین جو قبل ہجرت کے مر چکے تھے اور
بعضے وہ لوگ ہین جو ہجرت کے وقت کافر تھے اور بعضے وہ لوگ ہین جو جنگ بدر مین کافر ہونے کے
سبب سے پکڑے آئے تھے اور اونسے فدیہ لیکر اونکو چھوڑا تھا اور بعضے ایسے ہین جو پیغمبر صاحب کی
وفات کیوقت شاید نابالغ ہونگے اور بعضے وہ ہین جنکو حضرت علی نے ذلیل و خوار فرمایا ہی یا خائن
اور بد دیانت کہا ہی خیر بہر حال دکھلانے کیواسطے تو نام کی فہرست طیار کی الا باقیونکی نسبت کہا
کہ شیخ اعظم محمد بن علی بن حسن بن بابویہ قمی نے اسماء الرجال کی کتابین طیار کین ہین اونمین بہت اصحاب
کے نام ہین مگر افسوس ہی کہ ناصبیون نے جلا دین اور اب اونکا پتہ نہین چلتا۔

غرضکہ اب دو دعوے جو ایک دوسرے سے مخالف تھے حضرات نے کیے کہ ایک دعوی تو یہ کیا
کہ سب اصحاب مرتد ہو گئے اور دوسرا دعوی یہ کیا کہ بارہ ہزار اصحاب نہایت نیک اور پاک تھے اور دونون
متناقض روایتون پر جب اہل سنت نے اعتراض کیا تو اب حدیث ارتدت الصحابۃ کلہم الا ثلثۃ کے معنی بنا

اونھون نے بیعت خلفاء ثلثہ کی کر لی تو اونکی بیعت سے ثبوت خلافت کا ہوگیا اور جب ثبوت خلافت ہوگیا
تو مذہب تشیع باطل ہوا اس لیے یہ مضمون تراشا گیا کہ حضرت علی نے خوشی سے بیعت نہین کی بلکہ جب یہ کیفیت ہوئی کہ

ابیات

بدست عمر بود یک ریسمان ۔۔۔ دگر در کف خالد پہلوان
فگندند در گردن شیر نر ۔۔۔ کشیدند او را بر بوبکر

اور کشان کشان ابوبکر کے پاس لائے اور باوجودیکہ راہ مین بہت سے معجزات دکھائے گئے اور پیغمبر خدا
علیہ التحیۃ والثنا نے قبر مبارک سے ہاتھ بھی نکال دیا اور ہاتف غیبی نے مرثیہ بھی پڑھا اور کسی نے کچھ نہ سنا تب
بمجبوری حضرت علی نے بیعت کی جب مجبوری کی لفظ کو شان مین علی مرتضی کے نقص و عیب خیال کیا کہ باوجودیکہ
وہ خدا کے شیر تھے اور شجاعت اور مردانگی مین نظیر نہ رکھتے تھے اونکا مجبور ہونا کیسا تب دوسرا مضمون
تراشا گیا کہ پیغمبر خدا اونکو وصیت کر گئے تھے کہ تم خلفاء ثلثہ سے مقابلہ اور مقاتلہ نکرنا اس لیے حضرت نے
مقابلہ نکیا ورنہ اگر پیغمبر خدا کی وصیت نہوتی تو پھر لوگ تماشا دیکھتے اور ذو الفقار علی کے جوہر نکلتے مجبوری
تھی کہ پیغمبر خدا کی وصیت کے خلاف علی مرتضی کچھ مقابلہ نہ کر سکتے تھے جب یہ اندیشہ ہوا کہ لوگ کہین گے
کہ پیغمبر خدا نے ایسی وصیت کیون کی تھی جسکے اوپر عمل کرنے سے دین ہی غارت ہوا اور خاندان نبوی
تہ و بالا ہوگیا اور کفار منصب خلافت کے غاصب ہوگئے تو اوسکے لیے ایک حدیث بنائی کہ جسکا
یہ مضمون ہے کہ اللہ جل شانہ نے خاص جبرئیل کی معرفت اپنا نامہ علی مرتضی کے لیے بھیجا اور حضرت جبرئیل
نے سبکو ہٹا کر رسول اور وصی کو وہ نامہ دیا اور قبل دینے کے بہت سے عہد لیے اور قسمین لین جبکہ حضرت
جبرئیل کو اطمینان ہوگیا کہ ضرور اسپر عمل ہوگا تب چپکے سے وہ نامہ خدا کا دیا اوسمین لکھا تھا کہ تم
خلفاء ثلثہ کے مقابلے مین تلوار نہ لینا اس لیے حضرت علی نے مقابلہ نکیا اور جب یہ خیال ہوا کہ حضرت
علی نے امیر شام کے مقابلے مین کیون تلوار لی اور ہزارون آدمیون کو قتل کیا تب اوس نامے
مین یہ مضمون اور بڑھا دیا کہ امیر شام اور خوارج کے مقابلے مین تلوار لینا اور خوب گردنین اونکی اوڑانا
سبحان اللہ کیسا نامہ تھا اور کیا مضمون تھا کہ ایک فریق سے مقابلے کا حکم دوسرے سے
سکوت و خاموشی کی وصیت اختیار تھا کہ جو چاہتے وہ اوس نامے مین اور بڑھا دیتے شعر

این سخن را چون تو مبدا بودہ ۔۔۔ گر بیفزاید تو آن افزودہ

بہر حال جب کسی نے یہ پوچھا کہ خدا نے ایسی وصیت جسکا مضمون مختلف ہے کیون کی اوسکا یہ جواب
دیا کہ خدا کی حکمت خدا ہی جانے بندے کی کیا قدرت ہے جو اوسکے اسرار اور حکمتون سے واقف ہو ایمان والونکا

جو سلسلہ ایمان کا اونکے بزرگون نے توڑا تھا وہ پھر نہ جڑ سکا اور ابتک اس بات کا کسی شیعہ سے جواب
نہوا کہ جو لوگ غصب کرنیوالے حقوق اہل بیت کے تھے وہ تو صرف تین ہی آدمی تھے باقی جو ہونگے وہ اونکے معین
اور مددگار ہونگے تو اگر اونکے معین و مددگار بہت نہوتے تو وہ کیون حق اہل بیت غصب کرنے پاتے
اور اگر بہت تھے تو کچھ بھی اونکے مخالف تھے یا نہین اگر کچھ لوگ بھی مخالف نہ تھے تو وہی ارتدت الصحابۃ کلھم
کا مضمون صادق آیا اور اگر دس پانچ ہزار آدمی اونسے مخالف تھے تو پھر اونھون نے تلوار کا تلوار سے زبان کا
زبان سے لشکر کا لشکر سے بمقتضای اَلسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ مقابلہ کیون نکیا پس معلوم ہوا کہ
مخالفین اون خلفاء جور کے بہت ہی کم تھے اس لیے بعض روایات مین آیا ہی کہ علی مرتضی فرماتے ہین کہ
بعد پیغمبر خدا کے سبھون نے وصیت نبوی کو بھلا دیا اور ایمان کو چھوڑ دیا کوئی بھی مجھے ایسا نظر نہ آیا جسکے بھروسے
پر مین مخالفین کا مقابلہ کرتا تو اس صورت مین وہ دعوی کہ بارہ ہزار اصحاب ایسے تھے جو رات دن روتے
تھے باطل ہوا اس لیے کہ اگر دو چار ہزار بھی اونمین سے اوسوقت تک زندہ ہوتے تو وہ کچھ مدد کرتے
یا نکرتے شاید اونکو رونے سے فرصت نہ ملی ہوگی اور گوشہ عبادت سے نکلنا مناسب نہ تصور کیا
ہوگا مگر وہ وقت جبکہ فاطمہ زہرا روتی پھرتی تھین اور گھر گھر علی مرتضی کے ساتھ مدد مانگتی پھرتی
تھین وہ وقت رونے کا اور گوشہ نشینی کا تھا یا کہ تلوار ہاتھ مین لیکر غاصبین کے مارنے کا اور ذریت
نبوی کو ظلم و ستم سے بچانے کا اور اگر کہا جاوے کہ اونھون نے پیچھے توبہ کر لی اور علی مرتضی کا ساتھ
دیا کہ آخر اونھین مین سے ہزارون آدمی جنگ صفین مین مارے گئے اور ہزارون آدمی معاویہ
اور شام کے مقابلے مین علی مرتضی کیطرف سے قتل ہوے تو اونکی توبہ پر کیا بھروسہ ہو سکتا ہی اس لیے
کہ جب اصل وقت پر اونھون نے دغا دی اور بضعۂ نبوی کو ظلم و ستم سے نہ بچایا اور پچیس برس تک خلفاء
جور کی بیعت کرتے رہے تو اونکے ایمان پر کیا اطمینان ہو سکتا ہی اور سوای اسکے کہ یا اونکو ارتداد
کی حالت پر رہنے دیا جاوے یا اونکے ارتداد کا نام ہی نہ لیا جاوے اونکی نسبت اول ایمان کی
نسبت کرنا پھر پچیس برس مرتد بنانا پھر توبہ کرکے ایمان کا اونپر اطلاق کرنا اور طلاق رجعی کیطرح
نکال دینا اور داخل کر لینا دین کو بازیچۂ طفلان بنانا ہی ۔
غرضکہ اصحاب نبوی تو اس حیص بیص مین پڑ گئے اور ابتک پڑے ہوے ہین کوئی سبکو کافر بناتا ہی
دو تین کو پکا ایمان والا کہتا ہی کوئی بارہ ہزار کو با ایمان کہکر اپنی دینداری ظاہر کرتا ہی مگر ہر چند
باتین بناتے ہین کوئی بات نہین بنتی خیر اصحاب نبوی کو چھوڑو اب خاص علی مرتضی کرم اللہ
تعالی وجہہ کیطرف خیال کرو کہ جناب امیر کی نسبت کیا فرماتے ہین قبلہ اونکا بھی وہی حال ہی کہ جب

۵۷ پارہ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۱ ترجمہ دانت کے بدلے دانت اور زخمون کا بدلا برابر ۱۲ موضح

یہ حال تو ائمہ کا ہوا اب باقی کیفیت خلفا اور اصحاب کی سنیئے کہ بعضون نے تو اونکے اعمال حسنہ سے بھی انکار کیا اور کہا کہ کوئی نیک عمل کبھی اونسے صادر ہی نہوا اور بعضون نے جب اس امر کو متواترات کا انکار خیال کیا تو اقرار کیا کہ بیشک وہ ظاہری اعمال کے بڑے پابند تھے اور روزہ نماز وغیرہ کے کامل مقید تھے اور چال چلن اونکے ظاہر مین بہت ہی اچھے تھے مگر تاکہ اس سے اونکی فضیلت ثابت نہو اور مستحق ثواب نٹھہرین مسئلہ طینت کا ایجاد کیا یعنی ائمہ کیطرف منسوب کردیا کہ حدیث مین آیا ہی کہ امام باقر علیہ السّلام فرماتے ہین کہ حق تعالی سبحانہ نے ایک پاک زمین پر سات دن تک شیرین پانی جاری کیا پھر ہمارے خمیر کو اوس سے جدا کیا اور اوسکی تلچھٹ سے شیعونکی مٹی بنائی اور پھر ایک دوسری ملعون زمین مین شور پانی اوسی طرح جاری کیا اور اوس سے ہمارے دشمنون کا خمیر بنایا پس اگر وہ سب الگ رہتے تو کبھی کسی شیعہ سے گناہ نہوتا اور سب شیعی ہماری ہی طرح معصوم ہوتے اور کسی سنی ناصبی ہمارے مخالف سے کوئی نیک کام نہوتا سب ظاہری کافر رہتے مگر خدا نے دونون مٹیونکو خلط ملط کردیا اور کچھ پاک مٹی ناپاک مٹی مین مل گئی اس لیے جو شیعی گناہ کرتے ہین وہ اثر سنیون اور ناصبیونکی ناپاک مٹی کا ہی اور جو ناصبی اعمال صالحہ کرتے ہین وہ اثر اوس پاک مٹی کا ہی مگر جب قیامت کا دن ہوگا اور خدا اپنا عدل ظاہر کریگا تو جسکی مٹی سے جو عمل ہوا ہی وہ اوسکو دیگا شیعون کے گناہ ناصبیون کے سر پر پڑینگے کیونکہ اونھین کمبختونکی مٹی کے اثر سے ہوے تھے اور ناصبیون کے نیک کام سب شیعونکو ملجاوینگے اس لیے کہ اونھین کی پاک مٹی کے تاثیر سے ہوے تھے راوی کہتا ہی کہ جب مینے امام سے یہ سنا تو کہا کہ مین قربان ہون آپکے یا حضرت سنیون کے نیک کام سب ہمکو ملجاوینگے اور ہمارے گناہ سب اونکے سر پڑینگے امام نے فرمایا خدا کی قسم ہی ضرور بالضرور ایسا ہی ہوگا راوی کہتا ہی کہ مینے امام سے پوچھا کہ یا حضرت قرآن مجید مین بھی کچھ اسکا ذکر ہی امام نے فرمایا واہ وہ بھی کوئی بات ہی جو قرآن مین نہو دیکھو اس آیت کو کہ اللہ جلّ شانہ فرماتا ہی أُولَـٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ط کہ خدا بدل دیگا اونکے گناہونکو نیکیون سے اوسکا یہی مطلب ہی غرضکہ اس مسئلہ طینت کی بدولت اصحاب نبوی اور تمام سنیون کے جو قیامت تک ہونگے سارے اعمال حسنہ شیعیان علی کے حصے مین آگئے اور اونکی ہجرت اور نصرت اور جہاد وغیرہ جسکی جابجا خدا نے قرآن مجید مین تعریف کی ہی وہ گھر بیٹھے شیعونکو مل گئے اور وہ بیچارے باوجود ان محنتون اور کوششون کے محروم اور بےنصیب رہے نعوذ باللہ من ہفواتہم پس جو اہل سنت اصحاب نبوی کے اعمال پر بہت ناز کرتے تھے اور اونکی ہجرت و نصرت کو بار بار اونکی فضیلت مین بیان کرتے تھے اونکا تو منہ مسئلہ طینت سے بند کیا گیا اب باقی رہی ایک اور بات

ف
پارہ ۱۹ سورہ فرقان کا رکوع ۴
ترجمہ
اونکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بھلائیان
موضح

کام ہے بے چون وچرا اوسکی باتین مان لینا نہ کہ اوسکی حقیقت اور سبب کا پوچھنا اور اسکے واسطے ہزارون
آیات اور لاکھون احادیث کی سند موجود ہے۔

خیر بہرحال اس نامے کی بدولت شجاعت بھی حضرت امیر کی قایم رہی اور بیعت کا عذر بھی معقول ہو گیا اور
خلافت بھی خلفاء ثلثہ کی حق ہونے پائی اور جب کسی سنی جاہل نے اعتراض کیا کہ علی مرتضی نے بیعت
کیون اختیار کی تمھارے نزدیک تو خلفاء ثلثہ معاذ اللہ مرتد تھے اور بیعت تو فاسق کی بھی حرام ہے
اردو کے مرثیہ پڑھنے والے بھی جانتے ہین کہ اسی واسطے حضرت امام حسین نے یزید کی بیعت نہ کی اور
جب اوسنے بیعت کرنیکے لیے لکھا تب آپنے انکار کیا اور فرمایا شعر

سب جانتے ہین بیعت فاسق حرام ہے ۔۔۔ اوسکا نہین پیام اجل کا پیام ہے

تو باوجودیکہ خود امام شہید ہوے اور سارا خاندان بھی کا پایا سا شہید ہوا مگر چونکہ یزید فاسق تھا
حضرت نے اوسکی بیعت نہ کی تو اگر خلفاء ثلثہ بھی فاسق ہوتے چہ جاے مرتد ہونے اور کافر ہونیکے تو اسد اللہ
الغالب علی بن ابی طالب کسطرح بیعت کرتے تو اوس سے کہدیا کہ تم جاہل ہو نہین جانتے حضرت
علی کے لیے خاص ایک نامہ خدا کا آیا تھا اوسمین نہایت تاکید کے ساتھ صبر کی اور عدم مقابلے کی
وصیت تھی اور جب کسی نے کہا کہ امام حسین نے کیون اوسپر عمل نکیا تب کہدیا کہ اونکے لیے دوسرا
صحیفہ تھا اونکو بھی حکم تھا کہ تم بیعت نکرنا شہید ہو جانا تم سنی خارجی دشمن اہلبیت ہو تم ائمہ کے حال سے
کیا واقف ہو یہ راز کی باتین ہین انبیا اور ملائکہ تو اسکے متحمل ہی نہین ہو یہ خاص حصہ کوفیون اور شیعون کا ہے
ہر امام کے لیے خدا نے جدا صحیفہ بھیجا تھا اور سب باتین جو اونکو کرنی چاہیین وہ اوسمین لکھی
ہوئی ہین بس ہر امام کا اوسپر عمل تھا ہمارے کیا امام تمھارے سے خلیفہ تھے کہ جنکو سوای خدا کے
دوسرے سے کچھ پوچھنے کی حاجت ہوتی سب علم ماکان وما یکون اونکو حاصل تھا بلا واسطہ جبرئیل کے
خدا سے وہ باتین کیا کرتے تھے اور سارے کام اور تمام افعال اونکے خدا کی اجازت سے اوسکی
مرضی کے موافق ہوتے تھے پس جسطرح حضرت آدم سے لیکر خاتم النبیین تک سب اولو العزم
پیغمبرون کے جدا جدا صحیفے اور علحدہ علحدہ کتابین خدا نے بھیجین اسیطرح ہر سب ائمہ کو جدا جدا
صحیفے بھیجے اسواسطے اونکا عمل ایک دوسرے کے موافق نتھا اگر ائمہ کے اختلاف عمل پر تمکو شبہہ ہو تو
جو اختلاف پیغمبرونکی شریعتون مین ہوا اوسپر بھی شبہہ کرو بہرحال اس امر مین حضرات شیعہ بڑے موحد
اور صابر اور متوکل علی اللہ بن گئے بے چون وچرا سارے افعال ائمہ کو محمول اونکے صحائف آسمانی پر کردیا
اور اپنی دوستی پر ساتھ اہل بیت کے اسی کو شاہد کیا۔

ایسی بات پیدا کرنی چاہیے کہ باوجود اس موافقت ظاہری کے ائمہ کرام کی مخالفت صحابہ سے قایم رہے اور مذہب تشیع کی جڑ مضبوط ہوجاوے تب ایک نہایت ہی سچا اوصاف اور عمدہ دل چسپ اصول قایم کیا یعنی ظاہر کا باطن سے مخالف ہونا اور جھوٹھ بولنا مگر چونکہ یہ لفظ نہایت ثقیل اور مکروہ تھا اگر اوسی کو عقیدے مین داخل کرتے تو جو سنتا وہ اوس لفظ کے سنتے ہی نفرت کرتا اس لیے اوسکی حقیقت کو ایک خوبصورت اور خوشنما لفظ کے پردے مین ظاہر کیا اور جھوٹھ بولنے اور ظاہر کے باطن سے مخالف ہونے کا نام تقیۃ رکھا اور اسی کو سارے سوالون کا جواب اور کل شبہات و شکوک کا حلّال ٹھہرایا مگر افسوس ہی کہ یہ نہ خیال کیا کہ صورت اصلی لباس سے بدل نہین سکتی اور حقیقت کسی شی کی الفاظ کے تبدیل کرنے سے اور کی اور نہین ہوسکتی جھوٹھ کا کچھ ہی نام کیون نہ رکھو جب اوسکے معنی کہوگے اوسکی برائی ظاہر ہوجاویگی خواہ نام اوسکا تقیہ رکھو خواہ اوسے اصول دین مین داخل کرو شعر

بہر رنگی کہ خواہی جامہ می پوش	کہ من آن جلوۂ قدمی شناسم

اب غرضکہ تقیّے کو اصول دین مین سے قایم کرنے کے لیے سند کسی امام کی چاہیے اس لیے کہ حضرات امامیہ اہل سنت تو نہین ہین کہ جو قیاس و استحسان کو دین مین دخل دین خدا کے فضل سے اونکے سارے عقیدے اور کل اصول ائمۂ کرام کے فرماے ہوے ہین اور اونکی احادیث کی کتابین ناصبیونکی طرح بے اعتبار تو نہین ہین کہ جو جس زید و عمر نے جاہا احادیث نبوی کی تصحیح کردی اور اونکا نام صحیح اور سنن رکھا بلکہ حضرات امامیہ کے محدثین نے جو کتاب حدیث کی لکھی اوسکو لفظ بلفظ ائمہ کو سنا دیا اور جب اونکے حضور سے اوسکی صحت ہوگئی بلکہ جب ائمۂ کرام سے دستخط مہر کرالی تب اوسکو جاری کیا تاکہ عمل لوگونکا ٹھیک ٹھیک اماموں کا سا ہو پس اسواسطے تقیّے کی تعریف مین امامون کیطرف سے حدیثین بنانا شروع کین اور نہ صرف اوسکے جواز پر قناعت کی بلکہ اوسکے وجوب اور اوسکی فضیلت مین ایسی حدیثین قایم کین کہ روزہ و نماز کے ثواب بھی تقیے کے ثواب کے مقابلے مین نیست و نابود ہوگئے حقیقت مین تقیے کو ایک عمدہ اصول دین کا ٹھہرایا اور (التقیۃ دینی و دین آبائی) کی حدیث ائمہ کی زبان سے نقل کرکے تقیے کے منکر کو کافر بنایا یہانتک کہ صاحب نواقض الروافض نے غلطی سے لکھا کہ شیعی کہتے ہین کہ ابوبکر صدیقؓ تقیے کے سبب سے اسلام لائے تھے تو قاضی نوراللہ شوستری مصائب النواصب مین نہایت خفا ہوکر کہتے ہین کہ یہ ناصبی جھوٹا ہی کوئی شیعہ یہ بات نہین کہہ سکتا اس لیے کہ تقیۃ ابرار اور پاک لوگونکا دین ہی کیونکر ممکن ہی کہ ابوبکر صدیق تقیۃ کرتے اور پاک اور ابرار و نمین داخل ہوتے غرضکہ تقیہ ابرارون اور امامون کا دین ٹھہرایا گیا اور تقیے کے صدقے مین سنیون کی دار و گیر سے کامل طرح پر نجات پائی سارے اعتراضات ناصبیون کے اور کل دلیلین اونکی خاک مین مل گئین بڑی بڑی فضیلت کی حدیثین امامونکی زبان سے شیعونکی کتابون سے

کہ خدا نے جا بجا قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ جو منافق ہین وہ ذلیل و خوار ہونگے اور قتل کیے جاوینگے
اور مارے جاوینگے اور اصحاب نبوی باوجودیکہ منافق تھے ونعوذ باللہ من ذالک خلیفہ ہوے اور اونکی
عزت و شوکت زیادہ ہوئی تو یہ وعدہ خدا کا پورا نہوا پس یا خدا کو جھوٹا کہنا لازم آتا تھا یا اصحاب
کے نفاق سے انکار کرنا پڑتا تھا اس لیے بمقتضاے مصرع | ہم لعل بدست آید و ہم یار نرنجد |
خدا کا کلام بھی سچا ہوا اور اصحاب نبوی کا نفاق بھی قایم رہے مسئلہ رجعت کا بنا یا گیا۔
مسئلہ رجعت کا یہ ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہونگے تب پیغمبر صاحب زندہ ہونگے اور سارے
اچھے اور پاک نیک لوگ زندہ ہونگے اور حضرت خاتون جنت زندہ ہونگی حضرت علی زندہ ہونگے
اوسوقت خلفاء ثلثہ قبرون سے نکالے جاوینگے اور اونپر مقدمہ دائر ہوگا ایکطرف سے حضرت علی اپنا
دعوی پیش کرینگے کہ میری خلافت غصب کی دوسری جانب سے حضرت فاطمہ مدعی ہونگی
کہ مجھے مجروح کیا محسن کو شہید کیا باغ فدک کو چھینا غرضکہ بعد ثبوت کامل یہ حکم ہوگا کہ یہ لوگ درخت سے
لٹکائے جاوین اور اونکو پھانسی دیجاوے اور کیا کہا جاوے ایسی خرافات و اہیات باتین
ان مردودون نے لکھی ہین کہ جنکے دیکھنے سے مسلمان کے بدن پر لرزہ ہوتا ہے غرضکہ اونکے
نزدیک اوسوقت خدا کا وعدہ پورا ہوگا اور تب اونکی ذلت کامل ہوکر لوگون پر اونکے نفاق کا حال
کھلیگا اور پھر اس مسئلہ رجعت کی نسبت لکھتے ہین کہ یہ فرقہ حقہ اثنا عشریہ کے عقائد خاص سے ہے اور سب
فرقے اس پاک اور نیک عقیدے سے بے نصیب ہین۔
علاوہ ان سب باتون کے ایک بہت بڑی مصیبت اس مذہب پر یہ تھی کہ جناب امیر سے لیکر گیارھوین
امام تک سب کے سب ظاہر مین اوسی روش پر تھے اور رہے جو کہ صحابہ کرام کی تھی اور ہمیشہ اونکے محامد
و اوصاف بیان کیا کیے اور جب کسی نے پوچھا تب اونکی تعریفونمین نہایت ہی مبالغہ کیا بلکہ خود جناب امیر
برابر نمازونمین اونکی شریک رہے اور لڑائیون اور جہادون مین اونکو مشورہ دیتے رہے نہ اوسی
زمانے مین جبکہ خلفاء ثلثہ مسند خلافت پر تھے بلکہ اونکے پیچھے بھی اونکے ثنا خوان رہے اور اپنے عہد
خلافت مین بھی اونھین کے وصف و ثنا کرتے رہے اور مذہب شیخین کو کچھ بھی تبدیل نکیا یہانتک کہ جو باغ
فدک اونھون نے لے لیا تھا اوسکو بھی اوسی حال پر رکھا اور اپنے زمانہ حکومت مین بھی حسنین کو اونکا
حق ندیا اور امیر شام کو برابر یہ لکھا کیے کہ خلافت منحصر ہے شورے پر مہاجرین و انصار کے اور مثل
اوسکے ہزار باتین ایسی ہین کہ جن سے کچھ بھی مخالفت جناب امیر کی خلفاء ثلثہ سے بظاہر معلوم نہوتی
تھی چلو بنے تشیع کے بانیون کی ہوشیاری قابل دیکھنے کے ہے کہ اس حالت کو دیکھکر خیال کیا کہ اب کوئی

سنیون کا روزہ نماز کیا ہوگا اوسکا ثواب اونھین تو مل ہی نہین سکتا اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ تو خدا نے
فرمایا ہی نہین ہو وہ بھی آخر شیعون ہی کیواسطے ہی پس ایسے عقیدون پر اپنے مذہب کی بنا قایم کی اور اس الحاد
و زندقہ کا نام تشیع رکھا اور اپنے آپ کو مصداق فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کا بنایا حقیقت یہ ہی کہ ان اصول و عقائد کو دیکھکر آدمی کی عقل دنگ ہوجاتی ہی
حیرت کی مہر سمجھ کے مونہہ پر لگ جاتی ہی دیکھنے والا حیران ششدر رہ جاتا ہی کہ الٰہی تشیع دین ہی
یا الحاد یہ معاملہ کیا ہی کہ ایسے اصول جنکی سفاہت کسی پردے مین چھپانے سے چھپ نہین سکتی
اور ایسے عقیدے جنکی بیہودگی خود اوسی سے ظاہر ہوتی ہی جسکے بطلان پر نہ کسی دلیل کی حاجت نہ کسی
برہان کی ضرورت کیونکر ایک ایسے فرقے نے قایم کیے ہین جسکو خدا نے آدمی بنایا ہی اور جسکو اورون
کیطرح عقل بھی دی ہی اور پھر طرہ یہ ہی کہ اون اصولون پر خوش ہین اون عقیدون پر نازان ہین اور
اپنے آپ کو ائمہ کرام کیطرف منسوب کرتے ہین اور اپنا بوجھ ذریات نبوی کے سر پر رکھتے ہین
و حاشا جنابہم عن ذلک حقیقت مین انکے اصول و عقائد دیکھکر خدا کا یہ کلام یاد آتا ہی کہ
لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ؗ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ
بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ علاوہ تقیے کے ایک تقیے کی دم بھی شیعون کے اگلے بزرگوارون نے قایم کی تھی جسے
اب حضرات شیعہ نے بسبب نہ ضرورت رہنے کے کاٹ ڈالا ہی اور تقیے کو دم بریدہ کردیا وہ
دم کیا تھی بدا۔ اسکا حال یہ ہی کہ جب حضرات امامیہ کے پیشوا اور اس مذہب کے سرپرست
ائمہ کرام کیخدمت مین جاتے اور بیٹھتے اور پھر باہر آتے تو اپنے اور یارون سے کہتے کہ آج امام
نے فرمایا ہی کہ اب بہت جلد سلطنت شیعون کو ملتی ہی اور چند روز کے بعد اونکی حکومت ہوتی ہی اور
جب وہ میعاد ہوجاتی کچھ ظہور کسی وعدے کا نہوتا اور لوگ کچھ شبہہ کرتے تو وہ حضرت کہتے کہ امام
نے فرمایا ہی کہ خدا کو بدا۔ ہوا ہی یعنی اب اوس نے وقت بدل دیا اور اپنی پہلی تجویز کو بدل دیا
اور جب کوئی امام کے سامنے اون پیشواؤن کے حالات بیان کرتا تو امام اوس سے بیزاری ظاہر کرتے
اور لعنت کرتے اور قاتله الله و خذله الله فرماتے اور پھر کوئی شخص اون لوگونسے بیان کرتا تو بہت
ہنستے اور قہقہہ مارتے اور کہتے کہ امام نے خیرات نورہ کا ہمارے ساتھ عمل کیا ہی سننے والا
حیران رہتا کہ بھائی خیرات نورہ کیا ہی تب کہتے کہ تقیہ —
غرضکہ جب کسی کو شبہہ ہوتا کہ ائمہ اونکو برا کہتے ہین اونپر لعنت کرتے ہین اونکو شیطان بتاتے
ہین تب اوسکے شبہے کو تقیے سے دور کرتے کہ حضرت نے تقیہ کیا ہی تم نہین جانتے ہو تقیہ

ف پارہ ۲۶ سورہ حم سجدہ رکوع ۹ ترجمہ جن سے کی بھلائی سو اپنے واسطے ۱۲ موضح

ف پارہ اول سورہ بقرہ رکوع ۲ ترجمہ اونکے دلون مین آزار ہی پھر زیادہ دیا اللہ نے اونکو آزار اور اونکو دکھ کی مار ہی ۱۲ موضح

ف پارہ ۹ سورہ اعراف رکوع ۲۲ ترجمہ جنکو دل ہین اون سے سمجھتے نہین اور آنکھین ہین اون سے دیکھتے نہین اور کان ہین اون سے سنتے نہین وہ جیسے چوپائے بلکہ اونسے زیادہ بیراہ ۱۲ موضح

سنیون نے نکالین اور اپنے خلفا کی بزرگی اور فضیلت پر سند لائے اور اپنے نزدیک شیعون کو لاجواب کرنا
چاہا مگر ایک ایک ادنی طالب علم بلکہ جاہل شیعہ نے جواب دیدیا کہ یہ حدیث تقیے کے سبب سے امام نے فرمائی ہی
اور بڑے بڑے متکلمین اور فقہا کو سنیون کے اسی دلیل سے ایک ایک لڑکے نے چپ کر دیا حقیقت مین
جو فائدہ مذہب تشیع کو تقیے کے سبب سے ہوا ہی اور جو حفاظت اونکی اس روش سے ہوئی ہی وہ کسی دوسرے
عقیدے سے نہین ہوئی —

کسی جاہل نے خوب لطیفہ کہا ہی کہ تقیے کو تشیع سے وہ نسبت ہی جو تار برقی کو آہنی سڑک سے ہی کہ
اگر تار برقی نہو ریل کا چلنا بند ہو جاوے اور ایک گاڑی دوسری سے ٹکر کھا کر ٹوٹ جاوے درحقیقت
تار برقی ہی سے گاڑیونکی حفاظت ہی اسی طرح پر تقیے کا حال ہی اگر تقیے کا اصول مذہب تشیع مین نہوتا
تو مذہب ہی خاک مین ملجاتا اور ایک قول کی دوسرے قول سے اور ایک فعل کی دوسرے فعل سے اور ایک
حدیث کی دوسری حدیث سے بسبب تخالف اور تناقض کے مطابقت نہو سکتی اور سب کا جھوٹھا اور
غلط ہونا کھل جاتا پس نہایت ہی فی و ذہین تھا وہ شخص جسنے مذہب تشیع کو ایجاد کیا کہ جھوٹھ کو جھوٹھ سے بچایا
تقیے کی وہ گرم بازاری ہوئی اور اس عقیدے باطل کو ایسی رونق دی گئی کہ امام اول سے لیکر امام
آخر الزمان تک سب کی زبان سے اوسکی فضیلت مین احادیث نقل کی گئین اور تقیہ کرنیوالونکے بڑے
درجے مقرر کیے گئے شیعونکو تقیے کی بدولت خدا نے سب آفتون سے بچایا اور تقیے پر ثواب کا وعدہ[۵۱]
کرکے خدا نے اپنے شیعون پر بڑا فضل کیا کہ سنیون کے ساتھ گوشت پلاؤ کھاوین اور جبتک اونکے
دسترخوان پر کاسہ لیسی کرین تب تک خوب چکنی چپڑی باتین زبان سے کہین اور اونکی خوب لمبی
چوڑی ثنا و صفت کرین اور خلفا ثلثہ اور اصحاب کبار کی نہایت مبالغے سے تعظیم و عزت بجالاوین
اور وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ج [۵۲] کا مضمون ادا کرین اور جب گھر آوین اور خاص
یارونکا مجمع ہو اور دروازہ بند کرکے دیکھ لین کہ کوئی متہم تو نہین ہی اوسوقت بہ فحوای وَإِذَا خَلَوْا
إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ○ کے خوب قہقہے اوڑاوین
اور اپنی دھوکہ دہی اور نفاق کی خود ہی تعریف کرین اور پھر تبرا کہنا شروع کرین ایک لعنت اپنے اوپر
لعنت کرے دوسرا ایش باد کہے اور پھر جب احادیث اور اقوال ائمہ کے دونون حالتون مین اپنے
آپ کو مورد ثواب جانین سنی کے سامنے جو جھوٹھ اور نفاق کی باتین کہین اوسپر تو بہ سبب تقیے کے
اور گھر آکر جو تبرا کہا اوسپر بہ سبب لعنت کے ایک ایسے ثواب کے مستحق ہوے کہ جو ہزار نماز و روزے مین
نہ پاتے اور اگر خدا نخواستہ کوئی گناہ ہو گیا تو پھر اوسکا بھی کچھ غم نہین اس لیے کہ یہ مسئلہ طینت کا موجود ہی

[۵۱] پارہ اول سورہ بقر رکوع ۲ ۱۲ ترجمہ جب ملاقات کرین مسلمانون سے کہین ہم مسلمان ہوے ۱۲ موضح

[۵۲] ایضا ترجمہ جب اکیلے جاوین اپنے شیطانون پاس کہین ہم ساتھ ہین تمھارے ہم تو ہنسی کرتے ہین ۱۲ موضح

موجب زیادہ ثواب کا ہی اس لیے کہ جو عمل سب سے زیادہ نرش ہوتا ہی وہی سب سے افضل ہی اور اسی سبب سے
مسلمان اوروں سے ممتاز ہوے ہین اور ایسی ہی باتون پر یقین کرنے سے یقین کے درجات پر
پہونچے ہین اور ان لوگوں سے جو کہ دین مین راسخ اور مضبوط نہین ہوتے جدا ہوتے ہین غرضکہ بدا، پر
یقین کرنا باعث ہزارون درجات اور ثواب کا ٹھیرا اور اوس پر یقین نکرنا نقص ایمان کی دلیل ٹھہرا بلکہ بدا،
کو خدا نے اسیواسطے تجویز کیا ہی کہ اوس پر یقین اور شبہہ کرنے سے ایمان کا امتحان ہو —

اب خیال کیجیے کہ حضرات شیعہ کے بزرگوارون نے کس خوبی اور کس ہوشیاری سے دین کے اصول
قایم کیے ہین اور کیا کیا اچھے عقیدے تجویز کیے ہین اس بدا، کے حقیقی معنی سے گو مجتہد صاحب نے
صوارم مین بظاہر انکار کیا مگر جو کچھ اونھون نے لکھا اوس سے اور زیادہ ثبوت ہوا چنانچہ اس شبہے کو
کہ ائمہ کرام اوس بات کا جو ہونیوالی نہتی کیون وعدہ کیا کرتے تھے کس خوبی سے رفع کرتے ہین حضرت
قبلہ وکعبہ صوارم مین فرماتے ہین کہ { واز انجملہ اینکہ این اخبار موجب تسلیۂ مومنین کہ انتظار فرج اولیاء اللہ
وغالب شدن حق می کشند می شود چنانچہ ہمین معنی دربابِ قصۂ نوح و درباب فرج اہل بیت مروی گشتہ چہ اگر از
اول امر شیعیان را خبر مے دادند کہ غلبۂ اہل حق وظہور دولت اہل بیت بعد انقضای ہزار سال یا دو ہزار سال خواہد
شد البتہ ایشان را یاس حاصل مے شد واکثری از دین حق برمی گشتند از ہمین جہت خبر می دادند شیعیان خود را
بہ تعجیل فرج وبسا اوقات خبر مے دادند ایشان را باینکہ ممکن ہست کہ حاصل شود فرج آل محمد عنقریب ومنظور ازین
اخبار آن بود کہ تا شیعیان بر دین خود ثابت بمانند وبر انتظار کشیدن مثاب شوند وبعد ازینکہ جناب مولانا
مجلسی رہ باب تائید این احتمال ومناسب این مقال دو سہ روایت ذکر نمودہ گفتہ فمعنی قولہ علیہ السلام
ما عبد اللہ بمثل البداء این ست کہ ایمان ببداء از اعظم عبادات قلبیہ ست بہ جہت صعوبت آن ومعارض
بودن آن بہ وساوس شیطانی وبجہت آنکہ اقرار ببداء درحقیقت اقرارست باینکہ لہ الخلق ولہ الامر واین
کمال توحید ست ویا معنی این حدیث این ست کہ اعظم اسباب ودواعی ست بہ طرف عبادت جناب رب العالمین
انتہی } حقیقت یہ ہی کہ جیسا کلمۂ حق اور سخن راست جناب قبلہ وکعبہ اور ملا باقر مجلسی نے یہ فرمایا ہی اپنی ساری
عمر مین دوسرا کلمہ ایسا صحیح زبان سے ارشاد نہ کیا ہوگا جو کچھ ان بزرگوارون نے فرمایا اوس پر دل سے اونکا
شکر کرنا چاہیے کہ صاف صاف کہدیا کہ اگر امام شیعون سے جھوٹے وعدے نہ کیا کرتے اور اونکو وعدون پر
نہ ٹالا کرتے تو اکثر شیعہ دین سے پھر جاتے اور مذہب پر ثابت قدم نرہتے پس ایسی ورنگی باتون کے
کہنے سے غرض تھی کہ لوگ شیعہ بنے رہین ورنہ اگر ایک ہی دفعہ امام کہدیتے کہ ہزار دو ہزار برس تک
شیعونکو غلبہ نہوگا تو بس ناامیدی سے شیعونکی جان ہی نکل جاتی اور مایوس ہوکر گھر بیٹھ رہتے اور خاک پاک کا

۵۷
عبارت صوارم مطبوعہ مندر کلکتہ ۱۲۱۸ھ صفحہ ۶۹ سطر ۱۲ سے

ابراروں اور اماموں کا دین ہی خدا کے پاس جگہ قیامت مین صرف تقیے کی بدولت ملیگی اور جب وہی حضرات کسی سے امام کیطرف سے کچھ وعدہ کرتے اور وہ وعدہ پورا نہوتا تو کہدیتے کہ خدا کو بدا ہوا یعنی اپنی رای بدل دی اور جب کوئی کچھ شک کرتا تو کہتے کہ تم نہین جانتے ہو اسمین مصلحت تھی اور خدا کی مصلحت کو سوای خدا یا امام کے کوئی نہین جانتا اور کیا تعجب کرتے ہو بدا ہر وہ ایک قسم نسخ کی ہی دیکھو شریعتون مین احکام خدا نے بدل دیے اور ایک کو دوسرے حکم سے منسوخ کر دیا یا نہین پس چپ رہو خدا کی باتون مین چون وچرا نہ کرو ——

جب بعض شخصونکو بہت ہی شبہہ ہونے لگا کہ وہ خدا کیسا ہی جو آج کچھ کہتا ہی اور جب وقت آتا ہی تب پورا نہین کرتا اور بدا کو نسخ سے کیا علاقہ نسخ تو یہ ہی کہ ایک حکم کسی وقت دیا اور کسی چیز کو کسی قوم یا کسی وقت کی ضرورت سے حلال کیا اور پھر اوس حکم کو کسی وقت و ضرورت کے سبب سے بدل دیا اور حلال کو حرام کر دیا مگر یہ خدا نے نہین کیا کہ پیغمبر صاحب سے کوئی خبر کہی ہو یا کسی فتح کا وعدہ کیا ہو اور پھر اوسکو پورا نکیا ہو تو اگر امام نے یہ بات خدا کیطرف سے کہی ہوتی یا خدا نے اونسے یہ وعدہ کیا ہوتا تو ضرور وہ پورا ہوتا اس لیے اس شبہے کے دور کرنے کے لیے اون بزرگوارون نے دو لوحین قایم کین ایک لوح محفوظ دوسری لوح محو واثبات اور یہ کہا کہ خدا نے دو لوحین رکھی ہین اور سب کچھ اوسمین لکھدیا ہی جو کچھ ٹھیک ٹھیک ہونیوالا ہی وہ تو لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہی اوسمین کچھ تغیر و تبدل نہین ہوتا دوسری لوح محو واثبات کہ اوسمین جو کچھ لکھا ہوا ہی اوسکو خدا بدلتا رہتا ہی پس وہ فرق جو امام کے قول مین ہوا وہ بسبب لوح محو واثبات کے ہوا کہ اوسمین خدا نے پہلے کچھ لکھدیا پھر اوسکو محو کر کے دوسری بات لکھدی اور امام نے پہلی بات سے خبر دی تھی اونکو کیا معلوم تھا کہ خدا اوسکو بدل دیگا اور جب کسی نے یہ کہا کہ یہ بات سمجھ کے خلاف ہی اور دوسری لوح کے مقرر کرنے سے کیا فایدہ ہی تب وہ جواب دیا جو مجتہد صاحب نے صوارم مین دیا ہی کہ { واز انجملہ آنکہ ہرگاہ انبیا و اوصیا خبر دہند از کتاب محو واثبات و بعد ازان خبر دہند بخلاف آن بندگان را واجب باشد اذعان نمودن بآن وچون این اذعان بر نفس بسیار دشوارست موجب مزید اجر نہا گردد — فان افضل الاعمال احمزہا وبہا یمتاز المسلمون الذین فاضوا بدرجات الیقین عن الضعفاء الذین لیس لہم قدم راسخ فی الدین } کہ یہ بات کہ ایک دفعہ انبیا اور اوصیا کچھ بات فرماوین اور پھر اوسکے برخلاف بندون سے کہین اوسکا بھی یقین کرنا واجب ہی اور اسی یقین کرانے کے لیے خدا نے دوسری لوح محو واثبات کی قایم کی ہی اور چونکہ ایسا یقین نفس پر بہت دشوار ہی اس لیے

۵۷ عبارت صوارم مطبوعہ [illegible] کلکتہ ۱۲۱۵ھ صفحہ ۱۹ سطر ۳

تقریظ دلپذیر چکیدۂ خامۂ ناظم رنگین خیال ناثر عدیم المثال سیّاح بحر ذخار نکتہ دانی گلچین بوستان زبان وبدائع و معانی زبدۂ شعرائے ہمعصر فائق محمد مرتضیٰ بیگ عرف مرزا مچھو بیگ عاشق حرسہ اللہ تعالیٰ

سبحان اللہ پاک ہی وہ بے نیاز جسنے اپنے حبیب کے خادم جان نثار ونکی شان مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ ارشاد فرماکے اونکا رتبہ ظاہر کیا۔ اور مخالفین کے حق مین ختم اللہ علی قلوبہم الخ کے اشارے سے اچھے برے کو علاحدہ کردیا۔ سچا ہی وہ نبی جسنے افضل الناس بعد النبی الخ کی حدیث سے ترتیب خلافت و افضلیت بیان کردی۔ ہٹ دہرمی کا ذکر نہین حق شناسون کے لیے کوئی بات شک و شبہے کی نہ باقی ہی سب سے بڑھکے تو یہ کام کیا کہ اپنے سچے دین کی حفاظت کا پورا پورا وعدہ خدا سے لے لیا اوسوقت کسی بزرگ کا قول ورد زبان ہی باقی داستان

الٰہی و یا احکم الحاکمین
وصلّ علی شافع المذنبین

الٰہی و یا اکرم الاکرمین
فصلّ علی آلہ الطاہرین

فصلّ علی سید المرسلین
وصلّ علی صحبہ الصالحین

بعد حمد خدا و نعت سرور انبیا بندۂ سراپا خطا محمد مرتضیٰ عاشق آل نبی خادم اصحاب محمدی حق شناسونکی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ کیون حضرات انصاف کیجیے دین محمدی کی بھی کیا مضبوط بنا ہی کہ ابتدا سے تا ایندم بلکہ تا بقاے عالم دشمنان خدا نے کیسا کیسا چاہا اور چاہتے ہین کہ اس چمکتے ہوے چراغ کو پھونک پھونک کے بجھائین حق ناحق آتش افروزی کرکے شعلۂ فساد بھڑکائین۔ لیکن وہ قدرتی نور لمعان برق طور اور سوا تجلی دکھاتا ہی ذرا دال نہین گلتی اوسی لوکے سے خود اونھین کا دل جلکے سارا جوش صلابت و غرور شکست ہوجاتا ہی مجال کیا ہی کہ زبان ہلائین ورمنہ کی نہ کھائین۔ ادھر اگر دن اٹھائی آ ادھر سر پہ بپی ہوئی قدر پہ شکستگی کھائی جہان چار قدم دور تک چلے کہ چوٹ کرے۔ دون کی لیتے ہی چھکے چھوٹتے ہین۔ رنج والم سے ماتم کے بہانے سینہ کوٹتے ہین یون تو صدہا برس سے کیسی کیسی قلعی کھلی ساری شیخی کرکری ہوی لیکن اس ہنگام مین کہ آخیر زمانہ دنیا کی فکر دوزخ کے دھندے سے نجات ہی نہین عاقبت کا خیال کیسا۔ قیامت کا قرب چودھوین صدی ابھی سے نفسی نفسی کا ترجمہ اپنی اپنی پڑی ہی۔ دینیات کا علم پھر اوسمین کمال بالکل خواب و خیال ہی۔ جو بات ممکن ہی نہین محال ہی لیکن یہ فقط ہمارا ہی خام خیالی ہی مردان خدا سے ابھی کب دنیا خالی ہی۔ چنانچہ تفصیل اس اجمال کی معاینہ کتاب لاجواب جزو دوم آیات بینات تصنیف عالم علم معقول و منقول حامی دین خدا و رسول سرآمد متکلمین۔ سلطان المناظرین۔ واقف اسرار خفی وجلی عالیجناب والاخطاب نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علیخان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولٹیکل فنانس سرکار آصفی سے ہوتی ہی۔ اللہ اللہ کس متانت کی تقریر کس زور شور کی تحریر ایک دریا ہی کہ موجین مارتا ہی۔ نمونہ قدرت خدا تائید غیبی نہین تو کیا ہی ایسی کثرت کار و ضیق اوقات مین جوابات ہی شرح و بسط کے ساتھ حتی الوسع کوئی دقیقہ باقی نہین چھوڑا مخالف ہی کے قول سے منکرین کے زعم باطل کو توڑا ہی عبارت کی پاکیزگی پر درود پڑھنے کو جی چاہتا ہی مناظرے مین باوجود سخت کلامی مدعی اپنی تہذیب ہاتھ سے نجانے دی ادب سے کام لیا ہے سحر بیانی اسکا نام ہی کہ شیرین زبانی کی

کنٹھا اور عقیق کی انگوٹھی اور سجدہ گاہ امام کے دروازے پر رکھکر سب کے سب جنتی ہوجاتے ہان جو خاص خاص بالایمان شیعی تھے مثل حضرات زرارہ اور ہشام اور شیطان الطاق وغیرہ کے وہ یکہ و تنہا بے یار و یاور رہ جاتے پس اوس جماعت کو جو صرف جھوٹے وعدون پر دنیا سے ملنے کے دم مین زرارہ وغیرہ کے پھنس گئی تھی ایسے ہی جھوٹے وعدونسے حضرات زرارہ وغیرہ نے درہم برہم ہونے دیا اور اپنی ہوشیاری سے ضرورت وقت کے مناسب فوراً ہی ایک عقیدہ نیا اور ایک اصول جدید بنالیا اور امام علیہ السلام کیطرف منسوب کردیا ورنہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ رکھے گا اور بدا کو خدا کیطرف منسوب کریگا قیامت تو یہ ہے کہ فقط منسوب کرنے ہی پر کفایت نہ کی بلکہ موافق اپنی عادت کے کہ جس بات کو شروع کیا اوسکو انجام تک پونہچا دیا اس مسئلہ بدا کی وہ فضیلت بیان کی کہ آخر امام کیطرف منسوب کردیا کہ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ {فا عبد الیہ مثیل البدا} کہ جیسی بدا کے سبب سے خدا کی عبادت ہوتی ہے ایسی کسی دوسرے سبب سے نہین ہوتی سبب اسکا ظاہر ہے کہ جب شیعون سے کہدیا کہ بہت جلد تمکو سلطنت ملتی ہے اور ان بیچارون نے دنیا کی طمع مین حضرات زرارہ وغیرہ کے حضور مین حاضر باشی شروع کی جا بجا کی سمتون اور چٹائی کی جانمازون اور مٹی کی سجدہ گاہونکو لے لیا اور خوب رگڑ رگڑ کر پیشانیونکو داغا اور مضمون فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ف۱ کا ادا کیا جب وعدہ پورا نہوا اور دن گذر گئے اور کچھ ظہور نہوا تب مایوس ہوکر زرارہ وغیرہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا اوس نے ادھر اودھر جا کر دو چار روز کے بعد کہدیا کہ امام فرماتے ہین کہ خدا کو بدا ہوا یعنی اوسنے وقت بدل دیا مگر تم پھر عبادت کرو اور خوب تبرے کہو اور اپنے اوپر لعنت بھیجو دیکھو بہت ہی جلد خدا ترقی دیتا ہے غرضکہ اسیطرح ہر چند احمقون بیوقوفونکو اپنے دام تزویر مین کبھی تقیے سے بہکایا کبھی بدا کہکر دم مین رکھا کبھی طینت کا مسئلہ بلاکر اونکو خوش کردیا یہ کرتے کرتے آخر دین محمدی مین رخنہ ڈال ہی دیا اور ایک فرقے کو اپنا ساتھی کرلیا پس ہوا جو کچھ کہ ہونیوالا تھا اور بگڑ گیا دین جیسا کہ اوسکے سمجھانے تھا فقد استحوذ علیہم الشیطان و استغواہم الطغیان ف۲

	فصار یری المعروف منکرا والمنکر معروفا		وکل واحد منہم لعاجل حظہ مشغوفا ف۳	

غرضکہ ای حضرات شیعہ تم اپنے مذہب کے اصول و عقائد پر غور کرو اور اوسکے حسن و قبح کو دیکھو اور اگر پھر بھی نہ سمجھو تو خیر اختیار ہے تقیہ کرو رجعت کی امید پر بیٹھے رہو بدا کا الزام ذات باری پر لگاتے رہو طینت کا مسئلہ یاد کرکے خوب شوق ذوق سے گناہون مین مصروف رہو اسواسطے کہ جتنے سنی اگلے پچھلے گذرے ہین اور جتنی عبادتین اونھون نے کی ہین وہ تو آخر تمھین کو ملینگے اور تمھارے گناہون کا بار تو ہمکو اوٹھانا ہی پڑے گا بس پھر عبادت کی محنت اوٹھانی اب تمکو فضول ہے مصرع

	تو مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر	

ف۱ پارہ ۲۷ سورہ رحمن رکوع ۲ ترجمہ پس پکڑا جاوے گا ماتھے کے بال سے اور پانوں سے ۱۲ موضح القرآن

ف۲ پس احاطہ کرلیا ان پر شیطان نے اور گمراہی میں ڈال دیا ان کو طغیان نے ۱۲ مولوی انعام اللہ سلمہ

ف۳ یعنی ہوگیا ہر ایک ان میں سے ساتھ نصیب دنیا اپنی کے مشغوف پس ہوگیا کہ دیکھتا ہے بھلائی کو برا اور برائی کو بھلا ۱۲ مولوی انعام اللہ سلمہ

اصول فقہ

- الانوار المحشی جناب مولوی عبد الحی صاحب رحمہ - نظامی — عہ/
- سراج الابصار فی تخریج احادیث نور الانوار - مصطفائی — ۲/

تصوف

- غنیۃ الراغبین مسمی بغنیۃ الطالبین تصنیف غوث الثقلین حضرت شاہ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ مطبوعہ دہلی ترجمہ فارسی شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی — للعہ/
- احیاء العلوم غزالی - کشوری — ۵/
- مذاق العارفین ترجمہ اردو احیاء العلوم - کشوری — لعہ

سیر

- فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مع [illegible] علمائے حنفیہ [illegible] مطبوعہ لکھنؤ — ۱/

دینیات

- حاشیہ عمدۃ الرعایہ شرح وقایہ جلدین اولین تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ - مطبوعہ لکھنؤ — للعہ/
- شرح وقایہ اردو کامل - نظامی — عہ/
- مجموعہ خطب تمام سال تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ مطبوعہ لکھنؤ — ۸/
- اقامۃ الحجۃ علی ان الاکثار فی التعبد لیس ببدعۃ تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ - مصطفائی — ۲/
- الفلک المشحون فی الانتفاع بالمرتہن تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مصطفائی — ۱/
- نزہۃ الفکر فی سبحۃ الذکر تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ - نظامی — ۱/
- تحفۃ الطلبہ فی تحقیق مسح الرقبہ تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مصطفائی — ۱/
- الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ مطبوعہ لکھنؤ — ۴/
- القول الجازم فی سقوط الحد بنکاح المحارم تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۲/
- نفع المفتی والسائل بجمع متفرقات المسائل تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ مصطفائی — ۸/
- مجموعہ سبع رسائل تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ مصطفائی — ۸/
  - (۱) الفلک الدوار فی رؤیۃ الہلال بالنہار
  - (۲) القول المنشور فی ہلال خیر الشہور
  - (۳) قوت المغتذین بفتح المقتدین
  - (۴) الافصاح عن شہادۃ المرأۃ فی الارضاع
  - (۵) تحفۃ النبلاء فی جماعۃ النساء
  - (۶) الکلام الجلیل فیما یتعلق بالمندیل
  - (۷) الاجوبۃ الفاضلۃ للاسئلۃ العشرۃ الکاملۃ
- مجموعہ ست رسائل تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۱۲/
  - (۱) الہسہسہ بنقض الوضوء بالقہقہہ
  - (۲) خیر الخبر فی اذان خیر البشر
  - (۳) سباحۃ الفکر فی الجہر بالذکر
  - (۴) النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر
  - (۵) رفع الستر عن کیفیۃ ادخال المیت وتوجیہ الی القبلۃ فی القبر
  - (۶) طرب الاماثل بتراجم الافاضل
- مجموعہ خمس رسائل تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ مصطفائی — ۸/
  - (۱) ترویح الجنان بتشریح حکم شرب الدخان
  - (۲) ردع الاخوان عن محدثات آخر جمعۃ رمضان
  - (۳) احکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس
  - (۴) زجر الناس علی انکار اثر ابن عباس
  - (۵) الانصاف فی حکم الاعتکاف
- مجموعہ ثلث رسائل تصنیف مولوی عبد الحی صاحب رحمہ علوی — عصہ/ ۱۰/
  - (۱) امام الکلام فیما یتعلق بالقراءۃ خلف الامام
  - (۲) غیث الغمام
  - (۳) الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ
- دافع الوسواس فی اثر ابن عباس تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۱/
- رسالہ احکام غیبت اردو تصنیف مولوی عبد الحی صاحب مطبوعہ لکھنؤ — ۶/

کتب مناظرہ

- آیات بینات جزو اول اردو - مصطفائی — عہ/ ۸/
- تحفہ اثنا عشریہ فارسی - کشوری — عہ/ ۱۲/
- ازالۃ الغین جلدین اخیرین - مطبوعہ لکھنؤ — للعہ/
- وسیلہ جلیلہ اردو - مصطفائی — ۱۲/
- سبیل رضیہ اردو - مصطفائی — ۳/

میٹھی چھری سے دشمن کا کام تمام ہے - ماشاء اللہ زور قلم کی ادنی سی یہ ایک بات ہے - کہ جس وادی میں قدم رکھا میدان اپنے ہاتھ ہے - لطف تو یہ کہ جو دعوی ہے بادلیل باہمہ مطالب کثیر وعبارت قلیل جو بات ہے لاجواب جو فقرہ ہے انتخاب - بلاغت ایسی کہ ذرا سا نکتہ ایک دفتر فصاحت کا بیان طاقت بیان سے باہر - خدا شاہد ہے طرز تحریر بہت مشکل معقولیت کے یہ معنی کہ دشمن اپنے ہی قول سے قائل ہے - حافظہ وہ کہ سارا علم مناظرہ ازبر - نگاہ اتنی وسیع کہ دشمن کا کتب خانہ پیش نظر - یہ فقط کرامت صحابہ کرام ہے - نہیں یہ اعجاز رتبی انسان کا کام ہے - جیسا دل چاہتا ہے ویسی پوری تعریف اس تصنیف میں کب ہو سکتی ہے - ابھی اوس شخص کی محنت و جانفشانی کی تعریف کرنی چاہیے جسنے اسکے چھاپنے اور شائع کرنے میں کوشش کی ہے - خاص فائدہ عام و عقبی کا نیک کام سمجھ کے نہ کسی طمع و لالچ سے - وہ کون یعنی جوان صالح فخر خاندان حافظ قرآن حبیبی و شفیقی حافظ عبد الواحد خان خلف الصدق برگزیدہ خدا پابند شریعت مصطفی درویش صفت و فرشتہ خصلت وحید الزمان جناب محمد عبد الواحد خان صاحب مالک و مہتمم مطبع مصطفائی جانشین جنت مکان محمد مصطفی خان اسکنہ اللہ فی فردوس الجنان - پہلی جلد باجازت حضرت مصنف ۱۳۱۲ہجری میں دوبارہ چھپوا کے شائع کی جو حضرات شائقین علم دین کی نظر سے گذری ہوگی - دوسری جلد یعنی جزو دوم کے لیے کیسا کیسا اہتمام کیا زمین و آسمان ایک کر دیا لیکن کسی طرح وہ نسخہ دستیاب نہ ہوتا تھا بارے جناب مخدومی و مکرمی منشی سید محمد ممتاز علی صاحب پیشکار کلکٹری بنارس تحصیل قصبہ ندیلہ تالک اودھ نے بہزار کوشش وجہد جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس پنشن یافتہ سرکار سے جنکے پاس ایک مسودہ کتاب دستی حضرت مصنف کا تھا حاصل کیا اور نقل و اصل دونوں نسخے حافظ صاحب موصوف کے نام روانہ کیے اب اس محنت کو دیکھنا چاہیے کہ حافظ صاحب موصوف نے بعد نظر ثانی و اجازت مصنف بصحت بکمال صفائی و پاکیزگی سے طبع کیا - درحقیقت جیسی محنت حضرت مصنف نے اسکی تصنیف میں کی ہے - اوس سے کسیقدر کم حافظ صاحب موصوف کو بھی مشقت کرنی پڑی شکر ہے خدا کا جسنے اوس محنت کی راحت دی اور دوسری جلد بھی چھپ گئی - اب خدا سے دعا ہے کہ اسکے مصنف اور جنسے نسخہ دستیاب ہوا وہ اور جسنے بہزار کوشش اسے چھاپا اور شائع کیا ہے ان سب کے لیے

عمر و اقبال و آبرو ہو یاد	بمحمد و آلہ الامجاد

خاتمة الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ دوسرا جزو آیات بینات کا مؤلفہ نواب محسن الدولہ محسن الملک مولوی سید محمد مہدی علیخان صاحب بہادر منیر نواز جنگ معتمد پولیٹیکل و فنانس سرکار عالی ریاست حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشر والفتن جسکا مسودہ مؤلف نے بروقت روانگی حیدرآباد دکن کے جناب منشی سید برکت علی صاحب سررشتہ دار کمشنری بنارس کے حوالہ کر دیا تھا اب اوسکی اجازت حافظ محمد عبد الواحد خان نے حاصل کر کے رجسٹری کرائی اور اونکی فرمایش سے

مطبع مصطفائی میں باہتمام محمد عبد الواحد خان طبع ہوا ٭